رسول اکرم ﷺ کی نماز

مولانا عبدالرؤف ندوی

سلسلۂ اشاعت مجلس ۲۹

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

نام مؤلف: مولانا عبدالرؤف ندوی حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: مولانا زبیر احمد مدنی حفظہ اللہ

تعداد طبع اول: گیارہ سو

صفحات: ۳۷۴

کمپوزنگ: قمر اعظم سراجی

مطبع:

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

محمد ظفر محمدی محلّہ پوروہ تلسی پور، ضلع بلرام پور، یو پی

پن کوڈ 271208

موبائل نمبر 9839805218

فہرست عناوین

عنوان	صفحہ
☆عرض ناشر	۲۴
☆نماز عبادت بھی علاج بھی	۲۸
☆نماز بطور ورزش	۳۰
نماز کی اہمیت وفضیلت	۳۲
نماز پنجگانہ کا ثبوت قرآنی آیات کی روشنی میں	۳۷
طہارت کا بیان	۴۱
نجاستوں کی تطہیر کا بیان	۴۴
☆حیض آلود کپڑا	۴۴
☆منی کا دھونا	۴۴
☆دودھ پیتے بچے کا پیشاب	۴۴
☆رفع حاجت کے مسائل	۴۵
☆پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی تاکید	۴۶
غسل جنابت کا مسنون طریقہ	۴۷
☆غسل کا شرعی معنیٰ	۴۷
☆غسل کی شرائط	۴۷
☆غسل کے ارکان	۴۷

عنوان	صفحہ
☆بدن کے ہر حصہ پر پانی پہونچانا	۴۷
☆بالوں کا خلال کرنا	۴۷
☆مسنونات غسل	۴۸
☆مکروہات غسل	۴۸
☆دیگر غسل	۵۱
☆جمعہ کے دن غسل	۵۱
☆میت کو غسل دینے والا غسل کرے	۵۲
☆نومسلم غسل کرے	۵۲
☆عیدین کے روز غسل	۵۲
☆احرام کا غسل	۵۳
☆مکہ میں داخل ہونے کا غسل	۵۳
اسلام میں مساجد کا مقام ومرتبہ	۵۴
☆مساجد کی صفائی وستھرائی	۵۶
☆مساجد کی تعمیر وتوسیع	۵۸
☆مساجد کے آداب	۶۰
☆مسجد جانے کی فضیلت	۶۸
☆قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت	۶۸

عنوان	صفحہ
وضو کے احکام ومسائل	۶۹
☆وضو کے شرائط	۶۹
☆وضو کی صحت کیلئے نیت شرط ہے	۶۹
☆پانی کا پاک ہونا	۷۰
☆وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے استنجاء کرنا	۷۰
☆چمڑے تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ چیز کو زائل کرنا	۷۰
☆وضو کو واجب کردینے والی چیزوں کا ختم ہونا	۷۰
☆وضو کے فرائض	۷۰
☆چہرہ کا دھونا	۷۱
☆چہرہ کی حد	۷۱
☆کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا	۷۲
☆پورے سر کا مسح کرنا	۷۳
☆کانوں کا مسح کرنا	۷۳
☆ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کا دھونا	۷۴
☆اعضاء وضو کو ترتیب وار دھونا	۷۴
☆اعضاء وضو کو تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھونا	۷۵
☆وضو کے مسنونات	۷۶
☆مسواک کرنا	۷۶

عنوان	صفحہ
☆وضو کے شروع میں دونوں ہتھیلیوں کا دھونا	۷۶
☆چہرہ دھونے سے پہلے کلی کرنا..............	۷۷
☆گھنی داڑھی کا خلال کرنا	۷۷
☆انگلیوں کا خلال کرنا	۷۷
☆اعضاء وضو میں دائیں کو بائیں سے پہلے دھونا	۷۸
☆اعضاء وضو کو اس کے واجبی حد سے زیادہ دو یا تین بار دھونا	۷۸
☆اعضاء وضو کو ملنا	۷۹
☆اعضاء وضو کو ایک بار سے زیادہ دو یا تین بار دھونا	۷۹
☆وضو کے بعد کی دعا	۷۹
☆وضو کے مکروہات	۸۰
☆ایک یا اس سے زائد سنتوں کو چھوڑ دینا	۸۰
☆گندی جگہ پر وضو کرنا	۸۰
☆پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا	۸۰
☆وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۸۱
☆وضو کے فضائل	۸۲
☆وضو سے گناہوں کی بخشش	۸۲
☆وضو سے میدان حشر میں چہرہ کا نورانی ہونا	۸۲
☆وضو سے بلندئ درجات	۸۳
☆خانہ کعبہ کے طواف کیلئے وضو	۸۳

عنوان	صفحہ
☆موزوں پر مسح کرنا	۸۴
☆جرابوں پر مسح کرنا	۸۵
☆شرائط مسح	۸۵
☆مسح کی مدت	۸۵
☆مسح کا طریقہ	۸۵
☆دوران نماز وضو ٹوٹ جانے پر نمازی کیا کرے	۸۶
☆وضو اچھی صحت کا نسخہ	۸۶
☆وضو کے ظاہری فائدے	۸۷
تیمم کا بیان	۸۸
☆جنابت کی حالت میں تیمّم	۸۹
☆مسائل	۹۰
حیض ونفاس کا بیان	۹۱
☆حیض ونفاس کا حکم	۹۲
☆استحاضہ کا بیان	۹۵
نمازی کا لباس	۹۷
اذان دینے کی فضیلت	۱۰۰
☆مساجد میں اذان کی پابندی ضروری ہے	۱۰۲
☆پوری دنیا میں ہزاروں موذن	۱۰۴

عنوان	صفحہ
☆اذان کا طریقہ	۱۰۸
☆فجر کی اذان	۱۰۹
☆اذان کے بعد کی دعا	۱۱۰
☆اذان کے جواب کی فضیلت	۱۱۱
☆تکبیر (اقامت)	۱۱۲
نماز کے کام اور ان کے نام	۱۱۳
قبلہ اور سترہ	۱۱۵
☆احکام قبلہ	۱۱۵
☆سترہ کا بیان	۱۱۶
☆نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ	۱۱۶
نماز با جماعت کی اهمیت	۱۱۸
☆عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت	۱۲۱
☆جماعت میں غیر حاضری پر وعید نبوی	۱۲۱
☆سلف امت اور نماز با جماعت کا اہتمام	۱۲۲
☆نماز با جماعت کے متفرق مسائل	۱۲۳
صف بندی کے احکام	۱۲۵
☆صفوں کی ترتیب	۱۲۸
☆صف بندی کے مراتب	۱۲۹

عنوان	صفحہ
☆صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا	١٢٩
☆صف بندی اور نماز کے لئے کھڑے ہونے کا وقت	١٢٩
امام کی اقتداء	١٣٢
☆اماموں پر وبال	١٣٢
☆نابینا و نابالغ کی امامت	١٣٣
نمازوں کے اوقات	١٣٨
☆فجر کی نماز کا وقت	١٣٨
☆ظہر کی نماز کا وقت	١٣٨
☆عصر کی نماز کا وقت	١٣٩
☆مغرب کی نماز کا وقت	١٣٩
☆عشاء کی نماز کا وقت	١٣٩
☆ادا اور قضا	١٣٩
نماز کی قسمیں	١٤٠
☆فرض	١٤٠
☆نفل	١٤٠
☆نماز صبح کی رکعات اور کیفیت	١٤٠
☆نماز ظہر کی رکعات اور کیفیت	١٤١
☆نماز عصر کی رکعات اور کیفیت	١٤١

عنوان	صفحہ
☆نماز مغرب کی رکعات اور کیفیت	١٤٢
☆نماز عشاء کی رکعات اور کیفیت	١٤٢
☆سرّی اور جہری نماز	١٤٢
☆فرض نمازوں کی رکعتوں کی تعداد	١٤٢
☆سنن رواتب	١٤٣
☆ائمہ مساجد کو نماز اول وقت پڑھانی چاہئے	١٤٣
☆نماز کے ممنوعہ اوقات	١٤٤
☆فوت شدہ نمازیں	١٤٥
☆سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا	١٤٦
☆نمازیں مجبوراً فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں	١٤٧
نماز میں خشوع ،خضوع کو خراب کرنے والے اسباب	١٤٨
☆جائے نماز سے مشغول کن چیزوں کا ازالہ	١٤٨
☆کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنے سے پرہیز	١٤٨
☆پیشاب و پاخانہ روک کر نماز پڑھنے سے پرہیز	١٤٩
☆اونگھ کے دباؤ میں نماز سے پرہیز	١٥٠
☆نماز کے درمیان کنکریاں برابر کرنے سے پرہیز	١٥١
☆اپنی قرأت سے دوسروں کو تشویش میں ڈالنے سے پرہیز	١٥٢
☆نماز میں ادھر ادھر توجہ سے پرہیز	١٥٣

عنوان	صفحہ
☆آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے پرہیز	۱۵۴
☆نماز میں اپنے سامنے تھوکنے سے پرہیز	۱۵۵
☆نماز کے دوران جمائی سے پرہیز	۱۵۵
☆کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے پرہیز	۱۵۶
☆نماز کے دوران سدل سے پرہیز	۱۵۶
☆چوپایوں کی مشابہت سے پرہیز	۱۵۷
☆خشوع فی الصلوٰۃ	۱۵۷
نماز کا مسنون طریقہ	۱۶۰
☆گیارہ صحابہ کرام کی شہادت	۱۶۰
☆نماز کی نیت	۱۶۱
☆قیام	۱۶۳
☆تکبیر اولیٰ	۱۶۵
☆سینے پر ہاتھ باندھنا	۱۶۶
☆عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے	۱۶۷
☆سینے پر ہاتھ باندھ کر یہ دعا پڑھیں	۱۶۸
☆نماز اور سورہ فاتحہ	۱۷۰
☆آمین کا مسئلہ	۱۷۱
☆آداب تلاوت	۱۷۶

عنوان	صفحہ
☆نماز کی مسنون قرأت	۱۷۶
☆سورہ اخلاص کی اہمیت	۱۷۷
☆نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت	۱۷۸
☆جمعہ کے دن نماز فجر میں	۱۷۸
☆نماز فجر میں	۱۷۹
☆ظہر اور عصر کی نماز میں	۱۸۰
☆نماز مغرب میں	۱۸۱
☆نماز عشاء میں	۱۸۱
☆مختلف آیات کا جواب	۱۸۲
☆نماز میں رونا	۱۸۳
رفع الیدین	۱۸۴
☆رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ	۱۸۶
☆پہلی حدیث	۱۸۶
☆تجزیہ	۱۸۶
☆دوسری حدیث	۱۸۸
☆تیسری حدیث	۱۸۸
☆تجزیہ	۱۸۹
☆خلاصہ	۱۹۱

عنوان	صفحہ
☆رکوع	۱۹۲
☆رکوع کی مسنون دعائیں	۱۹۳
☆اطمینان نماز کارکن ہے	۱۹۵
☆قومہ	۲۰۱
☆سجدے کے احکام	۲۰۳
☆بازو نہ بچھائیں	۲۰۵
☆سجدہ قُرب الٰہی کا ذریعہ	۲۰۶
☆سجدے میں بہشت	۲۰۶
☆بہشت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ	۲۰۷
☆سجدے کی مسنون دعائیں	۲۰۷
☆دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا	۲۰۹
☆جلسے کی مسنون دعائیں	۲۱۰
☆جلسۂ استراحت	۲۱۱
☆تشہد	۲۱۲
☆مسئلہ سبابہ	۲۱۵
☆آخری قعدہ	۲۱۶
☆درود ابراہیمی	۲۱۷
☆درود کے بعد کی دعائیں	۲۱۸

عنوان	صفحہ
☆نماز کا اختتام	۲۲۰
☆چند مزید احکام	۲۲۰
☆نماز کے بعد مسنون اذکار	۲۲۳
☆فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا	۲۲۶
قضا نماز کے مسائل	۲۲۸
سجدۂ سہو کا بیان	۲۳۰
☆قعدۂ اولیٰ کے ترک پر سجدہ	۲۳۱
☆نماز سے فارغ ہو کر باتیں کرنے کے بعد سجدہ	۲۳۱
☆چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے پر سجدہ	۲۳۲
سنن ونوفل کا بیان	۲۳۴
☆سنن ونوافل کی مشروعیت وفضیلت	۲۳۴
☆مؤکدہ سنتیں	۲۳۴
☆فجر کی سنتیں	۲۳۴
☆ظہر کی سنتیں	۲۳۶
☆مغرب کی سنتیں	۲۳۷
☆عشاء کی سنتیں	۲۳۷
سنن غیر مؤکدہ	۲۳۷
☆نماز عصر سے پہلے دو رکعت	۲۳۷

عنوان	صفحہ
☆نماز مغرب سے پہلے دو رکعت	۲۳۸
☆نماز عشاء سے پہلے دو رکعت	۲۳۸
دیگر نفلی نمازیں	۲۳۸
☆صلوٰۃ الضحیٰ	۲۳۸
☆صلوٰۃ الحاجۃ	۲۳۹
☆صلوٰۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد	۲۴۰
☆صلوٰۃ التوبہ	۲۴۰
☆سفر سے گھر واپس پہونچنے کے بعد صلاۃ سفر	۲۴۱
☆سید الاستغفار کی فضیلت	۲۴۱
☆صلوٰۃ التسبیح	۲۴۲
☆سنن ونوافل سے متعلق چند اہم مسائل	۲۴۴
☆نوافل میں لمبا قیام کرنا افضل ہے	۲۴۴
☆سنن ونوافل کو بیٹھ کر پڑھنے کا جواز	۲۴۵
☆فرض وسنت کے درمیان علیحدگی	۲۴۵
☆سنن ونوافل کی قضا	۲۴۵
نماز فجر کی اہمیت و فضیلت	۲۴۷
☆اللہ کی حفاظت	۲۴۷
☆قیامت کے دن نور	۲۴۸

عنوان	صفحہ
☆جنت میں داخلہ	۲۴۸
☆خیر کا وعدہ	۲۴۹
☆جنت میں دیدار الٰہی	۲۵۰
☆دنیا وآخرت کا توشہ	۲۵۱
☆صحت وعافیت	۲۵۲
☆منافقین پر ہلاکت وتباہی	۲۵۲
☆ شیطان کان میں پیشاب کرتا ہے	۲۵۴
☆سستی وکاہلی	۲۵۴
☆نماز فجر پڑھنے کے فوائد اور چھوڑنے کے نقصانات	۲۵۵
☆فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت	۲۵۶
نماز عصر کی اہمیت و فضیلت	۲۵۸
سجدۂ تلاوت	۲۶۶
مریض کی نماز	۲۶۸
کشتی ، ہوائی جہاز ، ٹرین	۲۷۳
موٹر گاڑی یا سواری پر نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۷۵
جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۷۷
صلوٰۃ اللیل ، تہجد، قیام رمضان ، تراویح	۲۷۹

عنوان	صفحہ
تراویح کی مسنون رکعتیں	۲۸۱
☆حدیث میں ہیرا پھیری	۲۸۳
☆بیس رکعات کی روایات اوران کی حقیقت	۲۸۳
☆تہجد پڑھا کرو	۲۸۶
☆تہجد کی دعائے استفتاح	۲۸۷
☆صلاۃ وتر کی فضیلت	۲۸۸
☆وتر کا وقت	۲۸۹
☆وتر کی رکعات اوران کا طریقہ	۲۹۰
☆تیرہ رکعات کا طریقہ	۲۹۰
☆گیارہ رکعات کا طریقہ	۲۹۰
☆نو رکعات کا طریقہ	۲۹۱
☆سات رکعات کا طریقہ	۲۹۱
☆پانچ رکعات کا طریقہ	۲۹۱
☆تین رکعات کا طریقہ	۲۹۱
☆دوسرا طریقہ	۲۹۱
☆ایک رکعت	۲۹۲
☆تین وتروں کی قرأت اور وتر کی دعا	۲۹۲
☆چند اہم مسائل	۲۹۴
قنوت نازلہ	۲۹۵

عنوان	صفحہ
جمعہ کے فضائل و آداب	۲۹۷
☆جمعہ بہترین دن	۲۹۷
☆جمعہ کی فرضیت	۲۹۷
☆جمعہ کے مستحب اعمال	۲۹۸
☆جمعہ کے دن جلدی مسجد جانے کی فضیلت	۳۰۱
☆جمعہ کے دن مسجد جا کر کیا کریں	۳۰۱
☆تحیۃ المسجد کا حکم	۳۰۲
☆خطبہ کے دوران مسجد میں داخل ہونے والے کا حکم	۳۰۲
☆خطبہ کے دوران کیا کریں	۳۰۳
☆نماز جمعہ کا حکم اور اس کی ادائیگی کا طریقہ	۳۰۳
☆مسافر اور عورت کی نماز	۳۰۴
☆جمعہ کی اذان اور خطبہ	۳۰۵
☆جمعہ کی خصوصیات	۳۰۶
☆صلوٰۃ جمعہ کیلئے جلدی کرنا	۳۰۹
☆اللہ کے رسول ﷺ پر بکثرت درود بھیجا جائے	۳۱۰
☆ایذا رسانی اور لوگوں کی گردنیں پھاندنے سے احتراز کرنا	۳۱۰
☆صلاۃ جمعہ واذکار مسنونہ	۳۱۰
☆جمعہ کے متفرق مسائل	۳۱۱
نماز قصر	۳۱۴
☆قصر کی مسافت	۳۱۵

صفحہ	عنوان
۳۱۶	☆قصر کی ابتدا
۳۱۶	☆مدت قصر
۳۱۸	☆سفر میں سنن ونوافل پڑھنے کا حکم
۳۱۸	☆سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا
۳۱۹	☆بارش کی وجہ سے دو نمازیں جمع کی جا سکتی ہیں
۳۱۹	☆دوران حضر میں جمع نمازیں پوری پڑھنی چاہیئے
۳۲۰	**عیدین کے احکام و مسائل**
۳۲۰	☆آغاز وابتداء
۳۲۱	☆حکم یا شرعی حیثیت
۳۲۱	☆عید کے دن غسل
۳۲۱	☆خوبصورت لباس وخوشبو
۳۲۲	☆عیدگاہ جانے سے پہلے طاق کھجوروں............
۳۲۳	☆شہر سے باہر
۳۲۳	☆عورتوں کو عیدگاہ جانا
۳۲۴	☆پیدل اور سوار ہو کر
۳۲۵	☆راستہ بدلنے کی حکمت
۳۲۶	☆تکبیریں کہنا
۳۲۷	☆تکبیر کے الفاظ
۳۲۷	☆عید کا وقت

صفحہ	عنوان
۳۲۸	☆عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے یا بعد............
۳۲۸	☆عید کی نماز سے واپس گھر آ کر
۳۲۹	☆اذان واقامت
۳۲۹	☆رکعات نماز عیدین
۳۳۰	☆عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے
۳۳۱	☆صلاۃ عیدین کا طریقہ
۳۳۱	☆جمہور کا مسلک
۳۳۲	☆تکبیر زوائد کی شرعی حیثیت
۳۳۲	☆رفع یدین
۳۳۳	☆جہری قرأت اور سورتیں
۳۳۳	☆نماز عیدین کے بعد خطبہ
۳۳۴	☆افتتاح خطبہ
۳۳۴	☆ایک ہی خطبہ
۳۳۴	☆عیدگاہ اور منبر
۳۳۴	☆خطبہ سننا
۳۳۵	☆اگر نماز عیدین کی جماعت نہ ملے............
۳۳۶	☆عید مبارک کہنے کا مسنون طریقہ
۳۳۶	☆نماز عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ کی شرعی حیثیت
۳۳۷	☆عید اور جمعہ کا اجتماع

صفحہ	عنوان
۳۴۸	☆متفرق مسائل
۳۴۰	**نماز استخارہ**
۳۴۲	**نماز خوف**
۳۴۴	**نماز کسوف، خسوف**
۳۴۶	**نماز استسقاء**
۳۵۰	**احکام الجنائز**
۳۵۰	☆بیمار پرسی
۳۵۱	☆عیادت کی دعائیں
۳۵۲	☆معوذات کا دم
۳۵۳	**حسن خاتمہ کی علامات**
۳۵۳	☆وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا
۳۵۳	☆وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا
۳۵۳	☆جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونا
۳۵۳	☆میدان جنگ میں شہادت کی موت حاصل کرنا
۳۵۴	☆طاعون کے مرض میں وفات پانا
۳۵۴	☆ٹی بی کی بیماری سے موت آنا
۳۵۴	☆اپنی جان و مال، دین اہل وعیال اور عزت کے دفع میں موت آنا
۳۵۵	☆پہرے کی حالت میں موت آنا

صفحہ	عنوان
۳۵۵	☆رضائے الٰہی کیلئے کسی بھی نیک عمل پر موت آنا
۳۵۵	☆لوگوں کا میت کی تعریف کرنا
۳۵۷	**تجہیز وتکفین**
۳۵۷	☆عالم نزع میں تلقین
۳۵۷	☆موت کی آرزو کرنا
۳۵۷	☆خودکشی سخت گناہ ہے
۳۵۸	☆میت کو بوسہ دینا
۳۵۸	☆میت کا غسل
۳۵۹	☆میت کا کفن
۳۶۰	☆کفن کیلئے چند مستحب اعمال
۳۶۰	☆میت کا سوگ
۳۶۱	☆میت پر رونا
۳۶۱	☆تعزیت کے مسنون الفاظ
۳۶۲	**نماز جنازہ**
۳۶۲	☆جنازہ میں سورہ فاتحہ
۳۶۳	☆پہلی دعاء
۳۶۳	☆دوسری دعاء
۳۶۴	☆جنازہ کے مسائل

عنوان	صفحہ
☆غائبانہ نماز جنازہ	٣٦٥
☆قبر پر نماز جنازہ	٣٦٥
تدفین وزیارت	٣٦٦
بے نمازی قرآن وحدیث کی نظر میں	٣٦٨
☆بے نمازی صحابہ کرام کی نظر میں	٣٧٢
☆بے نمازی سے متعلق اسلامی قوانین	٣٧٣

نماز کی اہمیت وفضیلت

کلمۂ توحید کے بعد نماز ہی ایک ایسا منفرد رکن ہے جو نہ معاف ہوتا ہے اور نہ کوئی دوسرا آدمی نائب بن کر اسے ادا کرسکتا ہے زکوٰۃ صرف مالداروں پر فرض ہوئی ہے بعض صورتوں میں روزہ کفارہ ادا کرنے کے بعد معاف ہو جاتا ہے، حج بھی صرف مالداروں پر فرض ہے، مگر نماز سب پر فرض ہے اور کسی حالت میں بھی معاف نہیں آدمی مقیم ہو یا مسافر، حالت امن میں ہو یا حالت جنگ، صحت کی حالت میں ہو یا بیماری میں نماز ہر حال میں پڑھنی ہی پڑھنی ہے۔ نماز باہمی اخوت ومحبت ہمدردی وغم خواری، فیاضی اور جذبہ انسانیت کو تحریک دیتی ہے عدل وانصاف اور مساوات کا نمونہ عمل ہے ان کی حفاظت کا مضبوط ڈھال ہے ان کی کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کی بڑی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی ہے، نماز اور نمازیوں کی تکریم کی ہے نیز بے شمار مقامات پر خصوصی طور سے نماز کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی ادائیگی پابندی کی خاص تاکید فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْن ﴾ (البقرة:۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو خاص طور سے بیچ والی نماز کی (یعنی عصر) اور اللہ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہو۔ مزید ارشاد فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (البقرة: ۱۵۳)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو بے شک اللہ صبر کرنے

والوں کے ساتھ ہے۔

مزید فرمایا:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً ﴾ (النساء: ۱۰۳)

بے شک نماز ایمان والوں پر پابندیٔ وقت کے ساتھ فرض ہے۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے نماز چھوڑنے اور اس کے بارے میں سستی برتنے والوں کیلئے عذاب لازمی قرار دیا ہے۔

فرمایا:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيّاً ﴾ (مریم:۵۹)

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف جانشین ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی سو وہ عنقریب گمراہی کا انجام دیکھ لیں گے۔

گنہگاروں کو جہنم میں لے جانے والا پہلا سبب نماز کا چھوڑنا ہے ارشاد باری ہے:

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ (المدثر:۴۲، ۴۳)

تمہیں جہنم میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔

سابقہ گفتگو سے دین اسلام میں نماز کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے نیز یہ کہ نماز اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن ہے جس کی ادائیگی کے بغیر انسان کا اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوتا اور اس میں کسی طرح کی لاپرواہی وسستی منافقوں کے اوصاف میں شمار ہوتی ہے اور نماز کا چھوڑنا کفر اور گمراہی اور دائرۂ اسلام سے نکل جانا ہے اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ صحیح حدیث ہے:

انسان اور کفر کے درمیان بس نماز چھوڑنے کا فرق ہے تو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا (صحيح مسلم كتاب الايمان باب اطلا ق اسم الكفر على من ترك الصلوٰة)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ہمارے اور ان کافروں کے درمیان نماز کا فرق ہے تو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ (سنن ترمذى أبواب الايمان باب ما جاء فى ترك الصلوٰة)

نماز دین اسلام کا سر اور اس کا ستون ہے اور بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک رابطہ ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے ساتھ ہی نماز بندے کی اپنے رب سے محبت کی ایک علامت اور اس کی نعمتوں کی شکر گذاری ہے۔

اللہ کے نزدیک نماز کے عظیم الشان ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نماز وہ پہلا فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر فرض کیا گیا اور آسمان پر شب معراج میں امت اسلامیہ کو یہ فریضہ بطور تحفہ عنایت کیا گیا نیز جب رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

نماز کو اس کے متعینہ وقت پر ادا کرنا

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھے وہ جنت میں جائے گا جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے

جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(صحيح بخارى كتاب مواقيت الصلوة باب فضل الصلوة الفجر صحيح مسلم كتاب المساجد باب فضل صلاتى الصبح والعصر والمحافظه عليهما)

نماز کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک وصاف ہونے کا ایک ذریعہ بنایا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر کوئی نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے

(صحيح بخارى كتاب الصلوة باب الصلوٰة الخمس كفارة وصحيح مسلم كتاب المساجدباب المشئى الىٰ الصلوة تمحى به الخطايا وترفع بة الدرجات)

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ ﷺ کی آخری وصیت اور امت سے آپ ﷺ کا آخری عہد و پیمان یہی تھا "**الصلوة الصلوة وما ملكت ايمانكم**" (سنن ابن ماجه٢٦٩٨ وصححه الالبانى ورواه البيهقى فى شعب الايمان بحواله مشكوٰة المصابيح ٢/١٠٠٢(٣٣٥٦)

یعنی نماز اور اپنے غلام کا تم ہمیشہ خیال رکھنا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اول ما يحاسب الناس يوم القيٰمة من اعمالهم الصلوة

تمہیں قیامت کے دن لوگوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔

(ابوداؤدالصلوة باب قول النبى ﷺ كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه حديث ٨٦٦)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے پوچھا پھر کون سا آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا میں نے کہا پھر کون سا

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(بخاری مواقیت الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ لوقتھا حدیث ۵۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

(ابن ماجه الوصایاھل اوحی رسول اللہ ﷺ حدیث ۲۶۹ ابن حبان حدیث ۱۲۲۰)

نماز دین کا ستون ہے ، نماز مومن کی معراج ہے۔

(ترمذی الایمان باب ما جاء فی حرمة الصلوٰۃ حدیث ۲۶۲۱)

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ حضرت بلال ؓ کو ان الفاظ کے ساتھ اذان دینے کا حکم فرماتے۔

" اَقِمِ الصَّلٰوۃَ یَا بلالُ اِرُحنا بھا " اے بلال ؓ ہمیں نماز سے راحت پہونچاؤ۔

نماز ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو تمام آسمانی ادیان میں موجود رہا ہے نماز دراصل اللہ وحدہ لاشریک کے لئے کمال اطاعت و بندگی کا اظہار ہے اور نفس کے اندر تقویٰ صبر و جہاد اور توکل کی روح بیدار کرتی ہے اور یہی وہ ظاہری شعار ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے صدق و اخلاص اور ایمان پر دلالت کرتا ہے۔

لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کو ان کے اوقات پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے مشروع فرمایا ہے قائم کرے تا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری سے مشرف ہو اور اللہ کے غضب اور اس کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہے۔

نماز پنجگانہ کا ثبوت قرآنی آیات کی روشنی میں

نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور کلمۂ شہادت پڑھنے والے ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ نماز کے مقررہ وقت میں اللہ کے حضور اپنی پیشانی جھکائے اور مومن ہونے کا ثبوت پیش کرے منکر حدیث حدیث کو حجت نہیں تسلیم کرتے ہیں انکا کہنا ہے کہ نماز پانچ وقتوں کی نہیں بلکہ تین یا چھ وقتوں میں فرض ہے اس کو ثابت کرنے کی بیجا کوشش کرتے ہیں۔

ذیل میں قرآن مجید کی آیتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز پانچ ہی وقت کی فرض ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡ وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرۡضٰی﴾ (طٰه : ۱۳۰)

پس ان کی باتوں پر صبر کر اور اپنے پروردگار کی تسبیح و تعریف بیان کرتا رہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے اور رات کے وقتوں میں بھی اور دن کے حصوں میں بھی تسبیح بیان کرتا رہ بہت ممکن ہے کہ تو راضی ہو جائے۔

اس آیت کریمہ میں سبّح کے معنی صلوٰۃ (نماز) کے ہیں اور جیسا کہ بہت سی آیتیں قرآن مجید کی اس معنیٰ میں وارد ہیں مثلاً سَبِّحُوۡهُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلاً (الاحزاب: ۴۲)

وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ بِالۡعَشِیِّ وَالۡاَبۡکَارِ وَسَبِّحۡهُ لَیۡلاً طَوِیۡلاً (زمر:۲۶)

وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ (طور:۴۸)

وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاَدۡبَارَ النُّجُوۡمِ (طور:۴۹)

ان آیات میں سبّح معنیٰ صلوٰۃ ہے قرآنی آیت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں نماز کے پانچ اوقات صاف بیان کئے گئے ہیں وراس طرح سے کہ قبل طلوع الشّمس (سورج نکلنے سے پہلے) فجر کی نماز اور قبل غروبہا (سورج ڈوبنے سے پہلے) عصر کی نماز اوران دونوں اوقات (فجر وعصر) کی تائید ان آیات سے بھی ہوتی ہے

''سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً'' (الاحزاب: ٤٢)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ (الرعد:١٥)

اس آیت میں اصیل اورآصال کا معنیٰ وقت عصر ہے اور کتاب لغت مصباح اللغات میں الاصیل کے معنیٰ عصر ومغرب کے درمیان کا وقت اوراس کی جمع الاصال تحریر ہے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ''وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْر'' میں لفظ اَلْعَصْر کو ظاہراً ذکر کیا ہے جس کا معنیٰ لغت میں دن کے آخری حصہ تحریر ہے جو اصیل و آصال کے ہم معنیٰ ہے۔

الغرض ان تمام آیات سے وقت عصر اور فجر کی فرضیت معلوم ہوئی جس سے کوئی فرد بشر انکار نہیں کرسکتا اور پھر مِنْ اٰنَاءِ الَّيْلِ سے مغرب وعشاء کی نماز کی فرضیت کا علم ہوا اور اطراف النہار سے مراد ظہر کی نماز یہ قرآنی پانچ اوقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے لیکر آج تک بالتواتر عامل بالقرآن والسنہ میں رائج ہیں، جن کے قائلین و عاملین منکرین حدیث کے ایک گروہ بھی رہے ہیں اور جن پر امت محمدیہ کا عمل برابر ہورہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا انشاء اللہ، اس کے علاوہ قرآن مجید میں جتنی بھی آیتیں ہیں ان سب سے انہی اوقات خمسہ کی تائید وتوثیق ہوتی ہے جیسے ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٧٨)

نماز قائم کرو آفتاب ڈھلنے سے لیکر رات کی تاریکی تک اور فجر میں قرآن کے پابند رہو یقیناً فجر کا قرآن پڑھنا حضوری کی چیز ہے۔

اس آیت کریمہ کے پہلے شق ''لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ'' سے دو نمازیں (ظہر وعصر) اور دوسرے شق ''اِلٰی غَسَقِ الَّيْلِ'' میں دو نمازیں (مغرب وعشاء) اور تیسرے شق ''وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ'' سے ایک نماز، نماز فجر ثابت ہے لیکن بعض لوگ قرآن کو اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے زیادہ سمجھتے ہوئے اس آیت سے صرف تین اوقات کی نمازیں ثابت کرنے کی پوری سرتوڑ کوشش کرتے ہیں جو کہ سراسر باطل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفاً مِنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ھود: ١١٤)

اوران کے دونوں سروں میں صلاۃ قائم کرو اور رات کے کچھ حصوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اس آیت میں نہار اول سے مراد نماز فجر اور نہار آخر میں نماز عصر ہے اسی طرح آیت قرآنیہ ''فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (روم:١٧)

پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب تم شام کرو اور جب صبح کرو اور تمام تعریف آسمان وزمین میں صرف اسی کے لئے ہے اور تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی۔

اس آیت میں بھی پانچوں وقتوں کی نمازوں کا واضح بیان ہے جن پر صحابہ کرامؓ آخری سانس تک عمل پیرا رہے۔

ایک مرتبہ نافع بن الازرق نامی شخص نے صحابی حضرت عباسؓ سے قرآن مجید میں صلاۃ خمسہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے کہا ہاں ہے اور پھر قرآن مجید کی اسی آیت کو پیش کیا۔

کتاب وسنت سے ثابت یہی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دن ورات میں پانچ وقتوں کی نمازیں فرض کی ہیں نہ چھ وقت کی ہیں اور نہ ہی تین وقت کی۔

قرآن مجید کی طرح حدیث کو بھی شریعت کا جز سمجھنا چاہئے بلا حدیث کو دین کا حصہ قرار دیتے ہوئے کوئی مسلمان اور صاحب ایمان نہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ احکام شرعیہ پر پورے طور سے عمل کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو ویسے ہی سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جیسے کہ خیر القرون کے مسلمانوں نے سمجھا اور عمل کیا تھا ۔ آمین

☆☆☆☆☆

طہارت کا بیان

قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت ہر مسلمان پر واجب ہے اور بغیر طہارت کے کوئی نماز ادا نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا ﴾ (المائدہ:٦)

اگر تم ناپاک ہو تو اچھی طرح سے طہارت حاصل کرو

آپ ﷺ نے فرمایا:

پاکی نماز کی کنجی ہے (ترمذی الطهارة حديث ٣ ابن ماجه الطهارة حديث نمبر ٢٧٥)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی (مسلم الطهارة باب وجوب للطهارة لا صلاة حديث ٢٢٤ ترمذی الطهارة حديث ١)

طہارت دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے

(ا) پاک پانی جو اپنی حالت پر باقی ہو خواہ وہ پانی کنواں کا ہو یا چشمہ اور وادی کا ہو یا نہر، سمندر اور بارش کا ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طُهُوْراً (الفرقان : ٤٨) اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا پانی پاک ہے مگر یہ کہ کسی نجاست کے اس میں پڑ جانے کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو بدل جائے۔ (دار قطنی ١/ ٢٨ بيهقی ١/٢٥٩)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔

(نسائی الطهارة حدیث: ۵۹ ترمذی الطهارة حدیث ۳۰)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کیا ہم بضاعہ کے کنواں سے وضوء کر سکتے ہیں یہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار چیزیں پھینکی جاتی ہیں (درحقیقت بضاعہ کا کنواں مدینہ منورہ میں ایک ڈھلوان پر تھا جس کی وجہ سے بارش وغیرہ کے پانی کے ساتھ گندی چیزیں کنواں میں چلی جاتی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا پانی دوسری چیزوں کو پاک کرتا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی [1]

(۲) پاک مٹی (خواہ وہ مٹی کی شکل میں ہو یا بالو اور ریت کی شکل میں ہو) اس سے پاکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب پانی نہ ملے یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے آدمی پانی استعمال کرنے سے مجبور ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً ﴾ (النساء : ۲۳)

جب پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے جنبی [2] کو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا

(مسلم الطهارة باب النهی عن الاغتسال فی الماء الراكد حدیث ۲۸۳)

رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور غسل کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری الوضوء باب البول فی الماء الدائم حدیث: ۲۳۹)

---

[1] ابوداؤد الطهارة حدیث:۶۶ ترمذی الطهارة حدیث ۶۶ صاحب مرعاة المفاتیح علامہ عبیداللہ رحمانی محدث مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس حدیث سے خاص کردی جائے گی جس میں یہ ہے کہ پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے کیونکہ یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کے معنیٰ پر اجماع ہوگیا ہے (مرعاة المفاتیح ۲/۱۷۵) [2] جنبی وہ انسان جس پر غسل فرض ہوجائے۔

کنوئیں کا پانی بھی ساکن ہوتا ہے اس کے باوجود وہ پاک ہوتا ہے اور پاک کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مقدار قلّتین ۲۲۷ کلوگرام سے زیادہ ہوتی ہے اور کسی نجاست کے گرنے سے اس کا وصف (رنگ و بو یا ذائقہ) تبدیل نہیں ہوتا لیکن اس سے کم مقدار والے ساکن پانی میں نجاست گر جائے تو اس سے غسل یا وضو نہیں کرنا چاہئے خواہ اس کا وصف تبدیل ہو یا نہ ہو یاد رہے ایک کلوگرام ایک سیر آٹھ تولہ کے برابر ہوتا ہے۔

☆☆☆

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ''**دعوہ وھریقوا علی بولہ سجلاً من ماء**''

(بخاری الوضوء باب صبب الماء علی البول فی المسجد حدیث : ۲۲۰)

اسے چھوڑ دو اور (جگہ کو پاک کرنے کے لئے) اس کے پیشاب پر پانی بہادو۔

پھر آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا مسجد پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں ہے بلکہ اللہ کے ذکر نماز اور قرآن پڑھنے کے لئے ہوتی ہے۔

حیض آلود کپڑا :۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس کپڑے کو حیض (ماہواری کا خون) لگ جائے تو کیا کرے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چٹکیوں سے مل کر پانی سے دھوڈالنا چاہئے اور پھر اس میں نماز ادا کر لی جائے۔

(ابن ماجہ الطھارۃ باب الارض یصیبھا البول کیف تغتسل حدیث : ۵۲۹)

منی کا دھونا:۔ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھوڈالتی تھی اور آپ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے اور دھونے کا نشان کپڑے پر ہوتا تھا۔(بخاری الوضوء باب غسل الدم حدیث :۲۲۷)

دودھ پیتے بچے کا پیشاب:۔ حضرت ام قیس اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچے کو جو کھانا نہیں کھاتا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا بچے

نے آپ ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔ (بخاری الوضوء باب بول الصبیان حدیث:۲۲۳ ومسلم الطھارۃ باب حکم بول الطفل الرضیع حدیث: ۲۸۷)

لیکن اگر شیر خوار بچی پیشاب کر دے تو اس کا دھونا ضروری ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹا دیا جائے گا اور بچی کے پیشاب کو دھلا جائے گا۔

(ابو داؤد حدیث:۳۷۶)

رفع حاجت کے مسائل :۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم قضاء حاجت کو آؤ تو قبلے کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔(بخاری الصلوۃ باب قبلۃ اھل الشام والمشرق حدیث: ۳۹۴)

☆ رسول اللہ ﷺ نے گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

(مسلم الطھارۃ باب النھی عن التخلی فی الطرق والظلال حدیث :۲۶۹)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے راستے میں اور سایہ دار درختوں کے نیچے رفع حاجت کرنا۔

(بخاری الوضوء باب النھی عن الاستنجاء بالیمین حدیث: ۱۵۳/ ۱۵۴)

(مسلم الطھارۃ باب النھی عن الاستنجاء بالیمین حدیث: ۲۶۷)

☆ رسول اللہ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا (حوالہ سابق)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی پتھر سے استنجا کرے وہ طاق پتھر لے۔

(بخاری الوضوء باب الاستجمار وتراً حدیث:۱۶۲/۱۶۱)

☆ رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم دیا ۔

(مسلم الطهارة باب الاستطابة حديث:٢٦٢)

☆ رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا۔

(ابوداؤد الطهارة باب التخلي عند قضاء الحاجة)

☆ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کو جاتے تو اتنی دور جا کر بیٹھتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھ سکتا۔(صحيح بخاری الوضوء باب الاستنجاء بالماء حديث : ١٥٠ وصحيح مسلم الطهارة باب الاستنجاء بالماء من التبرز حديث : ٢٧٠)

☆ رسول اللہ ﷺ پانی کے ساتھ استنجاء فرماتے تھے۔

(ابوداؤد الطهارة باب النهي عن البول في الحجر حديث: ٢٩)

☆ رسول اللہ ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

(صحيح مسلم الحيض باب التيمم حديث: ٣٧٠)

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔

(صحيح بخاری الوضوء باب ماجاء في غسل البول حديث : ٢١٨ باب من الكبائر ان لا يستتر من بوله حديث:٢١٦ وصحيح مسلم الطهارة باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه حديث : ٢٩٢)

غسل جنابت کا مسنون طریقہ

غسل کا شرعی معنیٰ: ۔مخصوص طریقہ سے پورے بدن پر پاک اور جائز پانی کے استعمال کو غسل کہا جاتا ہے۔

غسل کی شرائط: ۔ (۱) اسلام (۲)عقل (۳) تمیز (۴) پانی کا پاک ہونا (۵) پانی کا جائز ہونا (۶) چمڑے تک پانی پہونچنے سے مانع چیز کا زائل کرنا (موجب غسل کا ختم ہونا (منار السبيل ١/٥٧)

غسل کے ارکان: ۔(۱) نیت چونکہ نیت دل کے عزم کو کہتے ہیں اس لئے غسل کرنے والا غسل شروع کرتے وقت دل میں حدث اکبر (بڑی ناپاکی) سے پاکی حاصل کرنے کا ارادہ کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرى مانوىٰ"

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کی اس کی نیت ہی کا پھل ملے گا۔

(۲) بدن کے ہر حصہ پر پانی کو پہونچانا: غسل کرنے والا بدن کے ہر حصہ تک پانی پہنچائے جس حصہ کا ملنا ممکن ہو اسے ملے اور جس پر پانی بہا سکے اس پر پانی بہائے یہاں تک کہ اسے غالب گمان ہو جائے کہ بدن کے ہر حصہ تک پانی پہنچ گیا ہے۔

(۳) بالوں کا خلال کرنا: ۔سر کے بالوں کا خلال کیا جائے تاکہ جڑ تک پانی پہنچ جائے۔

مسنونات غسل:۔ (۱) بسم اللہ پڑھنا بعض کے نزدیک یاد ہونے کی صورت میں واجب ہے اور بھول جانے کی صورت میں ساقط ہو جاتا ہے (۲) ہاتھ کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھونا (۳) جسم پر پانی بہانے سے پہلے شرمگاہ دھونا اور گندگی کو زائل کرنا (۴) جسم دھونے سے پہلے اعضاء وضو کو دھونا (یعنی نماز کی طرح مکمل وضوء کرنا)

مکروہات غسل:۔ (۱) ایک یا اس سے زئد سنتوں کا چھوڑ دینا۔

(۲) پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا۔

مائی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے۔

(ابو داؤد الطهارة باب ما يجزى من الماء فى الوضوء حديث:۹۲)

صاع عہد نبوی کا ایک پیمانہ ہے جو نئی تحقیق کے مطابق بہنے والی چیزوں میں چار لیٹر دوسو بارہ گرام کے مساوی اور غلات میں دو کلو چوبیس گرام کے مساوی ہوتا ہے۔

(۳) گندی جگہ پر غسل کرنا۔

(۴) دیوار وغیرہ کے پردہ کے بغیر غسل کرنا۔

جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا اور آپ ﷺ کا ایک کپڑے سے پردہ کیا پھر آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔

(بخارى الغسل باب اذاذكر فى المسجد انه جنب يخرج كما هو ولا تيمم حديث: ۲۷۵)

نیز رسول اللہ ﷺ نے جب ایک صحابی رسول کو کھلے میدان میں ننگے نہاتے

ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''ان الله عز وجل حى ستير يحب الحياء والستر فاذااغتسل احدكم فليستتر ''

(ابو داؤد الحمام با ب النهى عن التعرى حديث : ۴۰۱۲/ نسائى :۴۰۶ /المعجم الكبير ۲۵۹/۲۲ حديث : ۶۷۰ علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے دیکھئے ارواء الغليل ۳۶۷/۷)

بیشک اللہ تعالیٰ حیادار پردہ پوش ہے شرم وحیا اور پردہ کو پسند فرماتا ہے لہذا جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ اختیار کرے۔

(۵) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا جو بہتا نہ ہو۔

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لايغتسل احدكم فى الماء الدائم وهو جنب(مسلم الطهارة باب النهى عن الاغتسال فى الماء الراكد حديث ۲۸۳)

کوئی شخص ٹھرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے دراں حالیکہ وہ جنبی ہو راوی نے پوچھا اے ابوھریرہ وہ کس طرح غسل کرے آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سے پانی لے کر غسل کرے

غسل جنابت کا مسنون طریقہ:۔ (۱) غسل کرتے وقت بسم اللہ کہے۔

(۲) پھر تین مرتبہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھلے۔ (بخارى الغسل باب الغسل مرة واحدة حديث: ۲۵۷ / مسلم الحيض باب صفة غسل الجنابة حديث: ۳۱۶)

(۳) بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو دھلے اور ہمبستری کی وجہ سے شرمگاہ اور اس کے گرد جو گندگی لگی ہوا سے زائل کرے (بخارى باب الوضوء قبل الغسل حديث : ۲۴۹/ مسلم الحيض باب صفة غسل الجنابة حديث: ۳۱۷)

(۴) پھر بایاں ہاتھ جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا مٹی سے اچھی طرح صاف کرے۔

(بخاری ۲۶۶/ مسلم ۳۱۷)

(۵) پھر نماز کی طرح مکمل وضوء کرے۔ (بخاری ۲۴۸ / مسلم ۳۱۶)

لیکن اپنے پیروں کو نہ دھلے یہاں تک کہ غسل کے آخر میں دھلے جیسا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

(بخاری الغسل باب الوضوء قبل الغسل حدیث : ۲۴۹)

(۶) انگلیوں کو پانی سے تر کر کے داڑھی کے بالوں کی جڑوں کا خلال کرے۔

(بخاری ۲۲۸ / مسلم ۳۱۶)

پھر اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالے اور اسے بالوں کی جڑوں تک پہونچائے۔

(بخاری الغسل باب الوضوء قبل الغسل حدیث : ۲۴۸/ مسلم الحیض باب صفة غسل الجنابة حدیث: ۳۱۶)

پہلے اپنے سر کے دائیں حصہ پر پھر بائیں اور پھر سر کے بیچ میں پانی ڈالے۔

(بخاری الغسل باب من بدأ بالحلاب والطیب عند الغسل حدیث : ۲۵۸/ مسلم الحیض باب صفة غسل الجنابة حدیث: ۳۱۸)

(۷) پھر پورے بدن پر پانی بہائے۔ (بخاری الغسل باب الوضوء قبل الغسل حدیث : ۲۴۸/ مسلم الحیض باب صفة غسل الجنابة حدیث: ۳۱۶)

جسم کو خوب اچھی طرح دونوں ہاتھوں سے ملے تا کہ جسم کا کوئی حصہ خشک باقی نہ رہے اور دونوں ران کی جڑوں اور جسم کے جوڑوں پر خاص دھیان دے کہ کہیں وہ خشک نہ رہ جائیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل

جنابت کا ارادہ کرتے تو سب سے پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں دھلتے پھر جوڑوں کو دھوتے۔

(ابوداؤد الطهارة باب فی الغسل من الجنابة حدیث: ۲۴۳)

(۸) پھر اپنی جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے اگر وضوء کرتے وقت پاؤں نہ دھلے ہوں (بخاری الغسل باب الوضوء قبل الغسل حدیث :۲۴۹/ مسلم الحیض باب صفة غسل الجنابة حدیث: ۳۱۷)

دیگر غسل:۔

غسل جنابت کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا واجب، مسنون یا مستحب ہے۔

جمعہ کے دن غسل:۔

حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل''

(بخاری الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة حدیث ۲۷۷ ومسلم الجمعة حدیث : ۸۴۴)

جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لئے آئے تو اسے غسل کرنا چاہئے

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہفتے میں ایک دن جمعہ کو غسل کرے اس میں اپنا سر دھوئے اور اپنا بدن دھوئے۔

(بخاری الجمعة باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل حدیث ۸۹۷ ومسلم الجمعة باب الطیب والسواك حدیث : ۸/۹)

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان

پر غسل واجب ہے۔(بخاری الجمعة باب فضل الغسل یوم الجمعة حدیث ۸۷۹)

میت کو غسل دینے والا غسل کرے:۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مُردے کو غسل دے اسے چاہیئے کہ وہ خود بھی نہائے۔

(ابو داؤد الجنائز باب فی غسل المیت ۳۱۶۱ / ۳۱۶۲)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر میت کو غسل دینے سے کوئی غسل واجب نہیں کیونکہ تمہاری میت طاہر مرتی ہے نجس نہیں لہذا تمہیں ہاتھ دھو لینا ہی کافی ہے۔ (بیہقی ۱/ ۳۰۶)

دونوں احادیث کو ملانے سے مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے اس کے لئے غسل مستحب ہے ضروری نہیں چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ہم میت کو غسل دیتے پھر ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے (بیہقی ۱/ ۳۰۶)

نو مسلم غسل کرے:۔

قیس بن عاصم روایت کرتے ہیں کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کریں۔

(ابو داؤد الطهارة باب فی الرجل یسلم فیومر بالغسل حدیث: ۳۵۵)

عیدین کے روز غسل:۔

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ عیدالفطر کے روز غسل کیا کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ عیدین کے دن غسل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی

حدیث ثابت نہیں صحابہ کا عمل ہے اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک یہ غسل غسل جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے مستحب ہے بیہقی ۳/ ۲۷۸ میں ہے حضرت علیؓ نے فرمایا جمعہ عرفہ قربانی اور عیدالفطر کے دن غسل کرنا چاہیئے۔

یہ عیدین کے روز غسل پر سب سے اچھی دلیل ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں اعتماد حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے اثر پر ہے نیز جمعہ کے غسل پر قیاس اس کی بنیاد ہے۔

احرام کا غسل:۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ ﷺ نے غسل فرمایا۔(موطا امام مالک ۱/ ۱۷۷ اس کی سند اصح الاسانید ہے)

مکہ میں داخل ہونے کا غسل:۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرتے تھے۔

(بخاری الحج باب الاهلال مستقبل القبلة حدیث: ۱۵۵۳)

☆☆☆

اسلام میں مساجد کا مقام ومرتبہ

مسجد کا لغوی معنیٰ سجدہ گاہ ہے اور شریعت کی اصطلاح میں اس گھر کو کہا جاتا ہے جسے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بنایا گیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَاتَدْعُوْا مَعَ اللهِ احداً﴾ (الجن:۱۸)

مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس اللہ کے علاوہ کسی کو مت پکارو۔

مسجد وہ گھر ہے جس میں کسی اور کا نام نہ لو ذکر صرف اللہ کا ہی جائز ہے اَفْضَلُ الذِّکْر لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰه ہے صرف انہیں الفاظ کا ذکر کیا جاتا ہے مسجدیں صرف اللہ کی یاد کے لئے ہیں ان میں ذکر وعبادت ہی ہونا چاہئے دوسرے مشاغل کیلئے استعمال نہیں کرنا چاہئے دنیا کے جھگڑوں اور بازار کے طور پر اسکا استعمال جائز نہیں ہے مسجدیں سونے کیلئے نہیں ہیں اتفاقاً کبھی ایسا ہو جائے تو حرج نہیں ہے اسی طرح دنیا کی باتیں کرنا بالکل حرام نہیں ہیں کبھی ضرورتاً ایسا کرنا جائز ہے جیسا کہ احادیث میں ذکر آتا ہے حالت اعتکاف میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے گفتگو کی تھی اسی طرح تجارتی گفتگو کا مقام مسجدیں نہیں ہیں لیکن کبھی کوئی بات کسی سے دریافت کر لی جائے تو جائز ہے لیکن اگر ایک آدمی مسجد میں خوانچہ لگا کر ہی بیٹھ جائے تو یہ امر درست نہیں ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اپنے گھروں میں سوجاتے تھے لیکن جن لوگوں کے پاس کوئی گھر نہ تھے اصحاب صفہ وغیرہ وہ مسجد میں سوجاتے تھے۔

ایک مرتبہ دو آدمی بلند آواز سے مسجد نبوی ﷺ میں جھگڑ رہے تھے رسول اللہ ﷺ

حجرہ سے آ کر دریافت فرمایا تو پتہ چلا کہ روپیوں کے لین دین میں جھگڑا ہے آپ ﷺ نے آدھی رقم پر ان کا تصفیہ کرا دیا مسجدیں ہنگاموں کیلئے نہیں ہیں یہ تو صرف ذکر الٰہی کیلئے ہیں مسجدوں میں غیر اللہ کا ذکر نہیں ہونا چاہئے غیر اللہ کا ذکر ویسے بھی غلط ہے اور مسجد میں ایسا کرنا اور بھی برا ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کبھی نہیں ہوا، اب تو خود ساختہ اوراد و وظائف مسجدوں میں ہوتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے۔

مسجدوں کے آداب سے ناواقف آدمی کبھی مسجد میں آجائے تو اس سے نرمی سے پیش آنا چاہئے، یہ بیماری عام ہے کہ پرانے نمازی نو واردوں سے سختی سے پیش آتے ہیں اور ان کی غلطیوں پر ان کو سخت لہجہ سے ٹوکتے ہیں یہ امر سنت کے خلاف ہے، سنت نبوی اس معاملہ میں کیا ہے؟ اس کے لئے اس واقعہ کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ایک دیہاتی مسجد نبوی ﷺ میں آیا اور پیشاب کرنے کیلئے بیٹھ گیا صحابہؓ نے اس کو اٹھانا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے روک دیا کہ کہیں ایسا کرنے سے کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو جائے، جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو اس کو بلا کر فرمایا کہ مسجدیں اللہ کے ذکر کیلئے ہیں گندگی کیلئے نہیں ہیں مسجدوں کو گھر کی طرح استعمال کرنا درست نہیں ہے اتفاقاً کبھی ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے حدیث میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے ناراض ہوتے تھے تو بستر مسجدوں میں لے آتے تھے مسجدوں کو راستہ کے طور پر استعمال کرنا درست نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان کے دروازہ کے سوا سب صحابہ کرامؓ کے دروازے مسجد نبوی کی طرف سے بند کرا دیئے تھے مساجد نماز، تلاوت قرآن دعوت وارشاد تسبیح تحمید وتہلیل کیلئے ہیں مساجد نور کا منبع ہیں مساجد نور کا ظرف ہیں۔

ارشاد باری ہے ﴿یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَال﴾

صبح وشام اس میں تسبیح کرتے ہیں صبح کیلئے غُد و واحد کا صیغہ استعمال کیا ہے لیکن شام کیلئے الآصال کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جس سے باقی چار نمازیں مراد ہیں جو کہ فجر کے علاوہ ہیں۔

مسجدوں میں فواحش اور بری باتیں اور وہ علوم جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے پڑھنا منع ہے مساجد کا استعمال علوم دین کے پڑھنے پڑھانے کیلئے ہونا چاہیئے عشقیہ اشعار اور گندی وجنسی ناول بھی مساجد میں نہ پڑھنے چاہئیں اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ نے اس قدر احتیاط فرمائی ہے کہ مسجد کے باہر گم ہونے والی اشیاء کا اعلان مسجد میں کرنے سے روکا ہے صرف مسجد کے اندر گم ہونے والی چیزوں کا اعلان ہونا چاہئے ۔

آپ ﷺ نے فرمایا مسجدیں جنت کے باغ ہیں جب ان میں سے گزرو تو کھاؤ پیو کھانا پینا ہی ذکر وصلاۃ ہے مساجد میں آنے والوں کو چاہئے کہ فضول گوئی سے بچیں اور صرف ضرورت کی گفتگو کریں یہاں صرف وہ کام کرنے چاہئیں جو ذکر میں معاون ہوں تلاوت، تسبیح درود شریف اور اذکار مسنونہ وغیرہ

مساجد کی صفائی وستھرائی:۔ مساجد کی عمارت اچھی اور سادہ ہونی چاہئے اس میں روشنی اور ہوا کا بہتر انتظام ہونا چاہیئے مسجد میں سے بدبو نہیں آنی چاہیئے گندگی نہیں ہونی چاہیئے صفائی کا پورا انتظام ہونا چاہیئے یہ چیزیں ذکر میں معاون ہیں اسلئے ان کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لباس عام طور پر اونٹ کے بالوں کا ہوتا تھا اور مسجد کی چھت بھی زیادہ بلند نہ تھی اسلئے بدبو آتی تھی آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جمعہ کے روز سب غسل کرکے آویں صاف کپڑے پہن کر آویں اگر کپڑے دھلے ہوئے میسر نہ ہوں تو ان

کپڑوں کو کم از کم الٹ کر ہی پہنا ہوا گر کسی کو میسر ہو تو خوشبو بھی لگا دے ، یہ تمام امور صرف شان وشوکت کے لئے ہی نہیں ہیں صفائی اور پاکیزگی کیلئے ہیں۔

مسجد نبوی کی چھت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھجور کے تنوں کی تھی اور بالکل نیچی تھی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں اس میں توسیع کی لیکن چھت اسی طرح رکھی اس کے بعد حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی میں مزید توسیع کی اور چھت کی حالت میں کوئی فرق نہ آیا، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبوی کو بالکل شہید کرکے ازسرنو تعمیر کرایا چھت بلند کی اور ساگون کی لکڑی منگوا کر اس کی چھت ڈلوائی اعتراض کرنے والوں کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جیسی مسجد کوئی بنائے گا آخرت میں اسکو اسی طرح کا مکان ملے گا میں چاہتا ہوں کہ آخرت میں اللہ تعالی مجھے رہائش کی بہتر جگہ عطا فرمائے۔

مسجدوں کی صفائی کا کام صرف ملازموں کے ذمہ ہی نہیں ہے اس کام کو کمتر سمجھ کر نظر انداز کرنا درست نہیں ہے مسجدوں کی صفائی کرنا بہت ہی نیکی کا کام ہے اس معاملہ میں غرور اور تکبر نہیں کرنی چاہیئے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو مسجد حرام کی صفائی کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعَاكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (البقرۃ: ۱۲۵)

ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کا طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک وصاف رکھو۔

جب حضرت ابراہیمؑ جیسے باپ اور حضرت اسمٰعیلؑ جیسے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے مسجد کی صفائی کا حکم دیا تو دوسرا کون ہے جو اس کام کو کمتر سمجھ کر اپنے آپ کو اس سے الگ رکھے یہ بات درست ہے کہ ملازم آپ لوگوں نے رکھ چھوڑے ہیں اور ان کا معاوضہ بھی آپ لوگ ہی ادا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود موقع نکال کر کبھی کبھار ضرور اس نیک کام کو کرنا چاہیئے ۔

مساجد کی تعمیر وتوسیع :۔ اسلامی معاشرے میں مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کا وہ مرکز ہے جس کے گرد مومن کی زندگی گھومتی ہے اس کی زندگی کا اچھا خاصہ حصہ مسجد ہی میں کٹتا ہے مسجد کی تعمیر وتوسیع کا بہت بڑا ثواب ہے حدیث میں ہے کہ حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''من بنیٰ مسجداً یبتغی به وجه الله بنیٰ الله له مثله فی الجنة ''

(بخاری الصلوٰة باب من بنی مسجداً حدیث: ۴۵۰)

جو شخص مسجد بنائے اور اس کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی چاہے اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو مسجدیں بہت زیادہ محبوب ہیں اور بازار انتہائی ناپسندیدہ ہیں ۔

عہد رسالت صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد کے ادوار میں مختلف ملکوں اور ریاستوں میں مساجد کے ذریعہ دعوتی واصلاحی خدمات کی انجام دہی کا سلسلہ جاری رہا ان عبادت گاہوں نے اس زمانے میں ان مدارس وجامعات کا کردار ادا کیا جنھیں دور حاضر میں دعوت وتبلیغ کا سنٹر کہا جاتا ہے چنانچہ ان مساجد سے امام المحدثین امام بخاری،

امام مسلم، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور شاہ ولی اللہ محدث دھلوی، سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی وغیرہم جیسے محدثین پیدا ہوئے جن کی دعوتی وتدریسی خدمات کا اثر پوری دنیا میں مرتب ہوا، ان کے دور میں مسجدوں کے اندر علمی محاضرات، علمی دروس اور حسب ضرورت عام خطاب منعقد کرائے جاتے تھے اور دینی استفسارات کے جوابات اور معاشرہ میں وقوع ہونے والے مسائل کا حل حتی المقدور مساجد کے توسط سے انجام دیئے جاتے تھے عصر حاضر میں بھی مسلمانوں کی تعلیمی اخلاقی اور دوسری خرابیوں کا سدباب مساجد کے توسط سے بحسن وخوبی انجام دیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مساجد کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت تک ان مساجد کو مرکز رشد وہدایت بنا کر رکھے۔آمین

☆☆☆

مساجد کے آداب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو۔(مسند احمد ٤/٤٢ اس کی سند جید ہے)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ نوافل (سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔

ہر عاقل بالغ اور آزاد مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ دن رات میں پانچ دفعہ مسجد جائے اور اللہ کے ذکر وعبادت سے مسجد کو معمور وآباد رکھے۔مسجد کی اسی اہمیت کے پیش نظر سطور ذیل میں مسجد کے چند آداب پیش ہیں جن کا پاس ولحاظ رکھنا ہر مسلمان کا دینی وایمانی فریضہ ہے۔

(۱) مسجد کے آداب میں سے پہلی بات یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا پڑھی جائے جس کا مسنون طریقہ یہ ہے مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھا جائے درود شریف پڑھا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے ”اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ“ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور نکلنے کے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالا جائے اور یہ دعا پڑھی جائے” اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ“ اے اللہ بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں ۔

(صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب مایقول اذا دخل المسجد)

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے ”اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان

یجلس“ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کے طور پر پڑھ لیا کرے۔(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین
صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب استحباب تحیۃ المسجد برکعتین)

تحیۃ المسجد تمام اوقات میں جائز ہے کیونکہ حدیث میں ”اذا“ کا لفظ آیا ہوا ہے اور اذا کی عمومیت بتلا رہی ہے کہ تحیۃ المسجد تمام اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے امام نوویؒ نے اس حدیث پر قائم کردہ عنوان میں فرمایا ہے:

” وانها مشروعة فی جمیع الاوقات یعنی تحیة المسجد“

تحیۃ المسجد تمام اوقات میں جائز ہے بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ مسجد میں جا کر تحیۃ المسجد پڑھے بغیر بیٹھ جاتے ہیں اور بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے وہ جمعہ کے دن چاہے خطبہ ہو رہا ہو یا خطبہ نہ ہو رہا ہو وہ مسجد میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھے بغیر بیٹھ جاتے ہیں اس کے بعد پھر کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے ہیں معلوم نہیں یہ غلطی کہاں سے رواج پا گئی ہے۔

(۳) مسجد کے آداب میں سے ہے کہ مسجد جاتے وقت اچھے کپڑے پہن کر جایا جائے زیب وزینت اختیار کی جائے اور زیب وزینت میں اچھے کپڑے پہن کر جانا اور خوشبو مل کر جانا شامل ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ یَا بَنِیۡ آدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ﴾ (الاعراف: ۳۱)

اے اولاد آدم تم ہر مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو ارشاد نبوی ہے” ان اللہ جمیل یحب الجمال “اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

(۴) مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اپنے گھر یا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے کم از کم پچیس درجے زیادہ ہیں پس جب وہ اچھی طرح وضوء کر کے مسجد جائے تو اس کے ہر قدم سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر رحم کر اے اللہ اس پر رحم کر جب تک نمازی نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے (صحیح بخاری کتاب الاذان و کتاب المساجد باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوة وفضل المساجد)

(۵) مسجد کے آداب میں سے ہے کہ کچا لہسن اور کچی پیاز کھا کر یا کوئی بدبودار چیز استعمال کر کے مسجد نہ آئے ارشاد نبوی ہے:

من اکل البصل والثوم والکراث فلایقربین مسجدنا فان الملائکة تتاذی مما تناذی منه بنو آدم (صحیحبخاری کتاب الاذان باب ما جاء فی الثوم والبصل والکراث وصحیح مسلم کتاب المساجد باب نهی من اکل ثوماً او بصلاً)

جو شخص پیاز لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جس چیز سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

(۶) مسجد میں دنیا کی بات نہ کی جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجد میں لوگوں کی بات چیت اپنے دنیوی معاملات میں ہوا کرے گی تمہیں چاہیئے کہ ان کے پاس نہ بیٹھو اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (بیهقی شعب الایمان یہ حدیث حسن ہے مزید تخریج کیلئے ملاحظہ فرمائیے السلسلة الصحیحة للالبانی ۱۱۶۳)

مسجد چونکہ اللہ کا گھر ہے اس کے ادب کا تقاضہ ہے کہ اس میں ایسی باتیں نہ کی جائیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو البتہ مسلمانوں کے اجتماعی اور ملی مسائل کے بارے میں بات چیت اور مشورے کئے جا سکتے ہیں۔

(۷) مسجد میں شور و ہنگامہ نہ کیا جائے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دو آدمیوں سے کہا جو مسجد میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم مسجد نبوی میں شور مچاتے ہو؟

(صحیح بخاری ابواب المساجد باب رفع الصوت فی المسجد)

(۸) مسجد میں تھوکنے اور بلا ضرورت ناک صاف کرنے اور کھنکارنے سے پرہیز کیا جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے میں نے دیکھا کہ نیک اعمال میں سے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی ہے اور برے اعمال میں مسجد میں تھوکنا بھی ہے جس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد)

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال کر دبانا ہے۔ (صحیح بخاری المساجد باب کفارة البزاق فی المسجد)

بعض لوگ مسجد کی دیوار اور اس کے فرش پر تھوک ناک کی رینٹ اور بلغم پونچھ لیتے ہیں یا ٹیسو پیپر میں تھوک کر یا ناک صاف کر کے ٹیسو پیپر مسجد کے فرش پر چھوڑ دیتے ہیں ایسے تمام لوگوں کو مذکورہ حدیث سامنے رکھتے ہوئے ان کاموں سے گریز کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے میں مسجد کی بے ادبی ہے۔

(۹) آداب مسجد میں سے یہ بھی ہے کہ مسجد میں خرید وفروخت نہ کیا جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچتا یا خریدتا دیکھو تو" **لا اربح الله تجارتک** " کہو اللہ تیری تجارت کو فائدہ مند نہ کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں خرید وفروخت کرنا بھاؤ تاؤ کرنا اور بازار جیسا ماحول بنانا نا جائز اور حرام ہے۔

(۱۰) آداب مسجد میں سے یہ ہے کہ مسجد میں شعروشاعری نہ کی جائے وہ اشعار جو خلاف شرع اور خلاف اسلام ہوں جس میں مخرب اخلاق باتوں کا تذکرہ ہو جو عریانی فحاشی اور لادینی کی طرف بلاتے ہوں جو غلو اور مبالغہ آمیزی سے بھرا ہوا ہو ایسے تمام اشعار مسجد میں پڑھنے سے گریز کیا جائے البتہ وہ اشعار یا نظمیں جس کا مضمون قرآن وحدیث اور اسلامی معتقدات کے مطابق ہو جو حمایت حق اور توحید کی تائید اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہو اور اخلاق و کردار سنوارنے کے لئے ہو ایسے اشعار نہ صرف جائز بلکہ موجب اجر وثواب ہیں جیسا کہ سنن ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسانؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی ہجو کہنے والوں کی ہجو کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک حسانؓ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کریں جبرئیلؑ ان کے ساتھ ہیں ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو مسجد نبوی میں شعر پڑھتے ہوئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو ٹوکا اس پر حضرت حسانؓ کہنے لگے میں ان کی موجودگی میں اس مسجد میں شعر پڑھتا رہا ہوں جو آپ سے بہتر تھے پھر حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے نبی کریم ﷺ مجھے فرماتے میری طرف سے جواب دو اور کہتے یا اللہ! روح القدس کے ذریعہ اس کی مدد فرما ابو ہریرہؓ نے اس کی تصدیق کی۔

(۱۱) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد کو صاف ستھرا پاک وصاف اور خوشبودار رکھا جائے مائی عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بناؤ اور انہیں پاک وصاف رکھو اور خوشبو لگاؤ۔(سنن ابوداؤد باب اتخاذ المساجد فی الدور)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد کو صاف ستھرا رکھا جائے اس میں چٹائی، روشنی، پانی کا انتظام کیا جائے اور ہر قسم کے کوڑے کرکٹ سے مسجد کو دور رکھا جائے اور اس میں خوشبو کے استعمال کا اہتمام کیا جائے۔

(۱۲) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ سکون ووقار کے ساتھ مسجد جایا جائے حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے لوگوں کی کھٹ پٹ سنی نماز بعد آپ ﷺ نے پوچھا تم کیا کر رہے تھے انھوں نے عرض کی ہم نماز کی طرف جلد آرہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم نماز کو آؤ تو آرام سے آؤ جو نماز تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو بعد میں پورا کرو۔

(صحیح مسلم المساجد باب استحباب اتیان الصلوٰۃ بوقار و سکینۃ)

(۱۳) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں انگلیاں نہ چٹخائے کیونکہ انگلیاں چٹخانا شیطانی عمل ہے(مسند احمد)

(۱۴) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ صف میں اگر جگہ نہ ہو تو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی نہ پیدا کیا جائے اگر مزاحمت اور کسی کو تکلیف دیئے بغیر پہلی صف میں امام کے دائیں جانب جگہ ملے تو بیٹھنے کیلئے وہ جگہ اختیار کیا جائے مائی عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ باسناد حسن)

(۱۵) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے بدن کے حصے سے کھیل نہ کیا جائے بعض لوگ دوران نماز اپنی گھڑیوں رومالوں اور کپڑوں سے کھیلتے ہیں بٹن لگاتے اور ناخن صاف کرتے ہیں یادرکھیں کہ یہ نماز کے احترام اور خشوع وخضوع کے خلاف ہے۔

(۱۶) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا گھر اس کی عبادت وبندگی سے معمور رہے

(۱۷) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کیا جائے۔

(۱۸) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ اس میں قرآن وحدیث کے دروس کا اہتمام کیا جائے معلم کائنات ﷺ مسجد ہی میں تعلیم دیتے تھے اصحاب صفہ کا مدرسہ مسجد نبوی ہی میں تھا۔

(۱۹) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں اگر چھینک یا کھانسی آئے تو آہستہ آواز نکالی جائے اسی طرح ڈکار آنے پر ڈکار کو ضبط کیا جائے بلاضرورت نہ کھانسا جائے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں:

"ان النبی ﷺ کان اذا عطس غطی وجهه بیده اوبثوبه وغض بها صوته"

نبی کریم ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ اپنے ہاتھ یا اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیتے اپنی آواز کو پست فرماتے۔ (سنن ترمذی بحوالئه مشکوٰۃ المصابیح تحقیق البانی کتاب الآداب باب العطاس ۳/ ۱۳٤۰ حدیث نمبر: ٤٧٣٨)

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے جمائی کے متعلق فرمایا:

" اذا تثاب احدکم فلیمسک بیده علیٰ فیه فان الشیطان یدخل "

جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے اسلئے کہ شیطان کھلے منہ میں داخل ہوجاتا ہے۔ (صحیح مسلم بحواله مشکوٰۃ المصابیح تحقیق البانی ۳/۱۳٤۰ حدیث نمبر٤٧٣٧)

(۲۰) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں قہقہہ نہ لگایا جائے۔

(۲۱) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ بلاضرورت مانگا نہ جائے اسلام میں بلا ضرورت مسجد میں مانگنا حرام ہے۔ اگر خدانخواستہ سچ مچ کسی کو اضطراری کیفیت پیدا ہوجائے اور سوال کے بغیر چارہ نہ ہو اور عبادت کرنے والوں کی عبادت میں خلل بھی نہ واقع ہو تو مسجد میں سوال کئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۲) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں قبلہ رو بیٹھا جائے ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"ان لکل شئی سید وان سید المجالس قبالة القبلة"

(طبرانی اوسط مجمع الزوائد ۸/۵۹)

(۲۳) مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ اذان ہونے کے بعد بلاعذر مسجد سے نہ نکلا جائے ہاں اگر کوئی عذر درپیش ہو جیسے تجدید وضوء وغیرہ تو مسجد سے نکلنا جائز ہے حضرت ابوشعثاؒ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت ابو ہریرۃؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذان دی تو ایک شخص مسجد سے اٹھ کر جانے لگا حضرت ابو ہریرۃ اپنی نگاہ اس پر ٹکائے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ باب النهی عن الخروج من المسجد اذا اذّن المؤذن ٦٥٥)

مسجد میں رہتے ہوئے اگر اذان ہوجائے تو فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنا نہیں چاہیئے الا یہ کہ کوئی عذر ہو کیونکہ بغیر عذر کے اذان کے بعد مسجد سے نکلنے میں ممکن ہے اسے کوئی ایسی چیز لاحق ہوجائے جو اسے باجماعت نماز پڑھنے سے روک دے پھر یہ چیز جماعت سے محرومی کا سبب بن جائے۔

مسجد جانے کی فضیلت :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہوکر فرض نماز ادا کرنے کیلئے نکلتا ہے پس اس کو حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔

(بخاری الصلوۃ باب نوم الرجال فی المسجد حدیث: ١٣٢٤)

قبرستان اور حمام میں نماز کی ممانعت :۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام روئے زمین مسجد ہے یعنی سب جگہ نماز جائز ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔

(ابوداؤد الصلوۃ باب فی المواضع التی لا تجوز فیها الصلوۃ حدیث:٤٩٢)

☆☆☆

وضو کے احکام ومسائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْ وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ﴾ (المائدۃ:٦)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو اپنے چہروں کو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤ۔

یہ آیت ان تمام امور کے بیان پر مشتمل ہے جن کا وضوء میں لحاظ کرنا واجب ہے جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) چہرے کا دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی اسی میں شامل ہے۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔

(۳) پورے سر کا مسح کرنا اور دونوں کانوں کا مسح بھی اسی میں شامل ہے۔

(۴) دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا۔

وضو کے شرائط :۔ وضو کے لئے کچھ شرائط ہیں حسب مقدور ان شرطوں کے پائے جانے ہی پر وضو کی صحت کا دارومدار ہے چنانچہ جس سے ان شرطوں میں سے کوئی شرط فوت ہوگئی اس کا وضو صحیح نہیں ہے۔

(۱) وضو کی صحت کے لئے نیت شرط ہے:۔

وضو کرنے والا وضو شروع کرنے سے پہلے دل میں وضوء کی نیت کرے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں وضو غسل اور تیمّم کی صحت کے لئے نیت شرط ہے۔

(۲) پانی کا پاک ہونا:۔ وضو کیلئے شرط ہے کہ پانی پاک ہو چنانچہ ناپاک پانی سے وضو درست نہیں ہے۔

(۳) وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے استنجاء کرنا:۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے اپنی اگلی یا پچھلی شرمگاہ سے نجاست کو زائل کرنا وضو کے شرائط میں سے ہے چنانچہ اگر کسی نے پانی یا مٹی سے اپنی شرمگاہ کو صاف کئے بغیر وضو کرلیا تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ سنت ہے کہ وضو سے پہلے استنجاء کرے تا کہ اس اختلاف سے بچ سکے (جنھوں نے وضو سے پہلے پانی یا مٹی سے استنجاء کو شرط قرار دیا ہے) اور اپنے وضو کے ٹوٹنے سے مطمئن رہے (المجموع ۲/۱۲۹)

(۴) چمڑے تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ چیز کو زائل کرنا:۔

وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ اعضائے وضو سے اس چیز کو زائل کرے جو چمڑے تک پانی کے پہونچنے میں رکاوٹ ہو مثلاً مٹی پینٹ یا اس طرح کی دیگر چیزیں۔

(۵) وضو کو واجب کردینے والی چیزوں کا ختم ہونا:۔

مثلاً کسی شخص نے اپنے چہرہ اور ہاتھ کو دھویا پھر اسے ہوا خارج ہوگئی تو اس پر نئے سرے سے وضو کا دہرانا لازم ہے۔ (منار السبیل ۱/۳۷)

وضو کے فرائض:۔ وضو کے کچھ فرائض وارکان ہیں ایک مسلمان کیلئے ان کا اہتمام

غایت درجہ اہم ہے کیونکہ ان فرائض کے عمداً یا سہواً چھوٹ جانے یا ان کو صحیح طور پر انجام نہ دینے کی صورت میں وضو فاسد ہوجاتا ہے اور بندۂ مسلم پر دوبارہ وضو لازم ہوتا ہے۔

ہم ذیل میں ان فرائض وارکان کا ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) چہرہ کا دھونا:۔ وضو کے ارکان میں سے ہے کہ چہرے کو ایک بار پورے طور پر کلی کر کے ناک میں پانی ڈال کر اور ناک کو جھاڑ کر دھلا جائے کیونکہ اللہ تعالی نے چہرہ کو دھونے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا:

﴿ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾ اپنے چہروں کو دھوؤ

چہرہ کی حد:۔ چہرہ کی لمبائی میں سر کے بال اگنے کی جگہ سے لیکر ٹھوڑی کے آخری حصہ تک اور چوڑائی میں دونوں کانوں کا درمیانی حصہ ہے۔

(مختصر تفسیر البغوی ۱/۲۱٤ تیسیرالعلام شرح عمدة الاحکام ۱/۳۷)

واضح رہے کہ منہ اور ناک چہرہ میں داخل ہیں لہذا جس نے چہرہ دھویا لیکن کلی کیا نہ ہی ناک میں پانی ڈال کر ناک جھاڑا یا اس میں سے کسی ایک کو عمداً یا سہواً چھوڑ دیا تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے ہوئے کلی کیا اور ناک میں پانی ڈال کر ناک کو جھاڑا اور امت کو اس کا حکم دیا۔

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذا توضأت فمضمض" جب وضو کرو تو کلی کرو۔

(ابوداؤد الطھارہ باب الاستنشار حدیث:۱٤٤)

علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے دیکھئے صحیح ابو داؤد ۱/ ۳۰ حدیث نمبر ۱۳۱

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اذا توضأ احدکم فلیجعل فی أنفه ماء ثم ینتشر‘‘

(مسلم الطهارة باب الایتار فی الاستنشار والاستجمار حدیث ۲۳۷)

جب کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈال لے پھر اسے جھاڑ دے۔

لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

’’وبالغ الاستنشاق الا ان تکون صائماً‘‘ (ابوداؤد حدیث :۱٤۲)

اگر روزہ سے نہ ہو تو ناک میں پانی اچھی طرح چڑھاؤ۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من توضأ فلیستنشر جو شخص وضو کرے وہ ناک میں پانی ڈالے۔

(بخاری الوضوء باب الاستنشار فی الوضوء حدیث: ۱٦۱ (مسلم الطهارة باب الایتار فی الاستنشار والاستجمار حدیث ۲۳۷)

(۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا:۔

وضو کرنے والا کہنیوں سمیت اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ ﴾ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوؤ کہنیوں سمیت پہلے دائیں ہاتھ کو پھر بائیں ہاتھ کو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ اذا توضأ تم فابدؤ بمیامنکم ‘‘ جب وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو

(ابوداؤد اللباس باب فی الاشعال حدیث نمبر ۱٤۱٤ ابن ماجه الطهارة و سننها باب التیمم فی الوضوء حدیث:٤۰۲)

(۳) پورے سر کا مسح کرنا:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ ﴾ اور اپنے سروں کا مسح کرو۔

عبداللہ بن زیدؓ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اس طرح کیا کہ اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے یعنی پہلے سر کے اگلے حصے سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں تک واپس لے آئے۔

(بخاری الوضوء باب مسح الرأس حدیث: ۱۸۵ مسلمالطهارة باب فی وضوء النبی ﷺ حدیث: ۲۳۵)

اور سر کے ساتھ کانوں کا بھی مسح کیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’ الاذنان من الرأس ‘‘ دونوں کانوں کا تعلق سر سے ہے۔

(ابن ماجه الطهارة باب الاذنان من الرأس حدیث: ٤٤۳)

کانوں کا مسح کرنا:۔ کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی دونوں انگلیوں سے دونوں کانوں کے اندر اور اپنے دونوں انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے باہر کے حصہ کا مسح کیا۔

(نسائی الطهارة باب من مسح الاذنین مع الرأس حدیث: ۱۰۲)

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کا دھونا:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْن ﴾ (المائدة:٦)

اور ٹخنوں سمیت اپنے دونوں پاؤں کو دھوؤ۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے بھی پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا ثابت ہے جیسا کہ وضو کے بیان میں ان احادیث کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پاؤں کو دھوتے وقت پورے پاؤں کو ٹخنوں سمیت مکمل طور پر دھلا جائے کوئی جگہ خشک باقی نہ چھوڑی جائے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے بچھڑ گئے آپ ﷺ ہم سے اس وقت ملے جب نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا اور ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے اور پاؤں پر بس پانی مل رہے تھے یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے دو یا تین بار بآواز بلند فرمایا:

"**ویل للاعقاب من النار**" خشک ایڑیوں والوں کے لئے آگ سے خرابی ہے۔

(بخاری الوضوء باب غسل الرجلين حديث: ٦٠-٦٣)

(۵) اعضاء وضو کو ترتیب وار دھونا:۔ اعضاء وضو کو ترتیب وار دھویا جائے کیونکہ اللہ نے اسے ترتیب وار بیان فرمایا ہے اور مسح کئے جانے والے عضو کو دھلے جانے والے اعضاء کے بیچ میں ذکر کیا ہے جس کا فائدہ ترتیب کے سوا کچھ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی کیفیت سے ترتیب وار وضو کیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے

طریقہ وضو سے یہ بات ظاہر ہے چنانچہ جس نے بلا ترتیب وضو کیا یا حوض یا سمندر میں ڈبکی لگا کر تمام اعضاء وضو کو ایک ہی بار دھو لیا اس کا وضو صحیح نہیں ہوا۔

(٦) اعضاء وضو کو تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھونا:۔

اعضاء وضو کے دھونے میں فاصلہ نہ کیا جائے یعنی ایک عضو کو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں اتنی دیر نہ کی جائے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے بلکہ سبھی اعضاء تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔

(مسلم الطهارة باب وجوب استيعاب جميع محل الطهارة حديث: ٢٤٣)

اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ اس کے پاؤں کے پچھلے حصہ میں ایک درہم کے برابر خشکی باقی رہ گئی تھی تو آپ ﷺ نے اسے وضو اور نماز لوٹانے کا حکم دیا ابوداؤد الطهارة تفريق الوضوء: ١٧٥ علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (صحيح ابوداؤد ١/ ٣٦ حديث ١٦١)

چنانچہ اگر اعضاء وضو کے دھونے میں تسلسل لازم نہ ہوتا تو آپ ﷺ صرف خشک جگہ کو دھونے کا حکم نہ دیتے (منار السبيل ١/ ٣٧)

علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اعضاء وضو کے دھونے میں تسلسل کے واجب ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ کسی جگہ کے

خشک رہ جانے پر پورے وضو دہرانے کا حکم تسلسل کے لازم ہونے کی صورت میں ہوگا۔

(عون االمعبود ۱/۲۳۲)

چنانچہ اگر وضو کرنے والا وضو کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول ہو مثلاً بات چیت کرنا وغیرہ یہاں تک کہ دھلا ہوا اعضوء خشک ہو گیا تو اس کا وضو باطل ہے وہ از سرنو دوبارہ وضو کرے۔

لیکن اگر وضو سے متعلق کسی کام میں مشغول ہوا مثلاً داڑھی کا خلال کرنا پانی کو اچھی طرح اعضاء وضو تک پہنچانا یا وضو کے کسی عضو سے میل یا گندگی کو زائل کرنا مرض وسوسہ میں مبتلا شخص کا ایک عضو کو کئی بار دھونا وغیرہ یہاں تک کہ دھلا ہوا اعضوء خشک ہو گیا تو اس سے شرط موالاۃ تسلسل میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا اس کا وضو صحیح ہے(المغنی لابن قدامہ ۱/۹۲)

(۶) وضو کے مسنونات:۔

وضو میں مندرجہ ذیل امور مسنون ہیں جن کا ہر مسلمان کو اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ اس کا وضو کامل طریقہ سے نبی ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق انجام پائے۔

(۱) مسواک کرنا:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " **لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل وضوء** " اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔

(بخاری الصیام باب سواك الرطب واليابس للصائم ص ۳۱۰)

(۲) وضو کے شروع میں دونوں ہتھیلیوں کا دھونا:۔

وضو شروع کرنے سے پہلے دونوں ہتھیلیوں کا دھونا مسنون ہے لیکن اگر کوئی شخص

نیند سے بیدار ہوا ہو تو اس کے حق میں دونوں ہتھیلیوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا واجب ہے۔

ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی سو کر اٹھے تو برتن میں اپنے ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری ہے۔(بخاری الوضوء باب الاستجمار وتراً حديث : ۱۶۲)

(۳) چہرہ دھونے سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا:۔

جیسا کہ عمرو بن یحیی کی روایت میں ہے " **فمضمض واستنشق واستنشر من ثلاث غرفات**" (صحیح مسلم حدیث:۲۳۵)

کہ آپ ﷺ نے تین چلو پانی سے کلی کیا ناک میں چڑھایا اور ناک جھاڑا۔

گھنی داڑھی کا خلال کرنا:۔ انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیتے اور اس کو اپنی ٹھوڑی میں داخل کرتے اور اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔

(ابوداؤد الطهارة باب تخليل اللحية حديث: ۱۴۵)

واضح رہے کہ گھنی داڑھی کے اندرونی حصہ کو دھونا ضروری نہیں لیکن اس کا خلال کرنا مسنون ہے اور ہلکی داڑھی کے ظاہری اور اندرونی ہر ایک حصہ کو دھونا ضروری ہے۔

انگلیوں کا خلال کرنا:۔ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **اسبغ الوضوء وخلل بين الاصابع وبالغ فى الاستنشاق الا ان تكون صائماً** "

وضو مکمل کرو ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور اگر روزہ سے نہ ہو تو ناک میں پانی خوب اچھی طرح چڑھاؤ۔ (ابوداؤد الطهارة باب فی الاستنثار حديث: ۱۴۲)

ناک میں پانی خوب اچھی طرح چڑھانے کا مفہوم یہ ہے کہ سانس کے ساتھ پانی کو اس طرح کھینچا جائے کہ ناک کے آخری حصہ تک پہنچ جائے (الانصاف ۱/ ۱۳۱)

لیکن روزہ کی حالت میں مبالغہ نہ کیا جائے کہ کہیں پانی حلق تک نہ پہنچ جائے۔

اعضاءِ وضو میں دائیں کو بائیں سے پہلے دھونا:۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" **اذا توضأتم فابدؤ وا بميا منكم** "(ابوداؤد:۴۱۴۱/ترمذی:۱۷۶۶)

جب وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو (ابن ماجہ : ۴۰۲)

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتے پہننے کنگھی کرنے طہارت کرنے اور تمام اچھے کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔

(بخاری الوضوء باب التيمن فی الوضوء والغسل حديث:۱۸۸ مسلم الطهارة باب التيمن فی الطهور وغيره حديث ۲۶۸)

اعضاءِ وضو کو اس کے واجبی حد سے زیادہ دھونا:۔

نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پھر اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے قریب تک دھوئے پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچا دیا پھر کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے:

" **ان امتی ياتون يوم القيامة غر المعجلين من اثر السجود فمن استطاع**

منكم ان يطيل غرته فليفعل "

میری امت کے لوگ قیامت کے دن وضو کے نشان کی وجہ سے سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آئیں گے لہذا جو شخص اپنی سفیدی اور چمک کو زیادہ کرنا چاہے تو وہ اپنے چہرہ اور ہاتھ پاؤں واجبی حد سے زیادہ دھل کر اپنی سفیدی اور چمک کو زیادہ کر لے۔

(صحيح مسلم الطهارة باب استحباب اطالة الغرة فی الوضوء حديث: ۵۸۰)

اعضاءِ وضو کو ملنا:۔ عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا آپ ﷺ نے وضو کیا وضو کرتے ہوئے آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو مل رہے تھے۔

(مستدرك حاكم ۱/۲۴۳ حديث : ۵۰۹ ـ ابن خزيمه ۱/ ۶۲ حديث :۱۱۸)

اعضاءِ وضو کو ایک بار سے زیادہ دو یا تین بار دھونا:۔

چہرہ ہاتھ اور پاؤں کو ایک بار سے زیادہ دو یا تین بار دھونا مسنون ہے۔

وضو کے بعد کی دعاء:۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پورا وضو کرے اور پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے وہ داخل ہو۔

(صحيح مسلم كتاب الطهارة باب ذكر المستحب عقب الوضوء ۲/۱۱۹ ۱۲۰ حديث:۲۳۴)

" **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** "

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

ترمذی کی روایت میں یہ دعا " **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** "

بھی مذکور ہے مگر انہوں نے اسے مضطرب ضعیف کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

(ترمذی ابواب الطهارة باب ما يقال بعد الوضوء)

وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھنا۔

وضو کے مکروہات :۔ وضو میں کچھ امر مکروہ ہیں جن سے ہر مسلم کو بچنا چاہیئے تا کہ اس کا وضو سنت نبوی کے مطابق انجام پائے۔

(١) ایک یا اس سے زائد سنتوں کو چھوڑ دینا :۔

ایک یا اس سے زائد سنتوں کو چھوڑ دینا مکروہ ہے کیونکہ یہ عبادت میں کمی اور اجر وثواب کے فوت ہونے کا سبب ہے۔

(٢) گندی جگہ پر وضو کرنا :۔

کسی ایسی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے کہ گندگی کے جسم پر آ جانے کا اندیشہ ہو۔

(٣) پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا :۔

پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرنا مکروہ ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مد پانی سے وضو فرمایا:

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل فرماتے تو ایک صاع پانی سے لیکر پانچ مد تک خرچ کرتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

(بخاری الوضوء باب الوضوء بالمد ٢٠١ مسلم الحيض باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة ٣٢٥)

ایک صاع دو کلو چوبیس کلو گرام غلہ کے مساوی ہوتا ہے اس طرح ایک مد غلات

میں آٹھ سو بارہ گرام گیہوں اور ناپنے والی چیزوں میں تقریباً چھ سو گرام کے مساوی ہوگا۔

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم :۔

وضو کے شروع میں بسم اللہ کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا وہ واجب ہے یا سنت امام احمد رحمہ اللہ اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" **لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه** " اس شخص کا وضو نہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔

(ابوداؤد الطهارة باب في التسمية على الوضوء حديث : ١٠١ ابن ماجه ٣٩٨ ترمذی :٢٥)

اس حدیث کو بعض اہل علم نے ضعیف کہا ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے کثرت شواہد کی بنا پر اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (دیکھئے ارواء الغليل ١/ ٢٢١ حديث نمبر ٨)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

تمام احادیث کو اکٹھا کرنے پر اس حدیث کو قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس حدیث کی کوئی اصل ہے (تلخيص الحبير ١/٧٥)

امام حجاوی رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وضو غسل اور تیمّم کے شروع میں بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے بھول کی وجہ سے نہ پڑھنے کی صورت میں وضو صحیح ہے اور اگر وضو کے بیچ میں یاد آ جائے تو اسی وقت بسم اللہ پڑھ لے اور باقی وضو کو مکمل کر لے اگر وضو سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت فوت ہو چکا ہے اور وضو صحیح ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر بسم اللہ کہنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ بعض اعضاء وضو کو دھو لیا اور دوبارہ وضو نہ کیا تو اس کا وضو صحیح

نہیں ہے۔ (الاقناع للحجاوی ۱/۴۰)

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے لیکن جس نے بھول کی وجہ سے یا حکم شرعی سے ناواقفیت کی بنا پر بغیر بسم اللہ پڑھے وضو کیا تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن جس نے جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول کے مطابق اس کا وضو باطل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کا وضو نہیں جو اس پر اللہ کا نام نہ لے۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة ۵/۲۰۳)

وضو کے فضائل:۔

(۱) وضو سے گناہوں کی بخشش:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت بندہ مسلم یا مومن وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جس کی جانب اس نے اپنی نگاہوں سے دیکھا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے اور جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھلتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے تمام وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جس کو اس کے دونوں ہاتھوں نے چھوا تھا اور جب وہ اپنے دونوں پیروں کو دھلتا ہے تو اس کے پاؤں کے وہ سارے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جس کی طرف اس کے دونوں پاؤں چلے تھے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم الطهارة باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء: ۲۴۴)

(۲) وضو سے میدان حشر میں چہرہ کا نورانی ہونا:۔

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اپنی امت کو (میدان حشر میں)

دوسری امتوں کے (بیشمار لوگوں کو) کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے امتی وضو کے اثر سے سفید چہرہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے اس طرح ان کے سوا اور کوئی نہ ہوگا۔

(بخاری الوضوء باب فضل الوضوء ۱۳۶ مسلم الطهارة باب استحباب اطالة الغره :۲۴۷)

(۳) وضو سے بلندئ درجات:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہوں کو دور اور درجات کو بلند کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا:

”مشقت (بیماری یا سردی) کے وقت کامل وضو کرنا کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو دور کرتا اور درجات کو بلند کرتا ہے“

(مسلم الطهارة باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره حديث: ۲۵۱)

(۴) خانہ کعبہ کے طواف کے لئے وضو کرنا:۔ خانہ کعبہ کے طواف خواہ واجبی ہو یا نفل بغیر وضو کے جائز نہیں ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”خانہ کعبہ کا طواف نماز ہے مگر یہ کہ اللہ نے اس میں گفتگو جائز کر دیا ہے“

(نسائی ۲۹۲۵ ترمذی ۹۶۰ مستدرك حاكم ۱/ ۶۳۰) علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (دیکھئے ارواء الغلیل ۱/۱۵۴)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ آئے تو آپ

ﷺ نے سب سے پہلے کام یہ کیا کہ وضو کر کے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔

(بخاری الحج باب من طاف بالبیت اذا قدم مکة حدیث: ۱۶۱۴ مسلم الحج باب ما یلزم من طاف با لبیت حدیث: ۱۳۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں حج کے ارادہ سے نکلے مقام سرف پر مجھے حیض شروع ہوگیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت رو رہی تھی آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اگر میں اس سال حج کا ارادہ نہ کرتی تو اچھا تھا حضور ﷺ نے فرمایا شاید تمہیں حیض آیا ہے میں نے عرض کیا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا:

فان ذلک شئی کتبه الله علی بنات آدم فافعلی مایفعل الحاج غیر ان لا تطوفی بالبیت حتی تطهری

(بخاری الحیض باب تقضی الحائض المناسک کلها الا الطواف بالبیت حدیث :۳۰۵ مسلم الحج باب بیان جواز الاحرام ۱۲۱۱ ۱۱۹)

یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے لہذا حج کے جملہ کام کرو جو حجاج کرتے ہیں صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ۔

موزوں پر مسح کرنا:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے لئے وضو کا پانی لاؤ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں وضو کا پانی پیش کیا آپ ﷺ نے استنجاء کیا استنجاء کے بعد اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا اسے رگڑا اور دھویا پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے وضو میں اپنے دونوں پیر نہیں دھلے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے مکمل طہارت کی

حالت میں دونوں پیروں میں موزے پہنے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں مجھ سے ستر صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے کی بابت بیان کی ہے عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں موزوں پر مسح کرنے کے سلسلے میں صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف نہیں تھا جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے۔

جرابوں پر مسح کرنا:۔ حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت صحابہؓ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

(ابوداؤد الطهارة باب المسح علی العمامة حدیث: ۱۴۶)

اس جراب پر مسح کرنا درست ہے جو موٹی ہو یعنی پاؤں نظر نہ آئیں اور پھٹی ہوئی نہ ہو۔

شرائط مسح:۔ موزوں پر مسح کرنے کی درج ذیل شرطیں ہیں۔

(۱) وضو کے بعد موزہ پہنا گیا ہو (بخاری) موزوں کو پہننے کے بعد آدمی جنبی نہ ہو (ترمذی)

مسح کی مدت:۔ موزوں پر مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے یعنی ہم اپنے موزے تین دن اور تین راتوں تک پائخانہ، پیشاب یا سونے کی وجہ سے نہ اتاریں بلکہ ان پر مسح کریں ہاں جنبی ہونے کی صورت میں موزے اتارنے کا حکم دیتے اس مدت کے گزرنے کے بعد آدمی جب وضو کرے تو اسے اپنے موزے اتار کر پیر دھونا ہوگا پہلے سے پہنے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہ ہوگا۔

(مسلم الطهارة باب التوقیت فی المسح علی الخفین حدیث:۲۷۶)

مسح کا طریقہ:۔ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ موزہ کے صرف اوپری حصہ پر مسح کرنا

چاہیئے لیکن مسح کی کیفیت اور کمیت کسی صحیح مرفوع یا موقوف حدیث سے ثابت نہیں ہے بہر حال بہتر یہ ہے کہ پانی سے ہاتھ تر کر کے موزہ کے اوپری حصہ پر پیر کی انگلیوں سے ٹخنوں تک ایک مرتبہ ہاتھ پھیر دیا جائے انشاء اللہ یہ کافی ہوگا۔

دوران نماز وضو ٹوٹ جانے پر نمازی کیا کرے:۔

اگر آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور دوران نماز وضو ٹوٹ جائے تو اسے چاہئے کہ نماز چھوڑ کر دوبارہ وضو کرے اور اس کے بعد پوری نماز دھرائے لیکن اگر نماز با جماعت میں شریک ہو اور وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر صف سے باہر نکل جائے اور دوبارہ وضو کر کے نماز میں شریک ہو پھر امام کے ساتھ جو پائے وہ پڑھ لے اور باقی نماز امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کرے یعنی اگر دوبارہ وضو کر کے لوٹنے کے بعد امام کے ساتھ دو رکعتوں والی نماز میں مثلاً ایک رکعت پائی تو دوسری رکعت پڑھ کر نماز پوری کرے گویا وضو ٹوٹنے سے پہلے پڑھی گئی نماز کا کوئی اعتبار نہ ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی آدمی کی دوران نماز ہوا خارج ہو جائے تو وہ لوٹ کر وضو کرے اور اپنی نماز کو دھرائے۔

(ابوداؤد الطہارۃ حدیث: ۲۰۵ ترمذی الرضاع حدیث: ۱۱۷۴)

صاحب مرعاۃ المفاتیح محدث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ (دوران نماز) حدث ناقض وضو ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور نمازی پر اس نماز کو پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اس صورت میں پہلے پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرنا جائز نہیں ہے (مرعاۃ المفاتیح ۲/ ۳/ ۳۸)

وضو اچھی صحت کا بہترین نسخہ:۔ ہماری روزمرہ زندگی میں ایک خاص چیز ہے جو ایک

طرح سے خون کی نالیوں کو متبادل طریقے سے پھیلنے اور سکڑنے کے عمل کے ذریعہ ورزش مہیا کرتی ہے وہ خاص چیز ہے پانی۔ پانی جو درجہ حرارت کا اتار چڑھاؤ پیدا کرتا ہے گرم پانی خون کی ان نالیوں کو جو دل سے فاصلے پر ہوتی ہیں کھول کر یا چوڑا کر کے لچک اور طاقت مہیا کرتا ہے اسی طرح ورزش کا یہ عمل ان غذائی چیزوں کو جو نسوں میں خون کی سست گردش کی وجہ سے جم جاتی ہیں دوبارہ خون گردش میں شامل کر دیتا ہے یہ ٹمپریچر میں تبدیلی کی وجہ سے ہی ممکن ہوتا ہے ان سائنسی اور طبی حقائق کو جاننے کے بعد اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں دی گئی اس ہدایت کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وضو میں ہاتھ پاؤں اور منہ کو دھولیا جائے کیا بجائے خود ایک معجزہ نہیں ہے۔

وضو کے ظاہری فائدے:۔

موجودہ دور سائنسی دور ہے اس لئے سائنس کی رو سے وضو کی بہت اہمیت ہے مثال کے طور پر جب ہم صبح کی نماز کیلئے اٹھ کر وضو کرتے ہیں تو ہماری آنکھوں کے ساتھ زرد یا سفید رنگ کا مواد جمع ہوتا ہے اگر یہی مواد دوبارہ آنکھوں میں چلا جائے تو ہو سکتا ہے کہ آنکھیں اپنی بینائی کھو بیٹھیں پھر ساری رات کی آلودگی ہمارے سانس کے ساتھ ناک کے اندر رطوبت کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے جب وضو کیا جاتا ہے تو ناک میں نرم ہڈی تک انگلی ماری جاتی ہے تاکہ وہ گندہ مواد باہر نکل جائے جب ہم کھانا کھا کر سو جاتے ہیں تو کچھ نہ کچھ کھانے کے ذرات دانتوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں کلی کرنے اور دانتوں کو انگلی کے ساتھ صاف کرنے سے نکل جاتے ہیں جو کہ دانتوں کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

تیمّم کا بیان

طہارت کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی یہ ہے کہ جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمّم کرنا جائز قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِنْهُ﴾ (المائدہ: ۶)

اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو پھر اسے اپنے چہرے پر اور ہاتھوں پر ملو۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ ایک مہم پر روانہ فرمایا میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ مل سکا تو میں طہارت حاصل کرنے کیلئے زمین پر اس طرح لوٹ گیا جس طرح چوپایہ لوٹتا ہے پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرتے اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کا اور دونوں ہتھیلیوں کے اوپری حصہ کا اور چہرے کا مسح فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

وضو کرنے کی حاجت ہو یا نہانے کی دونوں کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے اور دونوں حالتوں میں تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ کر پاک زمین یا پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مارو اگر مٹی زیادہ لگ جائے تو دونوں ہاتھوں پر پھونک مار کر جھاڑ دیں پھر دونوں

ہاتھوں کو اپنے چہرہ پر اس طرح پھیرو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے پھر بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ پر اوپر نیچے دونوں طرف صرف پہونچوں تک پھیرو بس تیمّم ہوگیا اس تیمّم سے فرض سنت نفل سب نمازیں پڑھ سکتے ہیں ہاں جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے پاخانہ پیشاب کرنا یا ہوا نکلنا ان سب چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح جس عذر کی وجہ سے تیمّم کیا تھا اگر وہ عذر دور ہوجائے تب بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا تیمّم کے بعد بھی وہ دعا پڑھیں جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" الصعيد الطيب وضوء المسلم ولو الى عشر سنين"

(ابو داؤد الطهارة باب الجنب تيمم حديث : ۳۳۲-۳۳۳)

پاک مٹی مسلمانوں کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے۔

پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً مسافر کو سفر میں پانی نہ ملے یا پانی کے مقام تک پہونچنے پر نماز کے فوت ہوجانے کا خطرہ ہو یا وضو کرنے سے مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا پانی حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو مثلاً گھر میں پانی نہیں ہے باہر کرفیو نافذ ہے یا پانی لانے میں کسی دشمن یا درندے سے جان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ہم تیمّم کر سکتے ہیں خواہ یہ موانع برسوں قائم رہیں تیمّم بھی بدستور جائز رہے گا۔

جنابت کی حالت میں تیمّم:۔ حضرت عمران ؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک آپ ﷺ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے لوگوں

کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا اے فلاں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا اس نے کہا مجھے جنابت پہونچی اور پانی نہ مل سکا، آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر مٹی سے تیمّم کرنا لازم ہے پس وہ تیرے لئے کافی ہے۔

(بخاری التیمم باب الصعید الطیب وضوء المسلم حدیث : ٣٤٤)

عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سردی کا موسم تھا ایک آدمی کو غسل جنابت کی ضرورت پیش آئی اس نے اس بارے میں دریافت کیا تو اسے غسل کرنے کو کہا گیا اس نے غسل کیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی جب اس واقعہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے اسے مار ڈالا اللہ ان کو مارے بیشک اللہ تعالی نے مٹی کو پاک کرنے والا بنایا ہے وہ تیمّم کرلیتا (ابن خزیمہ ١٣٨ حدیث:٢٧٣ ابن حبان حدیث ٢٠٠١)

عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کرلے اور ارد گرد کو دھولے۔ (بیھقی /٢٢٨)

مسائل:۔ ہر وہ چیز جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ جن مجبوریوں کے تحت تیمّم جائز ہوتا ہے ان کے دور ہوجانے سے تیمّم ختم ہوجاتا ہے۔

☆ ایک تیمّم سے آدمی جتنی فرض اور نفل نمازیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

☆ جب تک وضو کرنے کی مجبوری دور نہ ہوجائے آدمی تیمّم کرتا رہے خواہ کئی سال ہوجائیں آپ ﷺ نے فرمایا پاک مٹی مسلمانوں کا وضو ہے اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے (ترمذی)

☆ تیمّم صرف پاک مٹی ریت یا بالو سے کیا جائے گا چونا یا پتھر وغیرہ سے تیمّم درست نہیں۔

(مرعاۃ الفاتیح)

حیض ونفاس کا بیان

حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بلوغت کے بعد عورت کے رحم سے متعین دنوں میں خارج ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا سبب کوئی بیماری یا زچگی نہ ہو۔

حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کے سلسلہ میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے لیکن درحقیقت کوئی ایسا نص صریح نہیں ہے جس سے اس مدت کی تحدید کی جاسکے اس لئے اقرب الی الصواب یہی ہے کہ حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی متعینہ مدت نہیں ہے بلکہ عورت کی عادت پر ہے جس عورت کی شروع سے جو عادت بن جائے وہی اس کے لئے مدت حیض ہے اور اسی کے مطابق وہ عمل کرے گی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا جسے بہت زیادہ خون آیا کرتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا عورت کو چاہیئے کہ ان دنوں اور راتوں کو شمار کرلے جن میں اسے ہر مہینہ حیض آتا تھا پس ہر مہینہ ان میں نماز چھوڑ دے غسل کرے اور اپنی شرمگاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھے۔(ابوداؤد الطھارۃ حدیث: ٢٧٤)

لیکن اگر عورت کی کوئی عادت نہ بن سکے اور نہ ہی وہ کوئی مدت متعین کرسکے تو وہ دوسرے قرائن کا اعتبار کرے (خواہ اپنی جیسی عورتوں کی عادت کا اعتبار کرے یا خون کے رنگ سے اس کی تعیین کرے)

نبی کریم ﷺ نے فاطمہ بنت جیشؓ کی حدیث میں فرمایا جب حیض کا خون ہوگا تو معروف قسم کا سیاہ بدبودار ہوگا (نسائی الحیض حدیث : ٣٦٠)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کا خون دوسرے خون سے الگ ہوتا ہے

جسے عورتیں پہچان لیتی ہیں اور اگر حیض کی مدت کے درمیان خون رک رک کر آیا کرے مثلاً ایک دن یا دو دن خون دکھائی دے پھر اتنی مدت یا اس سے کم کے لئے بند ہو جائے اور اس کے بعد پھر خون جاری ہو جائے تو اس درمیانی طہارت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس کا شمار بھی حیض کے دنوں میں ہوگا لیکن اگر حیض کی مدت پوری ہونے کے بعد زرد مٹیالا رنگ نظر آئے تو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ عورت پاک سمجھی جائے گی۔

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہم حیض کی مدت پوری ہو جانے کے بعد زرد یا مٹیالا رنگ کے داغ کا کچھ اعتبار نہیں کرتے تھے۔(بخاری الحیض باب الصفرو الکدورة فی غیر ایام الحیض حدیث ٣٢٦ ۔ابو داؤد الطهارة حديث: ٣٠٧)

نفاس:۔ اس خون کو کہتے ہیں جو بچے کی ولادت کے بعد عورت کے رحم سے نکلتا ہے خواہ بچہ ناقص ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہو۔

نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے یہ مدت ایک منٹ بھی ہو سکتی ہے اسلئے جب بھی یہ خون بند ہو جائے تو عورت غسل کرے اور اب اس کا حکم پاک عورتوں کا حکم ہوگا۔

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں نبی ﷺ کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں۔

(ترمذی الطهارة حديث:١٣٩)

پس چالیس دن کے بعد اگر خون آئے تو یہ نفاس کا خون نہ ہوگا بلکہ اس کا حکم استحاضہ کے خون کا حکم ہوگا اور ایسی عورت کو چاہیئے کہ استحاضہ والی عورت کی طرح غسل کر کے نماز روزہ ادا کرے۔

حیض ونفاس کا حکم:۔(۱) حالت حیض ونفاس میں درج ذیل چیزیں حرام ہیں:۔

(۱) نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا لیکن پاک ہونے کے بعد عورت روزہ کی قضا کرے گی جبکہ نماز کی قضا نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا کرے گی لیکن نماز کی قضا نہیں کرے گی انھوں نے کہا یہی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا ہم کو روزوں کی قضا کا حکم تھا لیکن نماز کی قضا کا کوئی حکم نہیں تھا۔

(مسلم الحیض باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة حديث:٣٣٥)

(۲) مسجد میں داخل ہو کر ٹھہرنا البتہ بحالت مجبوری مسجد سے گزرنا جائز ہے۔

(۳) قرآن مجید اٹھانا چھونا اور تلاوت کرنا نبی ﷺ نے فرمایا حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں (ترمذی الطهارة حديث: ١٣١)

لیکن تسبیح وتحمید ذکر واذکار اور ماثورہ دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴) جماع کرنا:۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿**ولا تقربوهن حتى يطهرن**﴾(البقرة: ٢٢٢)

ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔

(۵) بیوی کو طلاق دینا:۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدیا تو نبی ﷺ نے ان پر سخت غصہ کا اظہار کیا۔

(۲) حالت حیض ونفاس میں درج ذیل چیزیں جائز ہیں:۔

(۱) دوسرے سے قرآن سننا ذکر واذکار اور تسبیح وتہلیل کرنا۔

(۲) طواف کے علاوہ حج وعمرہ کے تمام ارکان ادا کرنا: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں حج کے دنوں میں حالت حیض میں ہوگئی تو نبی ﷺ نے فرمایا:

بیت اللہ کے طواف کے علاوہ ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے۔

(بخاری الحیض باب الامر بالنفساء اذا انفس حدیث:٢٩٤)

(۳) شرمگاہ کے علاوہ عورت کے جسم کے ہر حصہ سے لطف اندوز ہونا مائی عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ مجھے حالت حیض میں ازار باندھنے کا حکم دیتے پس ازار باندھ لیتی پھر آپ ﷺ مجھ سے لطف اندوز ہوتے اور میں حیض والی ہوتی۔

(بخاری الحیض مباشرة الحائض حدیث: ٣٠٠-٣٠٢)

میاں بیوی کا ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ملنا جلنا وغیرہ

☆☆☆

استحاضہ کا بیان

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو حیض کے دنوں کے علاوہ میں عورت کی شرمگاہ سے نکلتا ہے یہ ایک مرض ہے جو حیض کے علاوہ ہے۔

استحاضہ کے مسئلہ میں بنیادی حدیث حضرت حمنہ بنت جحشؓ کی ہے وہ فرماتی ہیں مجھے بہت زیادہ خون آتا تھا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے کیلئے آئی میں نے آپ ﷺ کو اپنی بہن زینب بنت جحشؓ کے گھر میں پایا پس میں نے پوچھا مجھے اتنی کثرت سے خون آتا ہے کہ میں نماز روزہ نہیں ادا کر پاتی تو آپ ﷺ مجھے اس مسئلہ میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم شرمگاہ پر روئی باندھ لو ہوسکتا ہے کہ خون بند ہو جائے میں نے کہا خون اس سے بہت زیادہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو دو باتوں کا حکم دوں گا ان میں سے جو تم کروگی کافی ہوگا کیونکہ تم اپنے حال کو زیادہ جانتی ہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ خون شیطان کی طرف سے (تکلیف دینے کی) حرکت ہے تو چھ یا سات دن حیض کا شمار کر لو اس کے بعد غسل کرو اور جب تم کو ایسا لگے کہ تم پاک وصاف ہوگئی ہو تو ہر نماز کے لئے الگ الگ وضو کرو اور چوبیس یا تیئیس دن روزہ رکھو اور نماز پڑھو ایسے ہی ہر ماہ کرو جس طرح عورتیں اپنے حیض اور طہر کی متعینہ مدت میں کرتی ہیں تو یہ تم کو کافی ہوگا اور اگر ایسا کر سکو کہ ظہر کی نماز کو موخر کرو، اور عصر کی نماز کو مقدم کرو اور غسل کر کے دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھو پھر مغرب کی نماز کو موخر کرو اور عشا کی نماز کو مقدم کرو ، اور غسل کر کے دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھو اور پھر فجر کی نماز کے لئے غسل کر کے اسے پڑھو، اگر اس طرح کر سکو تو یہی کرو اخیر میں نبی ﷺ نے فرمایا یہ آخری صورت مجھے زیادہ پسند ہے۔

(ترمذی الطهارة حديث : ١٢٨)

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ استحاضہ والی عورت کو اختیار ہے چاہے تو حیض کے دنوں کے بعد غسل کرے اور پھر ہر نماز کے لئے وضو کر کے نماز پڑھے یا یہ کرے کہ غسل کر کے ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھے پھر غسل کر کے مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھے اور فجر کی ادیئگی کیلئے الگ غسل کرے واضح ہو کہ نبی ﷺ نے دوسری صورت کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔

☆☆☆

نمازی کا لباس

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" **لا یصلی احدکم فی الثوب الواحد لیس علی عاتقیه شیئ**"

کوئی شخص کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں۔

(بخاری الصلوٰۃ باب اذا صلی فی الثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیه ٣٥٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی۔

(بخاری الصلوٰۃ فی کم تصلی المرأۃ فی الثیاب حدیث:٣٧٢)

ام سلمٰی فرماتی ہیں عورت اوڑھنی اور ایسے کرتے میں نماز پڑھے جس میں اس کے قدم بھی چھپ جائیں (بلوغ المرام حدیث: ٢٠٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ران کھولو نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران دیکھو۔

(ابو داؤد الحمام باب النهی عن التولیٰ حدیث:٤٠١٥)

رسول اللہ ﷺ کبھی نماز میں ننگے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی آپ ﷺ نے جوتا پہن رکھا ہوتا تھا۔(ابو داؤد الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی النعل حدیث: ٦٥٣)

نمازی کا کپڑا ستر پوش ہو اگر ایسا کپڑا پہنا ہے جس سے بدن کے وہ اعضاء ظاہر ہو رہے ہیں جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے تو نماز نہیں ہوگی واضح ہو کہ نماز میں عورت کا ستر چہرہ ہتھیلی اور پیر کے نیچے کے علاوہ پورا جسم ہے اسلئے عورت کیلئے ضروری ہے کہ مذکورہ بالا اعضاہ کے علاوہ سر سے پیر تک پورے جسم کو چھپا کر نماز پڑھے خواہ تنہا گھر کے اندر نماز پڑھ رہی ہو ساتھ ہی اس کا کپڑا اتنا موٹا ہو کہ اندر کی چیزیں ظاہر نہ ہوں اس سلسلہ آپ ﷺ

کا ارشاد ہے بغیر دوپٹہ کے بالغہ عورت کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

(ابو داؤد الصلوٰۃ حدیث:٦٤١)

بغیر ازار کے صرف کرتہ اور دوپٹہ میں عورت کی نماز کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر کرتا اتنا لمبا ہو کہ عورت کے اوپری پنجے کو ڈھانک لے تو کوئی حرج نہیں۔ (ابو داؤد الصلوٰۃ حدیث: ٦٤٠)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نماز میں عورت کا ستر سر سے لیکر پیر کے پنجہ تک پورا بدن ہے حتیٰ کہ پنجہ کا ظاہری حصہ بھی ستر میں داخل ہے صرف چہرہ، ہتھیلی اور پیر کے پنجہ کا باہری حصہ ستر میں داخل نہیں ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح ٢/ ٤٧٨)

مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں کے درمیان کا حصہ ہے کم سے کم جس کا نماز میں چھپانا ضروری ہے اسی کے ساتھ کندھوں کو بھی ڈھانکنا ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو۔ (بخاری الصلوٰۃ باب اذا صلی فی ثوب الواحد فلیجعل علی عاتقیہ حدیث: ٣٥٩)

نماز میں کپڑا اور ستر پوشی کا جو ذکر کیا گیا یہ جواز اور کم سے کم کی صورت ہے ورنہ مستحب اور افضل یہ ہے کہ آدمی دو یا اس سے زیادہ کپڑوں میں نماز پڑھے اور جہاں تک ہو سکے مکمل ستر پوشی زینت اور خوشبو وغیرہ کا اہتمام کرے تا کہ اچھی سے اچھی شکل میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اپنے دو کپڑے پہنے کیونکہ

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔

(بیہقی ٢/٢٣٥-٢٣٦)

حضرت حسن بن علیؓ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو ان کو جو سب سے اچھا کپڑا میسر ہوتا اسی کو پہن کر نماز کے لئے کھڑے ہوتے ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی پسند فرماتا ہے اس لئے میں اپنے رب کے لئے خوبصورتی اختیار کرتا ہوں ۔

☆☆☆

اذان دینے کی فضیلت

اذان ایک مقدس عمل اور محبوب عبادت ہے اذان اسلامی شعار اور اسلام کی شناخت ہے انسان کی دنیاوی زندگی کی مکمل مدت اتنی ہی ہے جتنی اذان اور نماز کے بیچ کا وقفہ ہوتا ہے

اذان وقت ولادت نماز بعد وفات

بس اتنی دیر کا جھگڑا تھا زندگی کیلئے

موذن رسول بلال بن رباح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں برابر اذان دیا کرتے تھے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا بلال کیا وجہ ہے کہ میں جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی آہٹ سنتا ہوں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یا رسول اللہ! میرے پاس تو ایسا کوئی مخصوص عمل نہیں ہے البتہ میں جب بھی وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا یہی وہ عمل ہے جو اللہ تعالی کو حد درجہ پسند ہے۔ (بخاری فی الصلوٰۃ)

اذان میں وہ طاقت وقوت ہے کہ جب اس کے کلمات شیطان سنتا ہے تو وہ اتنی دور بھاگتا ہے کہ اسے ہوا خارج ہوجاتی ہے البتہ اذان ختم ہوتے ہی وہ واپس آکر مصلی کو مختلف قسم کے وسوسوں میں ڈالتا ہے اور اس کی رکعتوں کے بارے میں شبہہ پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ مصلی بھول جاتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''من اذن اثنتی عشرة سنة وجبت له الجنة وكتب له تباذينه فی

كل مرة ستون حسنة وباقامته ثلاثون حسنة''

(رواه الحاكم باسنادين وصححه ووافقه الذهبی وصححه البانی الصحيحة ٤٢)

جس نے بارہ سال تک اذان دی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور اس کی ہر اذان کے عوض ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اس حدیث سے اذان دینے کی فضیلت خوب اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے قیامت کے دن اذان دینے والے اونچے درجات پر فائز ہوں گے اور بلند گردن کے ہوں گے۔

اذان دینے میں سادگی اختیار کی جائے بعض لوگ گانے کی طرز پر اذان دیتے ہیں بعض لوگ گیت گاتے ہیں جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اذان کے کلمات کے بجائے موذن کے انداز پر توجہ چلی جاتی ہے البتہ موذن کا خوش الحان بلند آواز اور وقت کا امانت دار ہونا ضروری ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا میں اللہ کے لئے آپ سے محبت کرتا ہوں عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا تم گواہ رہو کہ میں اللہ کے لئے تم سے دشمنی رکھتا ہوں اس نے بڑی حیرت کے ساتھ پوچھا ایسا کیوں اور اس کا سبب کیا ہے؟ تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اسلئے کہ تم اذان میں گانے کا طرز اختیار کرتے ہو اور اپنی اذان پر اجرت لیتے ہو۔ (نظم الفرائد للالبانی ص ٣١٦)

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں نماز کی طرف دعوت دینے کے لئے اذان مقرر ہوئی پھر صبح کی اذان میں دو کلمات کا مزید اضافہ ہوا اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم بس اس پر مزید اضافہ نہیں کیا گیا اذان خود دعوت نماز ہے اس پر مزید اضافہ کی کیا ضرورت تھی لیکن بعد کے لوگوں نے اذان کے بعد یا خلیفة المسلمین یا وزیر صاحب نماز کے

خطابات اپنی طرف سے اوراضافہ کر دیا خود حضرت عمر فاروقؓ کے دور سعید میں ایک شخص نے اذان دی تو بعد میں کہایا امیر المؤمنین الصلوٰۃ الصلوٰۃ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تو مجھے پاگل سمجھتا ہے تم نے اذان دیدی میں نے اذان سن لی ہے اب یہ علیحدہ دعوت نماز کیسی ہے دین میں اس طرح کا غلو آپ نے برداشت نہیں کیا ہے۔

مصر میں جب فاطمیوں کو فتح حاصل ہوئی تو یہ لوگ غالی شیعہ تھے ان لوگوں نے اذانوں میں صحابہ پر تبرّا شروع کر دیا مساجد کے درودیوار پر صحابہؓ کے نام کے ساتھ لعنت کے الفاظ رقم کئے گئے ان لوگوں کے لئے یہ بھی تثویب ہی تھی آج کل ہمارے اس دور میں بریلوی فرقہ کے لوگوں نے اذان میں بہت کچھ اضافہ کر رکھا ہے اذان سے پہلے اور اذان کے بعد کافی دیر تک الصلوٰۃ والسلام کی گردان کی جاتی ہے یہ لوگ اسی مرض کے شکار ہیں جس مرض سے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو روکا ” یَا اَھْلَ الْکِتَابُ لَا تَغْلُوْ فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرِ الْحَقِّ“ حق وہ تھا جس کی حضور ﷺ نے ہمیں تعلیم دی غیر حق یہ ہے کہ جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

مساجد میں اذان کی پابندی ضروری ہے:۔

موذن کا احترام بھی ضروری ہے مگر افسوس ہے کہ آج اذان دینے والے کو اس کے پیشہ سے پہچانا جاتا ہے اور بہت سارے علماء سرمایہ دار اذان دینے سے دور بھاگتے ہیں ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ اذان سے محبت کریں اسلئے کہ اذان نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہے اذان گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے اس واسطہ سفر وحضر ہر حالت میں اذان کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

عامر بن عقبہؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ

تمہارا رب اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے جو صحرا میں پہاڑ کے ٹیلے پر بکریاں چراتا ہے وقت پر اذان دے کر نماز ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انظروا الی عبدی ھذا یوذن ویقیم الصلوٰۃ یخاف منی فقد غفرت لعبدی و ادخلہ الجنۃ (الصحیحة للالبانی : ٤١)

میرے اس بندے کو دیکھو یہ اذان بھی دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے یہ بندہ صرف مجھ ہی سے ڈرتا ہے میں نے اسے بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

نماز کے علاوہ سورج اور چاند گرہن کے وقت ” **الصلوٰۃ جامعة**“ کہہ کر لوگوں کو نماز کیلئے جمع کیا جاتا ہے، میدان جہاد میں بھی اذان دی جاتی ہے مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں ان اذانوں کے ذریعہ پوری دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کیا اسی لئے علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں   تو کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ آج یہ سنت متروک ہو رہی ہے اور اذان دینا صرف غرباء مسکینوں کا کام رہ گیا ہے مالدار تعلیم یافتہ لوگ اذان دینا اپنی توہین سمجھتے ہیں، بعض علماء کرام کا حال یہ ہے کہ امامت وخطابت کے لئے منبر ومصلیٰ پر سبقت کرنا چاہتے ہیں مگر اذان دینے سے دور بھاگتے ہیں، شہروں میں مساجد کے ٹرسٹ شپ کیلئے تو خوب مارا ماری ہوتی ہے اور اس کے لئے دوڑ بھاگ کی جاتی ہے مگر کسی ٹرسٹی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ اذان دیکر اللہ کی مغفرت حاصل کرے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ہماری نظر آخرت کی زندگی پر کمزور ہوتی جارہی ہے اخروی مراتب اور درجات کی بلندی کے بارے میں فکر کرنے کے بجائے دنیوی مصائب اور اقتدار کی کرسی تک محدود ہوتے جارہے ہیں۔

☆☆☆

پوری دنیا میں ہزاروں موذن کی بیک وقت

صدائے توحیدورسالت کی گونج

اگر آپ دنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیں تو آپ جان لیں گے کہ اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے ٹھیک مشرق میں واقع ہے یہ ملک ہزاروں جزیروں کا مجموعہ ہے جن میں جاوا، سماترا، بورر ینو اور سلیز جو بڑے جزیرے ہیں آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا گنجان آبادی ہے اور اس کی موجودہ آبادی اٹھارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے مسلمانوں کی آبادی میں غیر مسلم کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے طلوع سحر سب سے پہلے سلیز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے جس وقت وہاں صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہوتے ہیں اس وقت ڈھاکہ میں رات کے دو بجے ہوتے ہیں طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں اذان شروع ہوجاتی ہے اور بیک وقت ہزاروں موذن اللہ بزرگ وبرتر کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماترا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماترا کے مغربی قصبوں میں اور دیہاتوں میں اذانیں شروع ہونے سے پہلے ہی ملایا میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے جکارتہ سے اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہونچتا ہے بنگلہ دیش میں اذانوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں دوسری جانب یہ سلسلہ کلکتہ سے ممبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورا ہندوستان توحیدورسالت

کے اعلان سے گونج اٹھتا ہے۔

سری نگر اور سیالکوٹ میں اذان فجر کا ایک ہی وقت ہے سیالکوٹ کوئٹہ کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے اس عرصہ میں اذانیں سعودی عرب یمن مصر ، امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں بغداد میں اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے اس دوران میں شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔

اسکندریہ سے استنبول ایک ہی طول بلد پر واقع ہیں مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے اس دوران ترکی میں صدائے توحیدورسالت بلند ہوتی رہتی ہے اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا دورانیہ ہے اس عرصہ میں شمالی افریقہ میں لیبیا اور تیونس اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا ساڑھے نو گھنٹوں کا سفر کرکے بحر اوقیانوس کے مغربی کنارے تک پہونچتی ہے فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہونچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں گونجنے لگتی ہیں یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ میں پہونچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں نماز مغرب کا وقت ہوجاتا ہے مغرب اذانیں سلیبز سے بمشکل سماترا پہونچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہو جاتا ہے جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت

مغربی افریقہ میں ہنوز فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور فرمایا ہے کہ کرۂ ارض پر ایک سکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت سیکڑوں ہزاروں موذن بیک وقت اللہ بزرگ و برتر توحید و رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

موذن نے اذان کیا دی کہ اللہ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کا ڈنکا بج گیا

اس آیت پر بھی غور فرمایئے'' وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ''

اب سمجھ میں آئے گا کہ آپ ﷺ کا تذکرہ کتنا بلند کر دیا تا کہ پوری کائنات میں اس کی گونج سنائی دے اُذرا غور فرمایئے کہ اگر اذان کے بجائے ناقوس دف بجایا جائے تو وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اس انداز سے نہ ہوتا جس انداز سے اذان کے ساتھ ہو رہا ہے یہ اذان ایک طرف نماز کے لئے بلاوا ہے تو دوسری طرف اسلام کے بنیادی عقیدے کا اظہار، یہ بات ناقوس پھونکنے یا دف بجانے سے نہیں بن سکتی تھی۔

(ماہنامہ بینات کراچی)

☆☆☆

اذان

ہر فرض نماز کے ادا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کر دیا ہے وقت ہی کی خبر دینے کے واسطے مسجد میں اذان دی جاتی ہے اذان سننے کے بعد نماز پڑھنے کی غرض سے فوراً مسجد میں جانا چاہیئے اذان دینا بہت ثواب کا کام ہے۔

اذان کے کلمات یہ ہیں

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ یہ دونوں کلمے ایک سانس میں کہو

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ یہ دونوں کلمے ایک سانس میں کہو

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَااللّٰهُ ایک سانس میں کہو

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا (۱) رَّسُوْلُ اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهُ ایک سانس میں کہو

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

(۱) انگوٹھے چومنا ایک بدعت ہے جس کا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے بعض لوگ اس بدعت کو ثابت کرنے کیلئے من گھڑت اور موضوع روایات ذکر کرتے ہیں چنانچہ بریلوی لکھتے ہیں حضرت خضر سے مروی ہے کہ جو شخص ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهُ'' سنکر اذان یا اقامت وغیرہ میں اپنے انگوٹھوں کو چومے گا اور پھر اپنی آنکھوں پر لگائے گا اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

(منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین مندرج در فتاویٰ رضویہ ص ۲۸۲) (باقی اگلے صفحہ پر)

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ — ایک سانس میں کہو

آ ؤنماز کیلئے آ ؤنماز کیلئے

حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ — ایک سانس میں کہو

آ ؤ کامیابی کی طرف آ ؤ کامیابی کی طرف

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ — ایک سانس میں کہو

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — ایک سانس میں کہو

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے

اذان کا طریقہ:۔ جب اذان دینے کا ارادہ ہو تو وضو کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں شہادت کی انگلیوں کے پوروں کو دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈال لیں اور اذان کے کلمے اونچی آواز سے کہیں ہر کلمہ صاف اور صحیح ادا کریں جلدی مت کریں اور **اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ا رَّسُوْلُ اللّٰہ** کلمہ شہادت کو موذن پہلے آہستہ کہیں پھر اس کے بعد بآواز بلند کہیں، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کو تعلیم دی تھی۔

(پچھلے حاشیہ کا بقیہ) مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اس روایت کو امام سخاوی سے نقل کیا ہے جبکہ امام سخاوی نے اس حدیث کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کو کسی صوفی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اس کی سند میں جن راویوں کے اسماء ہیں وہ محدثین کے نزدیک مجہول اور غیر معروف ہیں اور پھر حضرت خضر سے کس نے سنا ہے اس کا بھی کوئی ذکر نہیں (المقاصد الحسنہ للسخاوی ں ۲۳۹)

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں وہ تمام روایات جن میں انگوٹھوں کے چومنے کا ذکر ہے وہ موضوع اور من گھڑت ہیں اسی طرح امام بخاری ملا علی قاری محمد طاہر الفتنی اور علامہ شوکانی وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

اور جب **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** کہیں تو چہرہ دائنی طرف کر لیں اور جب **حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ** کہیں تو بائیں طرف کر لیں مگر صرف چہرہ پھیرو سینہ قبلہ ہی کی طرف رکھیں۔

فجر کی اذان:۔ صبح کی اذان میں **حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ** کے بعد دو مرتبہ دو سانس میں یہ کہیں **اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ** نماز سوئے رہنے سے بہتر ہے۔

تثویب[1] :۔ صبح کی اذان میں **حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ** کے بعد موذن **اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ** کہتے ہیں اس کا نام تثویب ہے جو مسنون ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ’’ **لا تثوبن فی شئ من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر** ‘‘ فجر کے سوا کسی وقت میں تثویب مت کہو پوری امت کا اس حدیث پر عمل ہے۔

(التلخیص الحبیر ص ۷۵)

(پچھلے حاشیہ کا بقیہ) نے ان تمام روایات کو موضوع قرار دیا ہے ملاحظہ ہو:

تذکرۃ الموضوعات للفتنی موضوعات للملا علی قاری الفوائد المجموعہ للامام الشوکانی (تیسیر المقال از امام سیوطی ص ۲۳۹)

[1] تثویب مختلف اوقات میں بدلتی رہی پہلی صدی کے اواخر میں جب خلفاء یا حکام یا عوام مسجد میں پہونچتے تو موذن اذان اور اقامت کے درمیان **قدقامت الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** بار بار کہتا حضرت عبداللہ عمرؓ نے ایک مسجد میں یہ تثویب سنی تو ساتھی سے فرمایا بدعتیوں کی مسجد سے نکل چلو اور وہاں نماز نہ پڑھی۔ (ترمذی ۱/۱۷۷)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں انما کرہ عبد اللہ بن عمر التثویب الذی احدثہ الناس ‘‘

حضرت عبداللہ بن عمر نے اس تثویب کو ناپسند کیا جسے لوگوں نے از خود بنایا تھا اس کے بعد کئی تثویبیں گھڑی گئیں عباسی خلفاء نمازوں میں کم حاضر ہوتے امامت کے فرائض بھی کوئی دوسرا آدمی سر انجام دیتا فاطمیوں کا یہی حال تھا یہ غالی شیعہ تھے اہل بیت کے ذکر سے ساری (باقی اگلے صفحہ پر)

اذان کے بعد کی دعا:۔ جب اذان ختم ہوجائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مُقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ [۳]

اس پوری پکار (اذان) کے اور قیامت تک قائم رہنے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ بنا

(پچھلے حاشیہ کا بقیہ) کی پوری کرتے ان کے زمانے میں خلفاء پر سلام کا نام تثویب رکھ لیا گیا فاطمیوں نے حی علیٰ خیر العمل اور محمد و علیٌ خیر البشر کا اضافہ کیا فاطمیوں کا فتنہ سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ختم ہوا مسنون حجازی اذان دوبارہ جاری ہوئی، یہ تقریباً ۵۶۷ھ کا واقعہ ہے اس کے بعد یہ علاقے ترکوں نے فتح کئے ترک حنفی تھے انھوں نے عراقی اذان جاری کی فقہ حنفی کیلئے مدرسہ جاری کئے اس وقت نہ اذان میں ترجیح تھی نہ اقامت بلکہ اذان و اقامت قریباً یکساں تھی ۷۹۱ھ میں ایک گورنر نے جس کا نام منطاش تھا بعض جاہل فقیروں اور صوفیوں کے مشورے سے ایک جھوٹی خواب گھڑی اور مصر کے داروغہ **نجم الدین الطلبندی** کو سنا کر تثویب کے طور پر آج کی مروجہ صلوٰۃ سے پہلے **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** بلند آواز سے جاری کردی۔

یہ داروغہ بقول مقریزی بڑا راشی جاہل اور ظالم تھا آج کل بعض مساجد میں اذان کے ساتھ جو صلوٰۃ فلمی انداز سے گائی جاتی ہے یہ فاطمی رافضیوں کی سنت ہے اور داروغہ نجم الدین کی ایجاد ہے اسلام میں اس کا کوئی ثبوت نہیں یہ آٹھویں صدی میں شروع ہوئی تھی چند برسوں سے ہمارے ملک میں بھی بریلوی حضرات نے جاری کر لی ہے۔

مقریزی فرماتے ہیں شعبان ۷۹۱ھ میں یہ بدعت مصر اور شام کے تمام شہروں میں عام ہوگئی عوام اور اکثر جاہل سمجھتے ہیں یہ اذان کا لازمی حصہ ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ بعض جہلا دیہات میں اپنے مُردہ پیروں کو سلام کہنے لگے. **انا للہ وانا الیہ راجعون**

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الخطط والآثار مقریزی ج ٤ ص ٤٤ تا ٤٧)

(۲) التلخیص الحبیر ص ۷۵۔

[۳] صحیح بخاری کتاب الآذان باب الدعاء عند النداء ۲/ ۱۲۰ حدیث نمبر ٦١٤

اور بزرگی عطا فرما اور انھیں مقام محمود میں پہونچا جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔

اذان ختم ہونے کے بعد درود ابراہیمی پڑھا جائے پھر دعائے وسیلہ **اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ** آخر تک جو اوپر درج ہے پڑھے۔

اذان کے جواب کی فضیلت:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اذان دے رہا ہو تو بات چیت بند کر کے توجہ سے سنی جائے اور جو کلمہ موذن کہے وہی کلمہ آپ بھی اپنی زبان سے کہیں [۱]

صرف **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** اور **حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ** کے جواب میں **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھا جائے۔

نہیں ہے کوئی طاقت و قوت مگر اللہ کی مدد سے صبح کی اذان کا جواب بھی اسی طرح دیا جائے گا۔

[۱] صحیح مسلم الصلوٰہ باب استحباب القول مثل قول الموذن رقم الحدیث ٣٨٤)

تکبیر (اقامت)

اذان تو دور کے لوگوں کو نماز کے وقت کی خبر دینے کیلئے کہی جاتی ہے لیکن جب فرض نماز کیلئے جماعت کھڑی ہونے لگتی ہے تو آس پاس کے لوگوں کو اس کی خبر دینے کے واسطے پھر وہی اذان والے کلمے دوبارہ کہے جاتے ہیں اس کو تکبیر اور اقامت کہتے ہیں۔

اذان و اقامت میں تھوڑا سا فرق یہ ہے کہ اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہتے ہیں اور تکبیر میں دو ہی مرتبہ ایک سانس میں کہیں گے اس کے علاوہ باقی کلمہ جو اذان میں دو مرتبہ کہے جاتے ہیں ویسے ہی تکبیر میں کہے جائیں گے۔

اذان اور تکبیر میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے بعد ایک سانس میں دو مرتبہ'' قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ '' کہیں گے اور تکبیر کے سب کلموں کو جلد از جلد ادا کریں گے۔

اقامت اس طرح کہی جائے گی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ایک سانس میں

اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ایک سانس میں

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہُ ایک سانس میں

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ ، قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نماز کے کام اور ان کے نام

قبلہ:۔ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے اس کو قبلہ کہتے ہیں اور اس طرف منہ کرنے کو قبلہ رو ہونا کہتے ہیں۔

تکبیر تحریمہ:۔ نماز شروع کرنے کے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

رفع یدین:۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھانا۔

دعاءِ ثنا:۔ وہ دعا جو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

تعوذ:۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا۔

تسمیہ:۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھنا۔

سورہ فاتحہ :۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی پوری سورۃ پڑھنا۔

رکوع:۔ جھکنا

سجدہ:۔ پیشانی کو زمین پر رکھنا۔

تسبیح:۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔

قومہ:۔ رکوع کے بعد کھڑا ہونا۔

تسمیع:۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا۔

تحمید:۔ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا۔

جلسہ:۔ دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا۔

جلسہ استراحت:۔ دونوں سجدوں سے سر اٹھانے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا اس کے بعد دوسری یا چوتھی رکعت پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا، اس بیٹھنے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

قعدہ:۔ اَلتَّحِيَّاتُ کے لئے بیٹھنا۔

تشہد:۔ اَلتَّحِيَّاتُ پڑھنا۔

درود:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ آخر تک پڑھنا۔

تورک:۔ جس رکعت میں سلام پھیرنا ہو اس میں داہنے پاؤں کے پنجے کو زمین پر رکھ کر انگلیاں قبلہ کی طرف مڑی ہوئی رکھنا اور بائیں پاؤں کو داہنی پنڈلی کی طرف نکال کر ران پر رکھنا۔

سلام:۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنا۔

☆☆☆

قبلہ اور سترہ

احکام قبلہ:۔ رسول اللہ ﷺ سواری پر (نفل یا وتر) نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو جدھر سواری کا منہ ہوتا اسی طرف نبی کریم ﷺ کا رخ ہوتا۔

’’کان النبی ﷺ یصلی فی السفر علی راحلته حیث توجهت به یومئی ایماءً صلوٰة اللیل الا الفرائض ویوتر علی راحلته‘‘

(بخاری الوتر باب الوتر فی السفر حدیث: ۱۰۰۰ و مسلم المسافرین باب جواز صلاۃ النافلة علی الدابة فی السفر حیث توجهت حدیث: ۷۰۰)

نبی کریم ﷺ دوران سفر فرضوں کے علاوہ رات کی نماز اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے تھے اور سواری پر وتر پڑھتے تھے۔

اور کبھی رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول بھی دیکھنے میں آتا کہ جس اونٹنی پر نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کا منہ قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع فرما دیتے اس کے بعد نوافل ادا فرماتے رہتے جس طرف بھی سواری کا رخ ہوتا۔

(ابوداؤد الصلوٰة باب التطوع علی الراحله والوتر حدیث نمبر ۱۲۲۵)

اس صورت میں آپ ﷺ رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرتے البتہ سجدہ کی حالت میں رکوع کی نسبت سر کو زیادہ جھکا لیتے۔

(ترمذی الصلوٰة باب ما جاء فی الصلوٰة علی الدابة حیثما توجهت به حدیث: ۳۵۱) اسے ترمذیؒ نے صحیح کہا ہے۔

سترہ کا بیان:۔ یہاں سترہ سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز پڑھتا ہے تاکہ اس کے آگے سے گزرنے والا (سترہ کے آگے سے گزر جائے اور گنہگار نہ ہو) یہ سترہ لاٹھی برچھی ،لکڑی ،دیوار،ستون اور درخت وغیرہ سے ہوتا ہے اور امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اذا وضع احدکم بین یدیه مثل موخرة الرجل فلیصل ولا یبال من مرّ وراء ذلک‘‘

(مسلم الصلاة باب سترة المصلی حدیث:٤٩٩)

جب تمہارا ایک شخص اپنے سامان پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو نماز جاری رکھے اور جو کوئی اس کے سامنے سے گزرے تو اس کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی قریباً ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ لمبی ہوتی ہے (ابوداؤد الصلاة باب ما یستر المصلی حدیث:٦٨٦)

نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو گزرنے کی سزا معلوم ہو جائے تو اسے ایک قدم آگے بڑھنے کے بجائے (چالیس دن، ماہ، یا چالیس سال تک) وہیں کھڑے رہنا پسند ہوگا۔

(بخاری الصلوٰۃ باب اثم المار بین یدی المصلی حدیث: ٥١٠ مسلم الصلوة باب منع المار بین یدی المصلی حدیث: ٥٠٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ کھڑا کرو اور اگر کوئی شخص سترہ کے اندر یعنی نمازی اور سترہ کے درمیان گزرنا چاہے تو اس کی مزاحمت کرو اور اس کو آگے نہ گزرنے دو اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرو بے شک وہ شیطان ہے۔

(بخاری الصلوٰۃ باب یرد المصلی من مر بین یدیه حدیث: ٥٠٩ مسلم الصلوة باب منع المار بین یدی المصلی حدیث: ٥٠٥)

رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔

(بخاری الصلوٰۃ باب قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترة حدیث: ٤٩٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی جتنا لمبا سترہ نہ ہو اور بالغ عورت گدھا یا سیاہ کتا گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور سیاہ کتا شیطان ہے۔

(مسلم الصلوٰۃ باب قدر ما یستر المصلی حدیث: ٥١٠)

☆☆☆

نماز باجماعت کی اہمیت

کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد ایک مسلمان پر عائد ہونے والا اہم فریضہ اقامت صلوٰۃ (نماز کا قائم کرنا ہے) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَاَقِيْمُو االصَّلٰوةَ وَاٰتُوْاالزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ﴾ (البقرة : ٤٣)

اورنماز قائم کرواورزکوٰۃ ادا کرواوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اقامت صلوٰۃ کے اندر دو چیزیں داخل ہیں (۱) وقت کی پابندی (۲) ارکان حدود اورخشوع وخضوع کا اہتمام ظاہری وباطنی طور پر نماز کو عمدگی سے ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً ﴾ (النساء : ١٠٣)

یقیناً نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

یہ آیت کریمہ حالت جنگ میں نماز کی کیفیت اوراس کا طریقہ بیان کرنے کے ضمن میں وارد ہوئی ہے جس سے نماز باجماعت اور وقت کی پابندی کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور جولوگ نمازوں کوان کے مقررہ اوقات سے ٹال کراور تاخیر سے ادا کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ویل (جہنم کی ایک وادی کو) وعید سنائی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ﴾ (الماعون : ٤-٥)

پس ویل ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو نماز ادا کرتے ہیں لیکن جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو نمازوں سے لاپرواہی اور غفلت برتتے ہیں اور سرے سے نماز ادا بھی نہیں کرتے اور مسروق اور ابوالضحیٰ کی تفسیر یہ ہے کہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرکے ادا کرتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

تلک صلوٰة المنافق تلک صلوٰة المنافق تلک صلوٰة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقرا اربعاً لا یذکر اللہ فیھا الا قلیلاً (بخاری مسلم)

یہ منافق کی نماز ہے یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دوسینگوں کے بیچ (ڈوبنے کے قریب) ہو جاتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور اللہ کو بہت کم یاد رکھتا ہے۔

اس حدیث میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو وقت پر نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کرتے اور نماز کے ظاہری اور باطنی ارکان (اعتدال واطمینان اور خشوع وخضوع) کا خیال نہیں رکھتے ان کو منافقین میں شمار کیا گیا ہے۔

درحقیقت نماز باجماعت کی پابندی اوراس کا اہتمام آدمی کے اسلام کی پختگی کی دلیل اور قیامت کے دن اس کی کامیابی کی کلید ہے اور نماز باجماعت سے غفلت ولاپرواہی ایمان کی کمزوری بلکہ نفاق کی علامت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلماً فلیحافظ علیٰ ھولاء الصلوات حیث ینادی بھن فان اللہ شرع لنبیکم سنن الھدیٰ وانھن من سنن الھدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنة

نبیکم لضللتم ولقد رائیتنا وما یتخلف عنھا الامنافق معلوم النفاق ولقد کان الرجل یوتی به یھاریٰ بین الر جلین حتی یقام فی الصف.

(صحیح مسلم المساجد باب صلوٰۃ الجماعة من سنن الھدیٰ حدیث :٦٥٤)

جسے یہ بات بھلی لگے کہ وہ قیامت کو اللہ تعالیٰ سے اسلام کی حالت میں ملاقات کرے اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی پابندی کرے جیسے ہی ان کے لئے نداء (اذان) دی جائے یقیناً اللہ تعالی نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے ہدایت کی راہیں مشروع فرمائی ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کی راہوں میں سے ہیں اور اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں ادا کرنے لگے جیسے کہ پیچھے رہنے والا کرتا ہے تو تم یقیناً اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑنے والے ہوجاؤ گے اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ دی تو ضرور بالضرور گمراہ ہوجاؤ گے میں نے دیکھا کہ ہم میں نمازوں سے پیچھے رہنے والے وہی لوگ تھے جو کھلے منافق تھے (ہماری حالت یہ تھی کہ) بیمار بھی دو آدمیوں کے درمیان سہارا دیکر لا یا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کردیا جاتا۔

عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث صحابہ کرامؓ کی نماز باجماعت کا اہتمام کرنے اور اس کی پابندی پر حرص کی دلیل ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ باجماعت نمازوں میں حاضری ان کے نزدیک ہدایت یابی اور سچے ایمان کی دلیل تھی جب کہ جماعت میں غیر حاضری اور گھروں میں نماز ادا کرنا ان کے نزدیک گمراہی اور نفاق کی علامت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اکیلے شخص کی نماز سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔(بخاری باب الجماعة والاقامة الاذان باب فضل الصلوة الجماعة حدیث: ٦٤٥ و ٦٤٩ ومسلم المساجد باب فضل صلاة الجماعة حدیث: ٦٥١)

جب کوئی شخص اچھا وضو کر کے مسجد جائے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے انھوں نے اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذان سنتے ہو عبداللہ ابن مکتومؓ نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر نماز میں حاضر ہو۔

(مسلم المساجد باب یجب اتیان المسجد علی من سمع النداء حدیث: ٦٥٣)

عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہاری عورت مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگے تو اسے ہرگز منع نہ کرو۔

(بخاری الاذان باب الاستیذان المرأة زوجھا بالخروج الی المسجد حدیث: ٨٧٣)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنی عورتوں کو نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آنے سے منع نہ کرو اگر چہ ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں۔

(ابو داؤد الصلوٰۃ باب فی خروج النساء الی المسجد حدیث: ٥٦٧)

عورتوں کو خوشبو لگا کر اور بے پردہ مسجد جانے کی ممانعت ہے۔

(مسلم الصلوٰۃ باب فی خروج النساء الی المساجد حدیث: ٤٤٣)

مقصد یہ ہے کہ مسجد جانے والی خاتون ہر اس اقدام سے پرہیز کرے جس سے وہ لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنے۔

جماعت میں غیر حاضری پر وعید نبوی:- نماز باجماعت غیر حاضر رہنے پر قباحت اور اس کی برائی کیلئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے گھروں کو

نذر آتش کر دینے کا ارادہ کرلیا تھا جو نمازوں کیلئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لقد هممت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوٰۃ فیوذن لها ثم آمر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیهم بیوتهم

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں اذان کہی جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں کچھ لوگوں کے یہاں جاؤں اوران کے سمیت ان کے گھروں کو جلادوں۔

سلف امت اور نماز باجماعت کا اہتمام:۔ سطور بالا سے نماز باجماعت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے سلف امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین وتبع تابعین رحمہ اللہ کی سیر وسوانح میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے نماز باجماعت کے لئے ان کے اہتمام اور شدت شوق کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ذیل میں اس سلسلہ میں چند واقعات تحریر کی جاتی ہیں جو شاید کسی بندۂ خدا کے لئے چشم کشاں ہوسکیں اور کسی دل میں اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ بیدار ہوجائے۔

(۱) حضرت عدی حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوا میں نماز کے اشتیاق میں رہا اور جب بھی نماز کا وقت ہوا میں اس کے لئے پہلے سے تیار رہا۔

(کتاب الزهد للامام احمد بن حنبل)

(۲) سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ پچاس برس سے میری تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں

ہوئی (طبقات ابن سعد)

انھیں سے دوسرا قول مروی ہے کہ تیس سال کے عرصہ میں موذن نے جب بھی اذان دی میں مسجد میں موجود رہا ہوں (سیر اعلام النبلاء ٤/٢٢١)

(۳) بشر بن الحسن بصریؒ ان کا لقب صفی پڑ گیا کیونکہ انھوں نے بصرہ کی مسجد میں مسلسل پچاس برس تک پہلی صف میں حاضر رہنے کا اہتمام والتزام کیا تھا (تهذیب التهذیب ۱/۲۸۲)

(۴) امام وکیع بن الجراحؒ مشہور محدث سلیمان بن مہران الاعمش کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تقریباً ستر سال تک کبھی ان کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہیں ہوئی تھی۔

(سیر اعلام النبلاء ٦/٢٨٢)

(۵) مشہور محدث امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اذان سے پہلے مسجد میں حاضر ہونے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اس نالائق اور سست غلام کی طرح نہ ہو جاؤ جو مالک کے بلائے بغیر حاضر نہیں ہوتا نماز کے لئے اذان ہونے سے پہلے پہلے مسجد میں حاضر ہوجایا کرو۔ (التصیرة ۱/۱۳۷)

نماز باجماعت کے متفرق مسائل:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذااقیمت الصلوٰۃ ووجدکم احدکم الخلاء فلیبتدأ بالخلاء"

(ابو داؤد الطهارة باب ما جاء اذا اقیمت الصلاة ووجد احدکم الخلاء حدیث نمبر ۱٤۲)

اگر جماعت کھڑی ہوجائے اور کسی شخص کو پائخانہ پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتو پہلے اس سے فراغت حاصل کرے پھر نماز پڑھے۔

جس جگہ تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے۔

(ابوداؤد الصلاۃ باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ حدیث نمبر ٥٤٧ نسائی ٢/١٠٦،١٠٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر شام کا کھانا تیار ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرو

عبداللہ بن عمرؓ کا کھانا تیار ہوتا اور جماعت بھی کھڑی ہو جاتی تو وہ اس وقت تک نماز کے لئے نہ آتے جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاتے حالانکہ وہ امام کی قرأت بھی سن رہے ہوتے۔

(بخاری الجماعۃ والامامۃ (الاذان) باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوٰۃ حدیث:٦٧٣)

شدید بیماری اور بارش کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔(بخاری الجماعۃ والامامۃ (الاذان) باب الرخصہ فی المطر والرحلۃ ان یصلی فی راحلتہ حدیث:٦٦٦)

☆☆☆

صف بندی کے احکام

افسوس آج مسلمانوں کی بہت ساری مسجدوں میں دیکھنے کو ملتا ہے صف بندی کی طرف بالکل دھیان ہی نہیں دیا جاتا ہے مقتدی جیسے چاہیں صف بنا کر کھڑے ہو جائیں اور امام صاحب کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کہ وہ مصلیٰ پر کھڑے ہوتے وقت پیچھے مڑ کر مقتدیوں کی طرف نظر ڈالیں صف مکمل ہے بھی یا ایک طرفہ ہے سیدھی ہے یا ٹیڑھی ہے؟ سچ پوچھیں تو وہ امامت کے لائق ہی نہیں جو مصلیٰ پر کھڑے ہونے کے بعد صحیح ڈھنگ سے صف بندی نہ کرائیں اور مقتدیوں کو اسبال ازار سے منع نہ کریں [1]

ذیل میں چند احادیث نقل کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق نماز میں صفوں کی درستگی سے ہے

(۱)عن انس رضی اللہ عنہ قال ! اقیمت الصلوٰۃ فاقبل علینا رسول اللہ ﷺ بوجھۃ فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا"

(بخاری حدیث نمبر ۷۱۹ مسلم :۹۷۵)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب بھی تکبیر کہی گئی رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اپنا چہرۂ انور ہماری طرف پھیرا اور فرمایا صف سیدھی کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو جاؤ۔

---

[1] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا میری تہبند ضرورت سے زیادہ نیچی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا "یا عبد اللہ ارفع ازارک " اے عبداللہ اپنی لنگی اونچی کرو میں نے کچھ اوپر کر لی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اور اونچی کرو چنانچہ میں ہمیشہ اس کا خیال کرتا رہا یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کہاں تک؟ فرمایا نصف پنڈلیوں تک۔(مسلم اللباس والزانیۃ : ٥٤٦٢)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا لنگی پائجامہ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۲) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم میں کا ہر شخص اپنے کندھے کو ایک دوسرے کے کندھے اور قدم کو دوسرے کے قدم سے ملا لیتا تھا (بخاری: ۷۲۵)

(۳) عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال ألا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها فقلنا يا رسول الله ﷺ وكيف تصف الملائكة عند ربها قال يتمون الصفوف الأول ويتراصون في الصف. (مسلم: ۹۶۷)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ تم کیوں نہیں اس طرح صف بندی کرتے جس طرح کہ صف بندی فرشتے اپنے رب کے سامنے کیا کرتے ہیں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ فرشتے کس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے صف بندی کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگلی صفوں کو پوری کرتے ہیں اور خوب مل کر صف بناتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید نے نقشہ کھینچا ہے گویا شیشہ پگھلا (پلا) کر عمارت کی دیوار قائم کی گئی ہو، کوئی کج روی اور سوراخ نہ ہو۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) وغیرہ کی پسندیدہ حد نصف پنڈلیوں تک ہے اگر تمہیں یہ گوارا نہ ہو تو تھوڑی اور نیچی کر لو اور اس پر بھی بس نہ ہو تو پنڈلیوں کی آخری حد تک رکھو لیکن لنگی وغیرہ کا کوئی حصہ ٹخنوں پر یا زیر ٹخنہ رکھنا درست نہیں ہے امام نسائی ۵۳۳۱ اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

اس حدیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ پائجامہ لنگی وغیرہ کا پسندیدہ مقام آدھی پنڈلی ہے دوسرا درجہ اس سے کچھ نیچے کا ہے اور پھر تیسرا درجہ ٹخنے سے اوپر کا ہے لیکن اس سے نیچے لٹکانا کسی طرح درست نہیں بلکہ حرام ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان کیلئے ازار کی دو حدیں بیان کی گئی ہیں ایک حد مستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ مومن ازار آدھی پنڈلی تک پہونچنے پر اکتفاء کرے اور دوسری حد (باقی اگلے صفحہ پر)

(۴) نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو، لوگو! اپنی صفیں درست کرو، لوگو! اپنی صفیں برابر کرو سنو اگر تم نے صفیں سیدھی نہ کیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔

پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی سے ٹخنے سے ٹخنا گھٹنے سے گھٹنا اور کندھے سے کندھا چپکا دیتا تھا۔ (ابو داؤد أبواب الصفوف باب تسوية الصفوف حديث: ٦٦٢)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) جواز کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ازار کی آخری حد ٹخنوں تک ہے یعنی کہ اوپر تک۔

(فتح الباری ۱۰/۲۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو ازار، لنگی، پائجامہ، پینٹ وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے (صحیح سنن النسائی الزانیة باب اسبال الازار)

ایک مومن بندے کو یہ کیسے گوارہ ہونا چاہیئے کہ وہ کوئی ایسا عمل کرے جس سے اس کا پیار کرنے والا رب اس سے روٹھ جائے اس سے ہم کلامی بند کر دے اور گناہوں سے بوجھل اس کے کاندھوں کو آزاد نہ کرے بلکہ اب رحمت کی جگہ غضب اور پیار کی جگہ نفرت اور عفو و درگزر کی جگہ بیزاری آجائے اور خلاصی کے بجائے سزا سنائی جائے غرور گھمنڈ سے لباس ٹخنے سے نیچے پہننا یہ جرم ہے اس وقت عنداللہ اور زیادہ باعث نفرت اور سبب غضب ہو جاتا ہے جب ایسا کرنے والا شخص تکبر اور فخر کے طور پر کرے کیونکہ اللہ کو تکبر اور فخر کرنے والے ناپسند ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے بھی شیخی اور تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی طرف نہیں دیکھے گا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اگر میں بار بار نہ خیال کروں تو میرے کپڑے کا ایک کونہ گھسٹا رہتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر تم ایسا غرور کے طور پر نہیں کرتے۔

(بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بعد باب قول النبی ﷺ لو کنت: ۳۶۶۵)

عن انس رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال سوّو صفوفکم فانی تسویة الصفوف من اقامة الصلوٰة .

(بخاری باب اقامة الصف من تمام الصلوٰة حدیث: ۷۲۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اپنی صفوں کو برابر کرو بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ خیرکم الینکم مناکب فی الصلوٰة (صحیح سنن أبی داؤد ۱/۱۳۱)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جس کے کندھے نماز کی صف بندی وسیدھی کرنے والے کے ہاتھوں میں سب سے زیادہ نرم وملائم ہو۔

عن نافع ان عمر رضی الله عنه کان یامر بتسویة الصفوف فاذا جاء فاخبروا ان قد استوت کبّر (مؤطا امام مالك ۱/ ۱۵۸)

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کو صف سیدھی کرنے کا حکم دیتے اور جب وہ لوگ واپس آ کر صفیں درست و برابر ہونے کی خبر دیتے تب تکبیر تحریمہ کہتے۔

صفوں کی ترتیب :۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کی صفوں میں ثواب کے لحاظ سے سب سے بہتر اول صف ہے اور سب سے بری آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بری پہلی صف ہے اور سب سے بہتر آخری صف ہے۔(مسلم الصلوٰة باب تسویة الصفوف حدیث : ٤٤٠)

صف بندی کے مراتب :۔ حضرت ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیلئے کھڑے ہوئے پہلے مردوں نے صفیں باندھیں پھر لڑکوں نے اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر فرمایا میری امت کی نماز اسی طرح ہے۔(ابوداؤد أبواب الصفوف)

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا :۔ صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہیئے رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے لوٹانے کا حکم دیا (حوالہ سابق)

صف بندی اور نماز کے لئے کھڑے ہونے کا وقت :۔

اس مسئلہ میں راجح یہ ہے کہ اگر امام مسجد میں ہو تو بہتر یہ ہے کہ مقتدی حضرات ابتدائے اقامت سے ہی کھڑے ہو کر صفوں کو درست کریں تاکہ صفوں کو اچھی طرح درست کر کے سنت کے مطابق نماز ادا کی جاسکے امام زہری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

ان الناس کانوا ساعة یقول الموذن الله اکبر الله اکبر یقیم الصلوٰة یقوم الناس الیٰ الصلوٰة فلا یأتی النبی ﷺ مقامة حتی یعدل الصفوف (مصنف عبد الرزاق ۱/۵۰۷)

جس وقت موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر نماز کیلئے اقامت کہتا تھا لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوجاتے تھے اور نبی ﷺ کے اپنے مقام پر تشریف لانے سے قبل ہی صفیں درست ہوجاتی تھیں۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان الصلوٰة کانت تقام لرسول الله ﷺ فیاخذالناس مصافهم قبل ان یقوم النبی ﷺ مقامه (صحیح مسلم ۵/۱۰۲ مع النووی)

رسول اللہ ﷺ کی امامت کے لئے اقامت کہی جاتی تھی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے اپنے مقام پر کھڑے ہونے سے قبل ہی اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے۔

اور اگر امام مسجد میں نہ ہو تو جس وقت وہ مسجد میں آنے کیلئے نکلتے ہوئے نظر آئے مقتدیوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے قبل کھڑے ہونے کی حضرت ابوقتادہؓ کی حدیث میں ممانعت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

" اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوم حتی ترونی قد خرجت" (متفق علیه)

جب نماز کیلئے اقامت ہو تو جب تک مجھے دیکھ نہ لو کہ میں نکل پڑا ہوں کھڑے نہ ہو۔

نیز اس سے قبل کھڑے ہونے میں لوگوں کیلئے مشقت و پریشانی بھی ہے کیونکہ اگر امام دیر سے آیا تو طول قیام سے انہیں تکلیف ہوگی۔

امام اور مقتدی سبھی موذن کی اقامت سے فراغت اور صفوں کی درستی کے بعد نماز شروع کریں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل اسی طرح تھا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے اس حال میں نکلے کہ اقامت ہو چکی تھی اور صفیں درست ہو چکی تھیں آپ ﷺ جب مصلیٰ پر کھڑے ہو گئے اور ہم تکبیر تحریمہ کا انتظار کرنے لگے تو آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی جگہوں پر رہو پھر آپ ﷺ گھر سے غسل کر کے تشریف لائے اور نماز شروع کی (متفق علیہ)

دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اقامت ختم ہونے کے کتنی دیر کے بعد تکبیر تحریمہ کہی اور نماز شروع کی۔

اور نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ جب ہم نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو درست کرتے پھر جب ہم ٹھیک ہو جاتے تکبیر تحریمہ کہتے۔

(رواہ ابوداؤد وقال الالبانی اسنادہ صحیح علی شرط مسلم مشکاۃ المصابیح ۱ /۳٤۳)

ان کے علاوہ اور کئی واضح دلیلیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت سے فراغت اور صفوں کی درستی کے بعد نماز شروع کرنا چاہیئے۔

☆☆☆

امام کی اقتداء

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

یومّ القوم اقرؤھم الکتاب اللہ فان کانوا فی القرآۃ سواء فاعلم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواءً فاقدمھم ھجرۃ فان کانوا فی الھجرۃ سواء فاقد مھم سلما ولا یومن الرجل الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہ علیٰ تکرمتہ الاّ باذنہ

لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیئے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن اچھی طرح (صحیح پڑھنا) جانتا ہو اور اگر قرأۃ میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (یعنی سب سے زیادہ احکام ومسائل کی حدیثیں جانتا ہو) اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو اور بلا اجازت کوئی شخص کسی کی جگہ امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔(صحیح مسلم المساجد باب من احق بالامامۃ حدیث: ٦٧٣)

اماموں پر وبال:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لئے ثواب ہے اور ان کے لئے ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (یعنی رکوع وسجود عدم اطمنانیت اور قومے جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی تو تمہارے (مقتدیوں کے) لئے تو ثواب ہے اور ان کے لئے وبال جان ہے۔

(بخاری الجماعۃ والامامۃ (الاذان) باب اذا لم یتم الامام واتم من خلفہ حدیث:٦٩٤)

نابینا و نابالغ کی امامت:۔ اگر کتاب اللہ کسی نابالغ بچے کو زیادہ یاد ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے حضرت عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں کہ اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا پس مجھے امام بنایا گیا حالانکہ میری عمر سات سال کی تھی۔

(بخاری المغازی باب ٥٤ حدیث: ٤٣٠٢)

نابینا کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ ابن مکتوم کو امام مقرر کیا تھا حالانکہ وہ نابینا تھے (ابو داؤد الصلاۃ باب امامۃ الاعمیٰ حدیث: ٥٩٥)

اگر کوئی آدمی کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس سے بڑا کوئی عالم وہاں آجائے تو اس صورت میں بھی امامت کا مستحق بھی وہی امام ہوگا البتہ اگر وہ چاہے تو دوسرے کو امام بنا سکتا ہے۔

عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے لیکن وہ مردوں کی امام نہیں بن سکتی البتہ اس کی امامت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلی صف میں عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو کر نماز پڑھائے گی۔

اگر دو آدمی ہوں تو دونوں برابر کھڑے ہوں اس طرح سے کہ ان میں سے ایک شخص امام بنے اور دوسرا مقتدی ہو جو مقتدی ہو وہ داہنی طرف کھڑا ہو اور جو امام ہو بائیں طرف۔

اگر دو آدمی نماز پڑھ رہے ہوں اور پھر بعد میں کوئی تیسرا آدمی آجائے تو اس کو چاہیئے کہ امام کو آگے کر دے اور خود صف میں شامل ہو جائے یا امام خود ہی آگے بڑھ جائے اور اگر آگے بڑھنے کی گنجائش نہ ہو تو ہاتھ کے اشارے سے مقتدیوں کو پیچھے کر دے صف میں خوب مل کر کھڑا ہونا چاہیئے دونوں آدمیوں کے بیچ میں خالی جگہ نہ رہنی چاہیئے بچوں کو بڑے آدمیوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔

عورتوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کریں اگر عورت مسجد میں جانا چاہے تو شوہر کی اجازت سے باپردہ جماعت میں شریک ہوسکتی ہے البتہ عطر، سینٹ یا بھڑک دار زیور نہ پہن کر جائیں یا خوشبو کپڑوں اور بدن میں لگائے ہوئے ہوں۔

کئی عورتیں ہوں تو جماعت بھی کرسکتی ہیں لیکن جو عورت امام ہو وہ مرد کی طرح صف سے آگے نہ کھڑی ہو بلکہ صف کے بیچ میں عورتوں کے برابر کھڑی ہو۔

باجماعت نماز میں امام کی اقتدا ضروری ہے تمام ارکان میں مقتدی کو امام کے تابع رہنا چاہیئے رکوع وسجود وغیرہ ارکان میں امام سے سبقت کرنا حرام ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ امام کے ساتھ بھی ادا کرنا درست نہیں ہرصورت میں امام کے بعد ہی ارکان کو ادا کرنا چاہیئے احادیث میں اس کی تائید وضاحت سے مرقوم ہے۔

''عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اَمَا يأمن الذی يرفع رأسه فی صلوته قبل الامام ان يحول الله صورته فی صورة حمار'' (صحيح مسلم ۱/۱۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی نماز میں امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اسے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ اس کی شکل گدھے کی سی بنادے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ گھوڑے سے گر گئے وہیں نماز کا وقت ہوگیا آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا:

انما جعل الامام ليوتم به فاذا كبّر فكبّروا واذا سجد فاسجدوا واذا رفع فارفعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لک الحمد واذا صلّیٰ قاعداً فصلوا قعوداً اجمعون (صحيح مسلم ۱/ ۷۷)

امام اسلئے ہوتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو جب امام سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ جب امام **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** کہے تو تم **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہو جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا عمل آپ ﷺ کی ہنگامی بیماری میں ہوا لیکن حضور ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہوکر نماز پڑھی'' **وكان ابو بكر يصلی وهو قائم بصلوة النبی ﷺ والناس يصلون بصلوة ابی بكر والنبی ﷺ قاعداً** '' (الرسالة الصلوة ص ۳۵۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر حضور ﷺ کی اقتدا فرما رہے تھے لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے حضور ﷺ کا آخری فعل یہی ہے کہ اگر امام بیٹھا ہو تو مقتدی اس کی اقتدا کھڑے ہوکر کرسکتا ہے حضور ﷺ کا آخری فعل زیادہ قابل عمل ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث مذکور کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب امام تکبیر کہہ چکے تو مقتدی اس کے بعد تکبیر کہے جب امام سجدے میں چلا جائے تو تم سجدے میں جاؤ اور جب امام سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ جب وہ **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ** کہہ چکے تو تم **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہو اس سے ظاہر ہے کہ مقتدی کو ہر فعل اس وقت کرنا چاہیئے جب امام وہ کام کر چکے نہ امام سے پہلے جانا چاہیئے نہ اس کے ساتھ بلکہ امام کے بعد وہ رکن ادا کرے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

انه من نظر الی من سبق الامام فقال له فصليت وحدک ولا صليت مع الامام ثم ضربه وامره ان يعيد الصلوة (حوالہ مذکور)

انھوں نے ایک شخص کو امام سے سبقت کرتے دیکھا تو فرمایا نہ تم نے اکیلے نماز ادا کی نہ امام کی اقتدا کی اسے مارا اور کہا کہ نماز لوٹاؤ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ امام سے پہلے یا امام کے ساتھ تمام ارکان ادا کرنا غلط ہے امام جب رکوع وسجود میں چلا جائے اور اس کی تکبیر کی آواز ختم ہوجائے تو مقتدی کو اس وقت رکوع وسجود وغیرہ امور شروع کرنا چاہئیں۔

ہمارے ملک میں یہ غلطی عام ہے تمام طبقات یہ غلطی کرتے ہیں اگر سبقت نہ کریں تو امام کے ساتھ ضرور ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ صاف حدیث کے خلاف ہے خطرہ ہے کہ نماز ضائع ہوجائے۔

امام کی اطاعت کا شرعاً یہی مطلب ہے کہ یہ تمام ارکان وغیرہ امام پہلے ادا کرے مقتدی اس وقت شروع کرے جب امام رکن میں مشغول ہوجائے۔

حدیث کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے نہ امام سے سبقت درست ہے نہ امام کی معیت بلکہ امام جب رکن میں مشغول ہوجائے اس کے بعد مقتدی امام کے ساتھ شریک ہو۔

اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے تمام ائمہ کے نزدیک اقتدا کی یہی صورت ہے تعجب ہے کہ تمام مکاتب فکر اس غلطی میں مبتلا ہیں بریلوی حضرات تو بدعات میں اس قدر محو ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو سنت کی محبت سے خالی کر دیا ہے وہ ہر وقت نئی سے نئی بدعتوں کی تلاش میں پریشان ہیں حضرات اہل حدیث اور دوسرے گروہ بھی اس غلطی میں ازاول تا آخر مبتلا ہیں الاّ من رحم اللہ۔

امام احمد رحمہ اللہ کا ارشاد کس قدر درست ہے:

”لو صليت في مأة مسجد ما رائت اهل مسجد واحدا يقيمون

على ما جاء عن النبي ﷺ وعن اصحابه رحم الله عليهم “

(رساله الصلوة لاحمد ص ١٥٤)

آپ سو مسجدوں میں نماز ادا فرمائیں کسی میں بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ کے طریق پر آپ کو نماز نہیں ملے گی۔

☆☆☆

نمازوں کے اوقات

جب معراج سے رسول اللہ ﷺ راتوں ہی رات تھوڑی دیر میں واپس آ گئے تو پھر دوسرے ہی دن حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پانچوں نمازوں کے اوقات بتا گئے۔ پانچوں نمازوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) فجر کی نماز (۲) ظہر کی نماز (۳) عصر کی نماز (۴) مغرب کی نماز (۵) عشاء کی نماز

فجر کی نماز کا وقت:۔ صبح صادق [۱] سے آفتاب نکلنے سے ذرا سا پہلے تک فجر کی نماز کا وقت ہے اگر سورج کا کنارہ ذرا سا بھی نکل آئے تو صبح کی نماز کا وقت ختم ہو گیا وقت تو سورج نکلنے تک ہے مگر بہتر یہ ہے کہ یہ نماز غلس ہی میں پڑھی جائے غلس میں فجر کی نماز پڑھنا افضل ہے رسول اللہ ﷺ غلس [۲] ہی میں صبح کی نماز ادا فرماتے تھے

ظہر کی نماز کا وقت:۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جب ہر چیز کا سایہ سایہ اصلی [۳] کے علاوہ اس کے برابر ہو جائے تو عصر کی نماز کا وقت آ جاتا ہے ظہر کی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

---

[۱] سورج نکلنے سے تخمیناً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پورب کی طرف سے ایک سفیدی لمبی سی نیچے سے اوپر کی طرف چڑھتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے اس کو صبح کاذب (جھوٹی صبح) کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد یہ سفیدی غائب ہو جاتی ہے اس کے بعد ہی دوسری روشنی پورب کی طرف آسمان کے کنارے دائیں بائیں طرف پھیلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسی کو صبح صادق (سچی صبح) کہتے ہیں۔ [۲] غلس صبح صادق ہو جانے کے بعد کچھ کچھ اندھیرا باقی رہتا ہے اس کو عربی میں غلس کہتے ہیں [۳] ٹھیک دوپہر میں جب سورج بیچ آسمان میں اور ہمارے سر کے سامنے معلوم ہوتا ہے اسی وقت کسی چیز کا جو سایہ ہوتا ہے اسکو سایہ اصلی کہتے ہیں یہ گرمیوں میں کم اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عصر کی نماز کا وقت:۔ ہر چیز کا سایہ سایہ اصلی کے علاوہ جب ایک مثل ہو جاتا ہے تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے کے پہلے تک رہتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دھوپ میں پیلا پن آنے سے پہلے ہی عصر کی نماز پڑھ لی جائے کیونکہ دھوپ پیلی ہو جانے کے بعد یہ وقت مکروہ ہو جاتا ہے اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مغرب کی نماز کا وقت:۔ مغرب کی نماز کا وقت آفتاب ڈوبنے کے فوراً بعد شروع ہو جاتا ہے سورج ڈوبنے کے بعد پچھّم کی طرف آسمان میں جو سرخی نظر آتی ہے اس سرخی کو شفق کہتے ہیں اس کے باقی رہنے تک مغرب کی نماز کا وقت باقی رہتا ہے جب یہ سرخی غائب ہو جاتی ہے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عشاء کی نماز کا وقت:۔ شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔

ادا اور قضاء:۔ نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات کے اندر پڑھنے کو ''ادا'' کہتے ہیں اور کسی نماز کو اس کے مقررہ وقت کے بعد پڑھنے کو قضاء کہتے ہیں جہاں تک ممکن ہو کسی نماز کو قضاء نہ ہونے دینا چاہیئے ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ہی پڑھ لینا چاہیئے خاص کر عصر کی نماز میں تو اتنی بھی دیر نہ کرنی چاہیئے کہ مکروہ وقت آ جائے۔

تنبیہ:۔ نمازوں کے یہ اوقات جس طرح مردوں کے لئے ہیں اسی طرح عورتوں اور بچوں کے لئے بھی ہیں بعض عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جب تک مرد نماز نہ پڑھ لیں یعنی ان کی جماعت نہ ختم ہو جائے عورتوں کو نماز نہ پڑھنی چاہیئے سو یہ بات بالکل غلط ہے اور یہ نری جہالت ہے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) سردیوں میں زیادہ ہوتا ہے اس سایہ اصلی کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو کہیں گے کہ سایہ ایک مثل ہو گیا اسی ایک مثل سایہ تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور جب سایہ دوگنا ہو جائے گا تو کہیں گے کہ سایہ دو مثل ہو گیا۔

نماز کی قسمیں

نماز کی دو قسمیں ہے (۱) فرض (۲) نفل (سنت)

(۱) فرض :۔ وہ نماز ہے جس کے ادا کرنے کا صاف اور صریح حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے جس کا چھوڑنے والا سخت گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے جس کا نہ ماننے والا مسلمان نہیں ہے۔

(۲) نفل :۔ فرض کے علاوہ جتنی نمازیں ہیں وہ سب نفل ہیں (یعنی سنت) نفل کے معنی زائد یعنی یہ نماز فرض نماز پر زیادہ اور اس کے علاوہ ہے نفل ہی میں سے بعض نمازیں وہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود پڑھتے رہے ہیں یا پڑھنے کیلئے فرمایا ہے ان کا شوق دلایا ہے اور تاکید کی ہے ان کو سنت موکدہ یا سنت کہتے ہیں۔

نماز صبح کی رکعات اور کیفیت :۔ صبح کی نماز دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض ہے پہلے سنت پڑھ کر اس کے بعد فرض پڑھنا چاہیئے ہاں اگر مسجد میں آئیں اور دیکھیں کہ نماز شروع ہو چکی ہے تو جماعت میں شامل ہو کر پہلے فرض پڑھیں اس کے بعد پھر سنت پڑھیں بعض لوگ جو ایسا کرتے ہیں کہ جماعت میں شامل نہیں ہوتے بلکہ مسجد ہی میں صف کے آس پاس ہی پہلے سنت پڑھنے لگ جاتے ہیں تو ایسا نہیں کرنا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے[۱] سنت کی دونوں رکعتوں میں قرأت دعا وغیرہ سب آہستہ پڑھنا

[۱] حدیث شریف میں ہے اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الاّ المکتوبۃ التی اقیمت و ایضاً قال اتصلی الصبح اربعاً کذا فی الفتح

چاہیئے اور فرض کی دونوں رکعتوں میں قرأت اونچی آواز میں کرنا چاہیئے اور دعائیں سب آہستہ پڑھنی چاہیئے اکیلے نماز پڑھنا ہو یا امام ہو تو فرض نماز میں قرأت کی طرح تکبیرات[۱]، تسمیع[۲]، تحمید[۳] سلام[۴] بھی زور سے کہے اور اگر مقتدی[۵] ہو تو آہستہ کہے صبح کی دو رکعت پڑھ کر داہنی کروٹ پر تھوڑی دیر لیٹ جانا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

نماز ظہر کی رکعات اور کیفیت :۔ ظہر کی نماز سے پہلے سنت چار یا دو رکعت ہے اس کے بعد فرض چار رکعت پھر سنت دو رکعت گویا ظہر کے وقت کل دس یا آٹھ رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔

سنت میں سب چیزیں آہستہ پڑھی اور کہی جائیں گی اور فرض میں سوائے تکبیرات تسمیع تحمید، سلام کے سب چیزیں آہستہ کہی اور پڑھی جائیں گی یہ چاروں چیزیں وہی زور سے کہے جو منفرد[۶] ہو یا امام ہو مقتدی اس کو بھی آہستہ کہے۔

عصر کے نماز کی رکعات اور کیفیت :۔ عصر کی چار رکعتیں فرض ہیں اور اس میں قرأت[۷] اور دعائیں سب آہستہ پڑھی جائیں گی ہاں منفرد اور امام تکبیرات، تسمیع تحمید، سلام کو زور سے کہے مقتدی ان کو بھی آہستہ ہی کہے عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہ پڑھنی

[۱] تکبیرات یعنی اللہ اکبر کہنا

[۲] تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہنا

[۳] تحمید یعنی ربنا لک الحمد کہنا

[۴] سلام یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا

[۵] جماعت میں شامل ہو کر جو امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اس کو مقتدی کہتے ہیں

[۶] اکیلے نماز پڑھنے والے کو منفرد کہتے ہیں

[۷] نماز میں قرآن پڑھنے کو قرأت کہتے ہیں

چاہیئے ہاں اگر کوئی قضا نماز پڑھنی ہو تو اس کو پڑھ لے عصر کی نماز سے پہلے اگر چاہے تو دو یا چار رکعت سنت پڑھ سکتا ہے۔

نماز مغرب کی رکعات اور کیفیت:۔ مغرب کی نماز تین رکعت فرض ہے اس طرح سے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں منفرد اور امام قرأت زور سے کریں اور تیسری رکعت میں آہستہ۔ مقتدی سب رکعتوں میں سورہ فاتحہ آہستہ سے پڑھے اس کے علاوہ وہی صورت یہاں بھی ہے جو فجر، ظہر ، عصر کی رکعتوں میں بیان کی گئی ہے مغرب کی نماز کے بعد سنت دو رکعت ہے فرض سے پہلے بھی دو رکعت پڑھ سکتے ہیں۔

نماز عشاء کی رکعات اور کیفیت:۔ عشاء کی نماز چار رکعت فرض ہے اس کے بعد دو رکعت سنت ہے عشاء کی چار رکعتوں میں سے پہلی اور دوسری رکعت میں قرأت زور سے کی جائے گی اور تیسری اور چوتھی رکعت میں آہستہ اس کے علاوہ وہی صورت یہاں بھی ہے جس کا بیان گذر چکا ہے۔

سرّی اور جہری نماز:۔ سرّ کے معنی آہستہ اور جہر کے معنی اونچی آواز جن نمازوں میں قرأت آہستہ کی جاتی ہے اس کو سری نماز کہتے ہیں جیسے ظہر کی نماز اور عصر کی نماز اور جن نمازوں میں قرأت زور سے کی جاتی ہے ان کو جہری نماز کہتے ہیں جیسے صبح فجر کی نماز مغرب اور عشاء کی نمازیں۔

فرض نمازوں کے رکعتوں کی تعداد:۔ نماز فجر دو رکعت نماز ظہر چار رکعت نماز عصر چار رکعت نماز مغرب تین رکعت نماز عشاء چار رکعت یعنی پانچوں وقت میں کل سترہ رکعات فرض ہیں۔

سنن رواتب:۔ نماز فجر صبح کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت اور ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت اور فرض کے بعد دو رکعت اور نماز مغرب کے فرض کے بعد دو رکعت اور نماز عشاء کے فرض کے بعد اور وتر سے پہلے دو رکعت یہ کل بارہ رکعتیں ہوئیں ان کو سنن رواتب کہتے ہیں۔

فجر کی سنتوں کی خاص تاکید ہے اسلئے ان کو سنت مؤکدہ بھی کہتے ہیں۔

ائمہ مساجد کو نماز اول وقت پڑھانی چاہیئے:۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تجھ پر ایسے امام (حاکم) ہوں گے جو نماز میں دیر کریں گے یا اس کے وقت سے قضا کریں گے میں نے کہا کہ آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر پڑھ پھر اگر تو اس نماز کی (جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لے بتحقیق یہ نماز تیرے لئے نفل ہوگی [1]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق تم پر میرے بعد ایسے امام ہوں گے جن کو بعض چیزیں وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھیں گی یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا پس نماز وقت پر پڑھو (اگرچہ تنہا پڑھنی پڑے) پھر ایک شخص بولا اے اللہ کے رسول ﷺ میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں [2]

---

[1] مسلم المساجد کرا ھیة تاخیر الصلوٰة عن وقتها المختار حدیث:٦٤٨

[2] ابوداؤد الصلوٰة باب اذا اخر الامام الصلوٰة عن الوقت حدیث ٤٣٣ اسکی سند صحیح ہے

نماز کے ممنوعہ اوقات:۔ نبی ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد (نفل) پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج خوب ظاہر ہو جائے اور نماز عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج اچھی طرح غائب ہو جائے کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے [۱]

اور ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنی منع ہے [۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عصر کے بعد نماز نہ پڑھو مگر یہ کہ سورج بلند ہو [۳]

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت مطلق نہیں ہے چنانچہ حضرت کریب مولی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں آپ ﷺ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ احکام دین سیکھنے کے لئے آئے تھے انھوں نے (یعنی ان کے ساتھ میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو سنتوں سے باز رکھا پس یہ وہ دونوں رکعتیں تھیں جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں [۴]

---

[۱] بخاری مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس حدیث ۵۸۱ و مسلم صلوٰۃ المسافرین باب الاوقات التی نہی من الصلوٰۃ فیہا حدیث: ۸۲۵۔ ۸۲۸ سینگوں کے درمیان طلوع آفتاب کا اضافہ مسلم میں ہے۔

[۲] صحیح مسلم حوالہ مذکور حدیث: ۸۳۱ [۳] ابو داؤد الصلوٰۃ باب من رخص فیہما اذا کانت الشمس مرتفعۃ حدیث: ۱۲۷۴ نسائی (باقی اگلے صفحہ پر)

امام ابن قدامہ نے عصر کے بعد سنتوں کی قضا کے جواب پر یہ دلیل بھی دی ہے کہ عصر کے بعد کی ممانعت ہلکی ہے جبکہ ابن حزم نے ۲۳ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں خلفاء اربعہ اور کبار صحابہ شامل ہیں) سے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ذکر کیا ہے۔

فجر کے بعد ممانعت کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے جب فجر طلوع ہوگئی تو فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی نوافل ممنوع ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے آفتاب کے آغاز سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لی وہ اپنی نماز پوری کرے اور جس نے غروب آفتاب کے آغاز سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لی وہ اپنی نماز پوری کرے اس نے فجر اور عصر کی نماز پالی [۱]

فوت شدہ نمازیں:۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من نسی صلوٰۃً فلیصلّ اذا ذکر لا کفّارۃ لھا الا ذلک

جو شخص نماز بھول جائے یا (سو جائے) پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس وقت اسے یاد آئے یا بیدار ہو) اس نماز کو پڑھ لے [۲]

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) حدیث: ۱۵۷۴ اسے ابن خزیمہ ابن حبان ابن حزم اور ابن حجر نے صحیح کہا ہے

[۴] بخاری السہو باب اذا کلم وھو یصلی فاشار بیدہ واستمع حدیث: ۱۱۳۳

[۱] بخاری مواقیت الصلوٰۃ باب من ادرک من الفجر رکعۃ حدیث ۵۷۹ و مسلم المساجد باب من ادرک رکعۃ من الصلوٰۃ فقد ادرک تلک الصلوٰۃ حدیث: ۶۰۸

[۲] صحیح بخاری مواقیت الصلوٰۃ باب من نسی صلوٰۃ فلیصلھا اذا ذکرھا حدیث: ۵۹۷

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنی بھول جائے اور اس کا وقت گذر جائے تو جس وقت یاد آئے وہ اسی وقت پوری نماز پڑھ لے اور اسی طرح اگر کوئی شخص سو جائے یا صبح آنکھ ہی ایسے وقت کھلے کہ سورج طلوع ہو چکا ہو تو جاگنے والے کو اسی وقت پوری نماز پڑھ لینی چاہئے اور اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

قضائے عمری والے مسئلے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لہذا یہ بدعت ہے [1]

سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا:۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تمہارا پروردگار بکریاں چرانے والے سے تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو جو نماز کیلئے اذان دیتا اور اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اس شخص کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا [2]

معلوم ہوا کہ کوئی شخص سفر میں ہو تو اذان دے کر اقامت کہہ کر امام کی طرح نماز پڑھے تو اس کے لئے اجر وثواب ہے۔

---

[1] تفصیل کے لئے ناچیز کی کتاب خانہ ساز شریعت اور آئینہ کتاب وسنت ملاحظہ فرمائیں

[2] ابوداؤد الصلوٰۃ باب الاذان فی السفر حدیث: ۲۰۳ نسائی ۲/ ۲۰ الاذان باب الاذان لمن یصلی وحدہ اسے ابن حبان نے صحیح کہا ہے ۔

نمازیں مجبوراً فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں:۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ ہم (غزوہ احزاب میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں کافروں نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کی مہلت نہ دی اور ان نمازوں کا وقت گذر گیا جب فرصت ملی تو رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر انھوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر انھوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی انھوں نے پھر اقامت کہی تو اللہ کے نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سخت مجبوری کے باعث نمازیں فوت ہو جائیں تو انھیں بالترتیب ادا کرنا مسنون ہے لیکن نمازیں عمداً قضا نہیں کرنی چاہئیں۔

---

[1] مسند احمد ۳/ ۲۵، ۴۹، ۶۷، نسائی ۲/ ۱۷ اسے ابن حبان اور امام نووی نے صحیح کہا ہے۔

نماز میں خشوع خضوع کو خراب کرنے والے اسباب

جائے نماز سے مشغول کن چیزوں کا ازالہ:۔ انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رنگین اور منقش پردہ تھا جسے انھوں نے اپنے کمرہ کے ایک طرف لٹکا رکھا تھا نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا " **امیطی عنی فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض لی فی صلاتی** "

اسے مجھ سے دور کردو اس کی تصویریں نماز میں میرے سامنے آتی ہیں۔ (فتح الباری ١٠/٣٩١)

اسی معنی ومفہوم کی نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی ہے کہ جب آپ ﷺ کعبہ میں نماز کے لئے داخل ہوئے تو اس میں مینڈھے کی دو سینگیں دیکھیں نماز سے فارغ ہوئے تو عثمان الحجیؓ سے فرمایا" **انی نسیت ان امرک ان تخمر القرنین فانہ لیس ینبغی ان یکون فی البیت شئی یشغل المصلی** (سنن ابی داؤد ٢٠٣٠ صحیح الجامع ٢٥٠٤)

میں تمہیں یہ حکم دینا بھول گیا کہ ان دونوں سینگوں کو ڈھانپ دو یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مصلی کے سامنے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو اسے مشغول کردے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عوامی گذرگاہوں شور وہنگاموں کی جگہوں اور بات چیت کرنے والوں کے قریب بھی نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

ہم کو تصویر والے کپڑوں میں بالکل ہی نماز نہ پڑھنا چاہیئے بالخصوص جن کپڑوں میں جانداروں کی تصویریں ہوں جن کا رواج اور فیشن اس زمانہ میں بڑھتا جارہا ہے۔

کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنے سے پرہیز:۔ کھانا موجود ہو تو کھانے کی خواہش دل میں لئے نماز نہیں پڑھنا چاہیئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے" **لاصلوۃ بحضرۃ**

الطعام" کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے (صحیح مسلم : ١٥٦٠)

جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو انسان کو چاہیئے کہ پہلے پیٹ بھر کر اطمینان کے ساتھ کھانا کھائے جلد بازی نہ کرے اور پھر نماز پڑھے اس لئے کہ اگر وہ کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو نماز میں خشوع وخضوع حاصل نہیں ہوسکے گا دل کھانے کی طرف لگا رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"**اذا قرب العشاء و حضرۃ الصلوٰۃ فابدؤا قبل ان تصلوا صلاۃ المغرب ولا تعجلوا عن عشائکم وفی روایۃ اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء ولا یعجلن حتی یفرغ منہ**"

(بخاری کتاب الاذان باب اذا حضر الطعام واقیمت الصلوۃ صحیح مسلم ٥٧٥ ، ٥٥٩)

جب کھانا قریب ہو اور نماز کا وقت بھی ہو جائے تو نماز مغرب سے پہلے کھانا کھاؤ اور کھانے میں جلد بازی نہ کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کے لئے شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت بھی ہوجائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور اس میں جلد بازی نہ کرو یہاں تک کہ فارغ ہوجاؤ۔

پیشاب و پاخانہ روک کر نماز پڑھنے سے پرہیز:۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پیشاب و پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا خشوع خضوع کے منافی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے جبکہ آدمی حاقن یا حاقب ہو (ابن ماجہ : ٦١٧)

حاقن پیشاب روکنے والے کو اور حاقب پاخانہ روکنے والے کو کہتے ہیں جو شخص اس حال سے دوچار ہو اسے چاہیئے کہ پہلے بیت الخلاء میں جاکر اپنی حاجت پوری کرلے

اور پھر نماز پڑھے چاہے اس کی وجہ سے اسکی جماعت ہی کیوں نہ فوت ہوجائے اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

’اذا اراد احدکم ان یذهب الخلاء وقامت الصلوٰة فلیبدأ بالخلاء‘‘

جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں جانے کا ارادہ کرے اور نماز کی اقامت ہوجائے تو اسے چاہیئے کہ پہلے بیت الخلا میں چلا جائے۔

نماز کے دوران بھی اگر کسی کو پیشاب و پاخانہ کی ضرورت پڑ جائے تو وہ بھی اپنی نماز منقطع کردے گا پہلے اپنی حاجت پوری کرے گا اور پھر طہارت حاصل کر کے نماز پڑھے گا اسلئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لا صلوٰة بحضرة الطعام ولا هو يدافعه الأخثبان(صحیح مسلم: ٥٦٠)

کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے اور نہ اس وقت جبکہ انسان کو دو خبیث چیزیں پریشان کررہی ہوں یہی حکم ریاح کی مدافعت کا بھی ہے اس لئے مدافعت سے بلا شبہ خشوع ختم ہوجاتا ہے۔

اونگھ کے دباؤ میں نماز سے پرہیز:۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذانعس احدکم فی الصلوٰة فلیتم حتی یعلم ما یقول ای فلیرقد حتی یذهب عنه النوم (بخاری ٢١٠)

تم میں سے جب کسی کو اونگھ آئے تو اسے چاہیئے کہ سو جائے یہاں تک کہ اسے معلوم ہونے لگے کہ وہ کیا کہتا ہے یعنی اتنا سوئے کہ اس کی نیند ختم ہوجائے۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس کی وجہ بھی بیان کردی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اذا نعس احدکم وهو یصلی فلیرقد حتی یذهب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وهو ناعس لا یدری لعله یستغفر فیسب نفسه‘‘(بخاری ٢٠٩)

نماز میں جب کسی کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے حتی کہ نیند ختم ہوجائے اسلئے کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو اسے معلوم نہیں ہوگا کہ کیا پڑھتا ہے ممکن ہے استغفار کے بجائے خود کو برا کہنے لگے۔

یہ حدیث نبوی فرض نمازوں کو بھی شامل ہے جب کہ اس کے ختم ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور نفل نمازوں اور قیام اللیل کو بھی اسلئے کہ ممکن ہے کہ قبولیت دعا کا وقت ہو اور ایک تہجد گذار اونگھ کی وجہ سے لاعلمی میں بددعائیں کرنے لگے۔

(فتح الباری بشرح کتاب الوضوء باب الوضوء من النوم)

نماز کے درمیان کنکریاں برابر کرنے سے پرہیز:۔

امام بخاریؒ نے کنکریاں برابر کرنے کے سلسلہ میں حضرت معیقب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " ان کنت فاعلا فواحدة (الفتح ٣/٧٩)

اگر تمہیں کرنا ہی ہو تو ایک مرتبہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا: **’’لا تمسح وانت تصلی فان کنت لا بُدّ فواحدة‘‘**(ابوداؤد :٩٤٦ صحیح الجامع : ٧٤٥٢)

تم نماز کے دوران زمین برابر نہ کرو اور برابر کرنا اگر بہت ضروری ہو تو ایک بار کرلو یعنی زمین کی کنکریوں کو ایک بار برابر کرلو۔

نماز کے دوران زمین برابر کرنے اور کنکریاں ہٹانے سے اسلئے منع کیا گیا تاکہ نمازی کا خشوع برقرار رہے اور وہ عمل کثیر کا شکار نہ ہوجائے اسلئے بہتر یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ضروری ہو تو سجدہ کی جگہ ہموار کر لی جائے۔

نماز کے دوران ناک اور پیشانی سے گردوغبار صاف کرتے رہنا اور داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی پانی اور مٹی میں سجدہ کیا آپ ﷺ کی پیشانی مبارک اس سے آلودہ بھی ہوئی لیکن آپ ﷺ ہر سجدہ کے بعد پیشانی و ناک صاف کرنے اور آلودگی دور کرنے میں مشغول نہیں ہوئے نماز میں اگر پوری توجہ استغراق اور خشوع ہو تو یہ سب چیزیں از خود ہی فراموش ہوجاتی ہیں اور ذہن کبھی ادھر ادھر نہیں جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ بیشک نماز میں مشغولیت اور بے خودی ہوتی ہے (بخاری مع الفتح ۳/ ۷۲)

اپنی قرأت سے دوسروں کو تشویش میں ڈالنے سے پرہیز:۔

جس طرح یہ ضروری ہے کہ مصلی نماز کے دوران ایسی چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو جو اسے نماز سے غافل کردے اس طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوسروں کے لئے تشویش نہ پیدا کرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" **الا ان كلكم مناج ربه فلا يوذين بعضكم بعضا ولا يرفع بعضكم على بعض فى القرأة أو قال فى الصلوٰة وفى رواية لا يهجر بعضكم على بعض بالقرآن** " (احمد ۲/ ۳۶ صحيح الجامع ۱۹۵۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار بیشک تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے پس کوئی کسی کو ایذا نہ دے اور بعض بعض سے اونچی آواز نہ کرے قرأت میں یا

فرمایا نماز میں اور ایک دوسری روایت میں فرمایا تم میں سے بعض بعض پر قرآن پڑھنے میں آواز اونچی نہ کرے۔

نماز میں ادھر ادھر توجہ سے پرہیز:۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" **لا يزال الله عز وجل مقبلا على العبد وهو فى صلاته مالم يلتفت فاذا التفت انصف عنه** (ابو داؤد :۹۰۹)

اللہ عز وجل نماز میں بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ ملتفت نہیں ہوتا اور جب بندہ نماز سے اپنی توجہ ہٹالیتا ہے تو اللہ بھی اس سے توجہ ہٹالیتا ہے۔

التفات فی الصلوٰۃ کی دو قسمیں ہیں اول:۔ دل کا غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا

دوم:۔ نگاہ کا ادھر ادھر متوجہ ہونا

یہ دونوں قسمیں ممنوع ہیں ان سے نماز کا اجر وثواب کم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ سے التفات فی الصلوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا" **اختلاس يختلسه الشيطان من صلوٰة العبد** (بخاری كتاب الاذان باب الالتفات فى الصلوٰة)

یہ بندہ کی نماز میں شیطان کی اچکہ بازی ہے۔

نماز میں اگر کسی ضرورت سے التفات کرنا پڑے تو جائز ہے اسلئے سنن ابی داؤد میں سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ نماز صبح کی اقامت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانی شروع کی دراں حالیکہ وہ شعب کی طرف ملتفت ہو رہے تھے امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نگرانی کیلئے رات میں ایک سوار کو شعب کی طرف بھیجا تھا۔

اسی طرح آپ ﷺ کا نماز میں امامہ بنت ابوالعاص کو اٹھانا ثابت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے دروازہ کھولنا ثابت ہے نماز کا طریقہ سکھانے کیلئے آپ ﷺ کا منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا اور نماز کے دوران منبر سے نیچے اترنا ثابت ہے، سورج گرہن کی نماز میں نماز کے دوران آپ ﷺ کا پیچھے ہونا ثابت ہے قطع صلوٰۃ کے ارادہ سے آنے والے شیطان کو نماز کے دوران پکڑ کر لٹکنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے نماز کے دوران سانپ اور بچھو وغیرہ کے مارنے کا حکم بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے مصلی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنے اور نہ مانے تو اس سے جھگڑنے کا حکم بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے اسی طرح نماز کے دوران آپ ﷺ کا ارشاد فرمانا عورتوں کو تصفیق (تالی بجانا) کا حکم دینا اور اس طرح کے اور بھی افعال کا کسی ضرورت کے تحت انجام دینا ثابت ہے لیکن اگر یہ حرکتیں بے ضرورت ہوں تو عبث کہلائیں گی اور خشوع کے منافی ہوں گی جن سے نماز میں روکا گیا ہے۔ (مجموع الفتاوی ۲۲/ ۵۵۹)

آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے پرہیز:۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا اس کی ممانعت اور اس پر وعید کا بیان نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں وارد ہے کہ "**اذا کان احدکم فی الصلوٰۃ فلا یرفع بصرہ الی السماء ان یلتمع بصرہ**"

(احمد ٥/ ٣٩٤ صحيح الجامع ٧٦٢)

وفی روایۃ ما بال اقوام یرفعون ابصارھم الی السماء فی صلوٰتھم
وفی روایۃ عن رفعھم ابصارھم عند الدعاء فی الصلوٰۃ (مسلم:٤٢٩)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھائے کہ اس کی نگاہ چمک جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو نماز میں اپنی نگاہیں

آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو نماز میں نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے اتنی سخت تاکید کی ہے کہ فرمایا لوگ اس سے باز آئیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (احمد ٥/ ٢٥٨)

نماز میں اپنے سامنے تھوکنے سے پرہیز:۔

نماز میں اپنے سامنے تھوکنا یہ بھی **خشوع فی الصلوٰۃ** اور اللہ کے ادب کے منافی ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اذا کان احدکم یصلی یبصقن قبل وجھہ فان اللہ تعالی قبل وجھہ اذا صلی (صحيح بخاری:٣٩٧)

تم میں سے کوئی نماز کے دوران اپنے سامنے نہ تھوکے اسلئے کہ نماز کے دوران نمازی کے آگے اللہ ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے آگے نہ تھوکے اسلئے کہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے جب تک وہ نماز میں ہوتا ہے اور اپنی داہنی جانب بھی نہ تھوکے اسلئے کہ داہنی طرف فرشتے ہوتے ہیں البتہ اسے چاہیئے کہ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں کے نیچے تھوکے اور پھر اسے دفن کردے۔ (الفتح: ١٤١٦- ٥١٢)

نماز کے دوران جمائی سے پرہیز:۔

قال رسول اللہ ﷺ اذا تثاء ب احدکم فی الصلوٰۃ فلیکظم ما

استطاع فان الشیطان یدخل (صحیح مسلم ٤/ ٢٢٩٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو طاقت بھر اسے روکے اسلئے کہ شیطان داخل ہوتا ہے اور جب شیطان داخل ہوجاتا ہے تو نمازی کے خشوع کو خراب کرتا ہے اور جب نمازی جمائی لیتا ہے تو وہ ہنستا ہے۔

کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے پرہیز:۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اختصار سے منع کیا ہے (سنن ابی داؤد : ٩٤٧)

اختصار یہ ہے کہ انسان اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی کمر پر رکھ لے۔

حضرت زیاد بن صبیح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بغل میں نماز پڑھی تو انھوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور نماز کے بعد فرمایا نماز میں یہ اکڑ فوں آپ ﷺ اس سے منع کرتے تھے۔ (الارواء ٢/ ٩٤)

ایک مرفوع حدیث نبوی میں آیا ہے کہ کمر پر ہاتھ رکھنے سے اہل دوزخ کو راحت ملتی ہے۔

نماز کے دوران سدل سے پرہیز:۔

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں سدل اور منہ ڈھانکنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد ٦٤٣ ۔ صحیح الجامع: ٦٨٨٣)

امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سدل کے معنی ہیں کپڑے کو اتنا لٹکا کر پہننا کہ زمین کو چھوجائے (عون المعبود ٢/ ٣٤٧) صاحب النہار نے فرمایا سدل یہ ہے کہ کپڑے

کے دونوں کناروں کو لپیٹ کر ہاتھوں کو ان کے اندر کرلیا جائے اور پھر اندر رکھے ہوئے رکوع وسجدہ کیا جائے اور کہا گیا ہے کہ یہود ایسا ہی کرتے تھے۔

چوپایوں کی مشابہت سے پرہیز:۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں تین چیزوں سے منع کیا ہے کوے کی طرح چونچ مارنا، درندوں کے یعنی ہاتھ کی کہنیوں کو زمین میں رکھ کر سجدہ کرنا اور اونٹ کی طرح کسی ایک جگہ کو وطن بنانے سے۔ (احمد ٣/ ٤٢٨)

اونٹ کی طرح کسی ایک جگہ کو وطن بنانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مسجد میں اپنے لئے ایک جگہ مخصوص کرلے اور اس سے اس قدر مانوس ہوجائے کہ ہر نماز کے لئے اسی کا قصد کرے اسی مخصوص جگہ پر ہی اپنی نماز ادا کرے اور جس طرح اونٹ اپنے بیٹھنے کی جگہ نہیں بدلتا اسے اپنا وطن بنالیتا ہے اسی طرح یہ بھی اپنی نماز کی جگہ کو نہ بدلے اور اسے اپنا وطن بنالے۔ (الفتح الربانی ٤/ ٩١)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع کیا ہے کہ مرغ کی سی چونچ مارنے سے کتے کی طرح ہاتھ کھڑا کر کے بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح ادھر اُدھر دیکھنے اور متوجہ ہونے سے (احمد ٢/ ٣١١ صحیح الترغیب:٥٥٦)

خشوع فی الصلوٰۃ عظیم الشان اور نہایت اہم وقابل قدر عبادت ہے زہے نصیب اگر اللہ کی توفیق سے اس کو حاصل ہوجائے اس سے محرومی درحقیقت ایک بڑی مصیبت اور ایک بڑا نقصان ہے اسلئے نبی کریم ﷺ اللہ رب العالمین سے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ

(الترمذی :٣٤٨٢) صحیح سنن الترمذی للالبانی ٢٧٦٩)

اے اللہ میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس دل میں خشوع نہ ہو۔

خشوع ایک قلبی عمل ہے ایک ایسا کام ہے جسے دل کرتا ہے اس میں کمی زیادتی بھی ہوتی ہے اور اسی اعتبار سے خاشعین کے مختلف درجات بیان کئے گئے ہیں بعض خاشعین تو وہ ہیں جن کا خشوع آسمان کی بلندیوں کو چھوتا جاتا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو نماز سے فارغ ہوجاتے ہیں لیکن کچھ بھی نہیں سمجھتے ہیں اس طرح نمازیوں کی پانچ اقسام یا ان کے پانچ درجات ومراتب ہوجاتے ہیں۔

اول :۔ وہ حضرات جو نماز کے اوقات حدود وارکان اور وضو وطہارت ہر چیز میں کوتاہی برتتے ہیں یہ لوگ دراصل اپنے نفس پر ستم ڈھانے والے اور نماز پر ظلم کرنے والے ہیں۔

دوم :۔ وہ حضرات جو وضو وطہارت نماز کے اوقات اور ظاہری حدود وارکان کی حفاظت تو کرتے ہیں لیکن دل کے وسوسے سے مغلوب وشکست خوردہ ہوجاتے ہیں۔

سوم :۔ وہ حضرات جو نماز کے حدود وارکان کی پابندی تو کرتے ہیں اور وسوسے اور افکار کو دل سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اپنے دشمن شیطان لعین کو نماز میں سے چوری کرنے سے روکتے ہیں اور اس طرح بیک وقت نماز بھی پڑھتے ہیں اور جہاد بھی کرتے ہیں۔

چہارم :۔ وہ حضرات جو نماز کے ارکان وشروط کو پورا کرتے ہوئے نماز ادا کرتے ہیں اور جن کے دل اس کے حدود وحقوق کی رعایت میں مستغرق رہتے ہیں تاکہ اس میں کچھ نقص وکمی نہ رہ جائے وہ اس کے اتمام کمال کا حق ادا کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں اور نماز کے دوران مکمل حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالی کی عبودیت میں غرق ہوجاتے ہیں۔

پنجم :۔ وہ حضرات جو نماز تو اچھی پڑھتے ہی ہیں ساتھ ہی اپنا دل اپنے رب کے سامنے

نکال کر رکھ دیتے ہیں جن کے دل کی نگاہیں پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ رہتی ہیں جن کے دل کے پیالے رب ذوالجلال کی عظمت ومحبت سے لبریز رہتے ہیں اور جنھیں نماز میں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ان کا رب ان کے سامنے ہے وہ انھیں دیکھ رہا ہے اور یہ اسے دیکھ رہے ہیں نیز ان کے اور ان کے رب کے درمیان حائل حجاب اٹھ گیا ہے یہی وہ نمازی ہیں جن کی آنکھوں کو نماز سے ٹھنڈک پہونچتی ہے اور جن کے نفسوں کو نماز سے راحت ملتی ہے اور جو اس میں پوری طرح اپنے رب کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔

پہلی قسم کے لوگ لائق سزا ہیں دوسری قسم کے لوگ قابل مواخذہ ومحاسبہ ہیں تیسری قسم کے لوگوں کی گرفت نہیں ہوگی چوتھی قسم کے لوگوں کو ثواب دیئے جائیں گے اور پانچویں قسم کے لوگ اپنے رب کا قرب پائیں گے۔

اسلئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں دنیا میں نماز سے ٹھنڈی ہوتی رہیں اور آخرت میں رب کائنات کے تقرب سے ٹھنڈی ہوں گی اور حق کی آنکھیں قرب باری تعالی سے آخرت میں ٹھنڈی ہوں گی دنیا میں بھی ہمیشہ ٹھنڈی رہیں گی اور اللہ سے اپنی قربت محسوس کریں گی اور پھر اس سے دنیا کی تمام آنکھیں ٹھنڈک پائیں گی اور جن کی آنکھیں تقرب الہی کے ذریعہ ٹھنڈک نہ حاصل کرسکیں ان کی روحیں دنیا سے حسرت وندامت اور تاسف کے ساتھ رخصت ہوں گی۔

(الوابل الصیب ص ٤٠ تحریر محمد صالح المنجد مترجم عبد الله عبد الرؤف سلفی)

نماز کا مسنون طریقہ

(تکبیر اولیٰ سے سلام تک)

گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت :۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کی جماعت میں کہا کہ میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے طریقہ کو جانتا ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا پھر ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز بیان کرو ابوحمید نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے پھر تکبیر تحریمہ کہتے پھر قرآن پڑھتے پھر رکوع کیلئے تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر رکوع کے درمیان کمر سیدھی کرتے پس نہ اپنا سر جھکاتے نہ بلند کرتے (یعنی پیٹھ اور سر ہموار رکھتے) اور پھر اپنا سر رکوع سے اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کندھے کے برابر کرتے اور (قومہ میں اطمینان سے) سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر اللہ اکبر کہتے پھر زمین کی طرف سجدہ کیلئے جھکتے پس اپنے دونوں ہاتھ (بازو) اپنے دونوں پہلوؤں (رانوں اور زمین) سے دور رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں کھولتے (اس طرح کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوتے) پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے یعنی بچھا لیتے پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی (یعنی بڑے اطمینان سے جلسہ میں بیٹھتے) پھر دوسرا سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر

کہتے اور اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے پھر اس پر بیٹھتے اور دلجمعی سے اعتدال کرتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی یعنی اطمینان سے جلسہ استراحت میں بیٹھتے پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کرتے پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے جیسے نماز کے شروع میں تکبیر اولی کے وقت کیا تھا پھر اسی طرح اپنی باقی نماز میں کرتے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس کے بعد سلام ہے یعنی آخری رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد بیٹھ کر تشہد درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں اپنا بایاں پاؤں دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکالتے اور زمین پر سرین رکھ کر بیٹھتے (یعنی تورک کرتے) پھر سلام پھیرتے یہ سن کر ان صحابہؓ نے کہا (اے ابوحمید ساعدی) تو نے سچ کہا رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد الصلوٰۃ باب افتتاح الصلوۃ حدیث: ۷۳۰ ۹۶۳)

نماز کی نیت :۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " **انما الاعمال بالنیات** "، عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے ۔ (بخاری بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ حدیث: ۵۲۲۹ ومسلم الامارۃ باب قولہ ﷺ انما الاعمال بالنیۃ حدیث: ۱۹۰۷)

اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام جائز اعمال میں سب سے پہلے پر خلوص نیت کر لیا کریں کیونکہ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی پھل ملے گا۔

وضو کرتے وقت دل میں یہ نیت کریں کہ اللہ کے حضور (نماز میں) حاضر ہونے کیلئے طہارت (وضو) کرنے لگا ہوں اور پھر جب نماز پڑھنے لگیں تو دل میں یہ نیت وقصد کریں کہ صرف اپنے اللہ ہی کی خوشنودی کیلئے اس کا حکم بجا لاتا ہوں۔

نیت چونکہ دل سے تعلق رکھتی ہے اسلئے زبان سے ادا کرنے کی کوئی ضرورت

نہیں اور نیت کا زبان سے ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں ۱؎

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی

۱؎ لغت عربی کے اعتبار سے نیت دل کا فعل ہے نیت کا معنی دل کا قصد وارادہ ہے اگر زبان سے کہے تو قول ہوگا نیت نہیں ہوگی عام لوگ نماز سے پہلے زبانی نیت کرتے ہیں جو باتفاق ائمہ اسلام سے منع ہے۔

امام ابن قیم الجوزیہؒ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ اذا قام الی الصلوٰۃ قال اللہ اکبر لم یقل شیئاً قبلھا ولا تلفظ بالنیۃ البینۃ ولا قال اصلی صلوٰۃ کذا مستقبل القبلۃ اربع رکعات اماماً وماموماً ولا اداءً ولا قضاءً ولا فرض الوقت وھذ ابدع لم ینتقل عنہ احد قط باسناد صحیح ولا ضعیف ولا مسند ولا مرسل لفظۃ واحدۃ منھا البتۃ بل ولا احد من اصحابہ ولا استحسنہ احد من التا بعین والائمۃ الاربعۃ (زاد امعاد ۱ / ۲۶۶)

رسول اللہ ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے اس سے پہلے کچھ نہ کہتے حتیٰ کہ زبان سے نیت بھی نہ کرتے نہ یہ فرماتے کہ میں چار رکعت نماز کی نیت کعبہ کی طرف رخ کر کے امام یا مقتدی بن کر کرتا ہوں نہ ادا اور قضا کا لفظ استعمال فرماتے نہ وقت کا نام لیتے یہ ساری باتیں بدعت ہیں اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے کچھ بھی مروی نہیں ہے نہ صحیح سندوں سے نہ ضعیف سندوں سے نہ مسند سے اور نہ مرسل سے بلکہ کسی صحابی سے بھی مروی نہیں ہے اور نہ ہی تابعین اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اس کو پسند کیا ہے امام ابن قیم کی اس بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ زبان سے نیت کی ادائیگی جو آج کل رائج ہے رسول اللہ ﷺ صحابہؓ وتابعین وائمہ اربعہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔ شیخ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ نیت کے الفاظ لوگ جو ادا کرتے ہیں نیت کرتا ہوں میں پیچھے اس امام کے دو رکعت نماز فرض منہ میرا کعبہ کی طرف یہ کھلی ہوئی بدعت ہے نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنے کے سلسلے میں حجۃ الاسلام مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی رحمہ اللہ کا ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے نزدیک بھی مشروع نہیں رسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور نہ ہی اس امت کے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے الفاظ سے نیت کی عبادات میں مثلاً وضو، غسل، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ میں جو نیت واجب ہے باتفاق تمام ائمہ مسلمین کے نزدیک اس کی جگہ دل ہے (الفتاوی الکبریٰ)

امام ابن ہمام اور امام ابن قیم بھی اس کو بدعت کہتے ہیں۔

قیام:۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے بواسیر کی تکلیف تھی

حاجی عبدالستار مجاہدؒ بیان کرتے تھے کہ میں ایک مرتبہ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ کے ساتھ جون پور گیا ضروری کام سے فراغت کے بعد ہم لوگ عصر کی نماز پڑھنے کیلئے جامع مسجد جون پور گئے جب لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو مصلیوں نے حسب عادت کہنا شروع کیا۔

میں نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز عصر کی واسطے اللہ کے پیچھے اس امام کے منہ قبلہ کے اللہ اکبر

مصلیوں نے جلدی جلدی یہ الفاظ ادا کئے اور نماز میں شامل ہوگئے مولانا سیف بنارسیؒ نے یہ تماشہ دیکھا تو باآواز بلند بڑے اطمینان سے کہنا شروع کیا۔

میں نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز عصر کی واسطے اللہ کے منہ قبلہ کے سر طرف آسمان کے پاؤں طرف زمین کے دائیں طرف عبدالستار کے بائیں طرف ایک ایسے آدمی کے جسے میں نہیں جانتا اللہ اکبر اور نماز شروع کردی۔

امام صاحب اور تمام نمازیوں کیلئے یہ بڑی عجیب آواز تھی نماز سے فارغ ہوتے ہی امام صاحب اور تمام نمازی مولانا سیف بنارسیؒ کی طرف متوجہ ہوگئے اور خفا ہونے لگے ایسا کیوں کہا؟

مولانا بنارسیؒ نے بڑے اطمینان سے فرمایا: آپ لوگوں نے نماز شروع کرتے ہوئے جو بات کہی وہ مجھے ادھوری معلوم ہوئی اس لئے تفصیل سے اپنی پوری چوحدی ذکر کردی اس میں آپ لوگوں کو کیا اعتراض ہے لوگوں نے کہا اتنی ساری باتیں کہنے کا ثبوت کہاں ہے مولانا بنارسیؒ نے فرمایا اور اتنے ہی کا ثبوت کہاں ہے جو آپ لوگ کہتے ہیں جب بلا ثبوت ہی کہنا ٹھہرا تو بات ادھوری کیوں کہی جائے (باقی اگلے صفحہ پر)

نبی ﷺ نے فرمایا" صل قائما فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلیٰ جنب "

(بخاری تقصار الصلوٰۃ باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب حدیث : ۱۱۱۷)

ممکن ہوتو کھڑا ہوکرنماز ادا کرو اگر طاقت نہ ہوتو بیٹھ کرا گر بیٹھ کرادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہوتو لیٹ کرنماز ادا کرو ۔ ۱؎

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھ کرنمازیں ادا کررہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ کرنماز ادا کرنے والے کو کھڑا ہوکرنماز ادا کرنے والوں کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔

(ابن ماجہ اقامۃ الصلوۃ باب صلاۃ القاعد علی النصف من صلاۃ القائم حدیث: ۱۲۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی عذر کے بغیر بیٹھ کرنوافل یا سنتیں ادا کرنے سے نصف اجر ملتا ہے۔

جب نبی ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ ﷺ نے جائے نماز کے قریب ایک ستون تیار کرایا جس پرنماز کے دوران ٹیک لگاتے تھے۔

کیوں نہ پوری چوحدی بتادی جائے مقتدیوں نے جب اپنے امام صاحب سے رجوع کیا تو انھیں جان کر یہ حیرت ہوئی کہ الفاظ میں نیت کا ثبوت نہیں ہے مولانا سیف بنارسیؒ نے بڑے حکیمانہ انداز سے ان لوگوں کو اس بدعت سے آگاہ کیا مولانا کا یہ اسلوب اتنا دلچسپ تھا کہ بے ساختہ سارے نمازی مولانا بنارسی کی طرف متوجہ ہوگئے اور سب نے بڑی توجہ سے ان کی بات سنی۔

(المنکرات از مولانا عبد السلام رحمانی)

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ استطاعت کے باوجود بیٹھ کرفرض نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ قرآن مجید کے بھی خلاف ہے جوکہتا ہے " قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ' (البقرۃ: ۲۳۸)اوراللہ کیلئے باادب کھڑے ہوا کرو۔

(ابوداؤد الصلاۃ باب الرجل یعتمد فی الصلوٰۃ علی عصا حدیث: ۹۴۸) حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کرنماز پڑھنے کے بجائے ستون کے سہارے کھڑا ہونے کو ترجیح دی اس سے معلوم ہوا کہ کوئی عذر ہوتو کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کیا جاسکتا ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔

نبی ﷺ رات کا بڑا حصہ کھڑے ہوکرنوافل ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر جب قرأت کھڑے ہوکرفرماتے تو اسی حالت میں رکوع فرماتے۔

(مسلم صلوٰۃ المسافرین باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً حدیث: ۷۳۰)

اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کرقرأت فرماتے جب قرأت سے تیس یا چالیس آیات باقی ہوتیں آپ ﷺ کھڑے ہوکران کی تلاوت فرماتے پھر حالت قیام سے رکوع میں چلے جاتے دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کا یہی معمول تھا۔

(بخاری تقصیر الصلوٰۃ باب اذا صلی قاعداً ثم صح حدیث:۱۱۱۹ومسلم صلاۃ المسافرین باب جواز النافلۃ قائماً و قاعداً حدیث: ۷۳۱)

تکبیر اولیٰ:۔۱؎(۱) قبلہ کی جانب اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں یعنی دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائیں ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز کی پہلی تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔

۱؎ اسے تکبیر اولیٰ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ نماز کی سب سے پہلی تکبیر ہے اوراس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیر تحریمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی بہت سی چیزیں نمازی پرحرام ہوجاتی ہیں۔

(بخاری الاذان باب الیٰ این یرفع یدیة حدیث: ۷۳۸)

(۲) ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نارمل طریقے پر کھلی رکھیں انگلیوں کے درمیان زیادہ فاصلہ کریں نہ انگلیاں ملائیں۔

(ابو داؤد الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع حدیث: ۷۵۳)

اسے حاکم اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔

(بخاری الاذان باب رفع الیدین فی تکبیرۃ الاولیٰ مع الافتتاح سواء حدیث: ۷۳۵ ومسلم الصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذو منکبین حدیث: ۳۹۱)

(۴) رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی ہاتھوں کو کانوں تک بلند فرماتے۔

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ (رفع یدین کرتے وقت) ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے ان کا چھونا بدعت ہے یا وسوسہ..... مسنون طریقہ ہتھیلیاں کندھوں یا کانوں تک اٹھانا ہے ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفریق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

(۵) پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا:۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اپنے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھے۔ (ابن خزیمہ ۱/۲۴۳ حدیث:۴۷۹ اسے امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔

(نسائی الافتتاح باب فی الامام اذارای الرجل قد وضع شماله علی یمینه ٤٩٠)

ہمیں بھی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیئے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت جوڑ اور کلائی پر آجائے اور دونوں کو سینے پر باندھا جائے تاکہ تمام روایات پر عمل ہو سکے۔

رہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے۔

(ابوداؤد الصلوٰۃ باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ حدیث: ۷۵۶)

اس حدیث کو امام بیہقی اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" **صلوا کما رأیتمونی اصلی** " نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الاذان للمسافرین اذا کانو جماعة والاقامة حدیث: ۳۲۱/۲ حدیث نمبر:۶۳۱)

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں پھر اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور .... یہ دین میں مداخلت ہے یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے تک عورتوں

اورمردوں کے لئے ایک ہیئت اورایک ہی شکل کی نماز ہے سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں رسول اللہ ﷺ نے مرداورعورت کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا۔

سینے پر ہاتھ باندھ کر یہ دعا پڑھیں:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اولیٰ اور قرأت کے درمیان کچھ دیر چپ رہتے پس میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول ﷺ آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِی وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الأَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ"

یا اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے، اے اللہ میرے گناہ (اپنی بخشش کے) پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال۔

(صحیح بخاری صفة الصلوٰة (الاذان) باب ما یقول بعد التکبیر حدیث: ۷٤٤)

یا یہ دعا پڑھیں:

"سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی

جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ"

(ترمذی الصلاة باب مایقول عند افتتاح الصلوٰة حدیث: ۲٤۳ و سنن ابی داؤد الصلوٰة باب من رای الاستفتاح حدیث: ۷۷۵-۷۷٦)

اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں تیرا نام بڑا ہی بابرکت ہے تیری بزرگی بلند ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر یہ دعا پڑھیں " **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ** " اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو ہر آواز کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا ہے مردود شیطان کے شر سے اس کے خطرے سے اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔

(ابو داؤد الصلاة باب من رأى الاستفتاح حدیث: ۷۵۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے۔

(بخاری الاذان باب ما یقول بعد التکبیر حدیث: ۷٤۳ ومسلم الصلوٰة باب حجة من قال لایجهر بالبسملة حدیث: ۳۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیچھے نماز پڑھی وہ بلند آواز سے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** نہیں پڑھتے تھے(مسلم حوالہ سابق حدیث: ۳۹۹) آپ ﷺ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** آہستہ پڑھتے تھے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت رکھنے والے اس کے اوپر متفق

ہیں کہ امام کیلئے بسم اللہ زور سے پڑھنے کی کوئی صریح روایت نہیں۔

نماز اور سورہ فاتحہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی پس وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے پوری نہیں ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں پھر بھی پڑھیں تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا ہاں تو اس کو دل میں پڑھ۔

(مسلم الصلاۃ باب وجوب القرأۃ فی کل رکعت حدیث: ۳۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کیا تم اپنی نماز میں امام کی قرأت کے دوران پڑھتے ہو؟ سب خاموش رہے تین بار آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے جواب دیا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو تم صرف سورہ فاتحہ دل میں پڑھ لیا کرو۔ (ابن حبان ۵/ ۱۵۲ ۔ ۱۶۲/ ۱۶۶)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے (چاہے وہ بلند آواز سے

---

۱ بخاری الاذان باب وجوب القرأۃ الامام والماموم فی الصلوات کلھا حدیث: ۷۵٦
ومسلم الصلاۃ باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ حدیث: ۳۹٤

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی نماز میں ہوا کیلا یا جماعت کے ساتھ امام ہو یا مقتدی مقیم ہو یا مسافر فرض پڑھ رہا ہو یا نوافل امام سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہو یا کوئی اور سورہ بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ اگر اسے سورہ فاتحہ آتی ہو پھر بھی نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

قرأت کرے یا نہ کرے سورہ فاتحہ (الحمد للہ رب العالمین) ضرور پڑھنی چاہیئے ۱

آمین کا مسئلہ:۔ جب اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں تو آمین آہستہ کہیں جب ظہر اور عصر امام

---

۱ سورہ فاتحہ نماز میں پڑھنا امام اور مقتدی سب پر واجب ہے رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

جن حضرات نے سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں سمجھا ان کی مشہور دلیلیں درج ذیل ہیں

(الف) اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے:

'وَاِذَا قُرِیَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا'' (الاعراف: ۲۰٤)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی اختیار کرو اور دھیان دے کر سنو۔

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے اس آیت کریمہ سے عام مراد لیتے ہیں یعنی جب بھی قرآن پڑھا جائے چاہے نماز ہو یا غیر نماز سب کو خاموشی سے قرآن سننے کا حکم ہے۔

لیکن اکثر ائمہ اسلام کی رائے یہ ہے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی تاکید رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث سے ثابت ہے ان کے نزدیک اس آیت کو صرف کفار کے متعلق سمجھنا صحیح ہے جیسا کہ اس کے مکی ہونے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لیکن اگر اسے عام سمجھا جائے تب بھی اس عموم سے رسول اللہ ﷺ نے مقتدیوں کو خارج فرما دیا اور یوں قرآن کے اس عموم کے باوجود جہری نمازوں میں مقتدیوں کا سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہوگا کیونکہ قرآن مجید کے اس عموم کی یہ تخصیص صحیح وقوی احادیث سے ثابت ہے بنا بریں جس طرح اور بعض عمومات قرآن کی تخصیص احادیث کی بنیاد پر تسلیم کی جاتی ہے مثلاً '' الزانیۃ والزانی فاجلدوا '' (النور: ۱۲۰) کے عموم سے شادی شدہ زانی کا اخراج اور '' السارق والسارقۃ '' کے عموم سے ایسے چور کا اخراج یا تخصیص جس نے ربع دینا سے کم کی مالیت کی چوری کی ہو اسی طرح فاستمعوا لہ وانصتوا کے عمومی حکم سے مقتدی خارج ہونگے اور ان کے لئے جہری نمازوں میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہوگا کیونکہ (باقی اگلے صفحہ پر)

کے پیچھے پڑھیں تو پھر بھی آہستہ ہی کہیں لیکن جب آپ جہری نماز میں امام کے پیچھے ہوں تو جس

رسول اللہ ﷺ نے اس کی تاکید فرمائی ہے اور یہ حکم عام ہے اور نماز میں قرأت فاتحہ کے وجوب سے متعلق حدیثیں خاص اور بہت ہی واضح اور صریح ہیں اور اس آیت کی تخصیص کرتی ہیں۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ جیسا کہ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ یہ ان کافروں کو کہا جارہا ہے جو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت شور مچایا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو کہتے تھے " **لا تسمعوا بهذا القرآن والغو فيه** (حم السجدة: ٢٦) یہ قرآن مت سنو اور شور مچایا کرو ان سے قرآن مجید کے معرفت کہا گیا ہے کہ اس کے بجائے اگر تم غور سے سنو اور خاموش رہو تو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت سے نواز دے اور یوں تم رحمت الٰہی کے مستحق بن جاؤ۔

(ب) ان کی دوسری دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ قول کہ:

" **مالی انازع القرآن** " یہ کیا بات ہے کہ نماز میں لوگ میرے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" **لا تفعلو الا بام القرآن فانه لا صلوٰة لمن لم يقرأ بها** " یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھو کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد۔ترمذی۔ نسائی)

(ج) ان کی تیسری مشہور دلیل یہ حدیث ہے " **من كان له امام فقرأة الامام له قرأة** .

یعنی اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قرأت ہوگی۔

اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے وجوب قرأت فاتحہ والی صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے قابل قبول نہیں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے مخالف لوگ له میں ضمیر کا مرجع قریب (امام) کی بجائے مَنْ (مقتدی) کی جانب لوٹاتے ہیں جبکہ نحو کا مشہور قاعدہ ہے کہ ضمیر قریب میں لوٹائی جاتی ہے نہ کہ بعید میں کیونکہ اس سے بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے جو معاشرہ کی ناسور ہے۔

مَنْ كان له امام فقرأة الامام له قرأة

مَنْ كان له اب فزوجة الأب له زوجة (باقی اگلے صفحہ پر)

وقت امام " **ولا الضالين** " کہے تو آپ کو اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیئے بلکہ امام بھی سنت کی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) اگر ضمیر کا مرجع امام کی جانب لوٹایا جائے تو معنیٰ صحیح ہوگا دوسری مثال میں له میں ضمیر کا مرجع اَبٌ (باپ) کی طرف لوٹانا ہوگا اور اگر مَنْ (مقتدی) کی جانب لوٹایا گیا تو اس صورت میں خرابی یہ لازم آئے گی کہ مثال میں "مَنْ" سے مراد لڑکے ہیں یعنی باپ کی بیویاں لڑکوں کی بیویاں ہو جائیں گی جبکہ تا قیامت ایسی صورت نہ ہوگی جبکہ باپ کی بیویاں لڑکوں کی مائیں ہی رہیں گی اسلئے ہر صورت میں ضمیر کا مرجع قریب امام کی جانب لوٹانا ضروری ہوگا اور امام کی قرأت امام کیلئے کافی ہوگی اور مقتدیوں کو الگ سے امام کے پیچھے پڑھنی ہوگی۔

اب آیئے ان احادیث صحیحہ پر ایک نظر ڈالی جائے جن کی بنیاد پر محدثین کرامؒ کی کثیر تعداد نے سورۃ فاتحہ کی قرأت کو امام اور مقتدی سب کیلئے واجب قرار دیا ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"**مَنْ صَلَّى صَلوٰةً لَمْ يَقْرَأْ فيها بِأُمّ القرآن فهي خداج ثلاثاً غير تمام**"

جس نے بغیر سورہ فاتحہ کے نماز پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے تین بار آپ ﷺ نے فرمایا حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا " **انّا نكون وراء الامام** " امام کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں اس وقت کیا کریں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا " **اقرأ بها في نفسك** "

امام کے پیچھے تم سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے نماز (سورہ فاتحہ) کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔(مسلم۔نسائی۔موطا۔احمد)

(۲) ایک مرتبہ نماز فجر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے رہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر قرأت بوجھل ہوگئی نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ بھی ساتھ پڑھتے رہے ہو؟ انھوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا " **لا تفعلوا الاّ بِأُم القرآن فانه لا صلوٰة لمن لم يقرأ بها** " تم ایسا مت کرو (باقی اگلے صفحہ پر)

پیروی میں آمین پکار کر کہے اور مقتدیوں کو امام کے آمین شروع کرنے کے بعد آمین کہنی

یعنی ساتھ ساتھ مت پڑھا کرو البتہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھا کرو کیونکہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔
(ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی)

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا (بخاری ومسلم)

ا(۴) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے (صحیح ابن خزیمہ)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " **لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب**" (بخاری ومسلم)
جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں اور "لا صلوۃ" میں عموم ہے کہ کوئی بھی نماز ہو اور کوئی بھی شخص ہو خواہ مقتدی ہو یا امام ہو یا منفرد ہو کسی کی کوئی نماز بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نہیں ہوتی امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے۔

باب وجوب القرأة الامام والماموم فى الصلوات لها فى الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخاف امام اور مقتدی کیلئے حضر وسفر ہر حال میں سری اور جہری سب نمازوں میں قرأت کے وجوب کا بیان۔

یہی قول صحابہ کرام میں عمر بن خطاب۔عبداللہ بن عباس۔ابو ہریرۃ۔ابی بن کعب۔ابوایوب انصاری۔عبداللہ بن عمرو بن العاص۔عبادہ بن صامت۔ابوسعید خدری۔عثمان بن ابی العاص۔خواث بن جبیر اور عبداللہ بن عمر رضوان اللہ علہم اجمعین وغیرہم کا ہے اور ائمہ کرام میں امام شافعی۔امام مالک۔امام احمد۔اماوزاعی رحمہم اللہ وغیرہم کی یہی رائے ہے یہ سبھی حضرات نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی قرأت کو واجب قرار دیتے ہیں۔**واللہ اعلم بالصواب**

(عبدالرؤف ندوی) (باقی اگلے صفحہ پر)

چاہئے[ا]

حضرت وائل بن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے پڑھا **غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآ لِّيْنَ** پھر آپ ﷺ نے بلند آواز سے آمین کہی۔
(ترمذی الصلوة باب ما جاء فی التامین حدیث ۲۴۸ ابو داؤد الصلاة باب التا مین وراء الامام حدیث: ۱۳۲ ترمذی نے جبکہ ابن حجر اور امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔
(بخاری تعلیقاً ۲/ ۲۶۲ مع فتح الباری باب جهر الامام بالتامين مصنف عبد الرزاق ۲/ ۹۶)

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ امام جب "**وَلَا الضَّآ لِّيْنَ**" کہتا تو لوگوں کے آمین کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔
(مصنف ابن ابی شیبه ۲/ ۱۸۷)

عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے دوسو صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام " **وَلَا الضَّآ لِّيْنَ** " کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔
(بیهقی ۲/ ۴۹ کتاب الثقات لابن حبان) اس کی سند امام ابن حبان کی شرط پر صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں اتنا اور کسی سے نہیں چڑتے پس تم کثرت سے آمین کہنا۔

[ا] یعنی آمین کا آغاز پہلے امام کرے گا اس کی آواز سنتے ہی تمام مقتدی حضرات بڑی آمین کہیں گے امام سے پہلے یا امام کے بعد میں اونچی آواز سے آمین کہنا درست نہیں ہے لیکن امام اگر بلند آواز سے آمین نہ کہے تو مقتدی حضرات کو آمین کہہ دینی چاہیئے کیونکہ نبی ﷺ کی اطاعت امام کی اقتداء پر مقدم ہے۔

(ابن ماجه اقامة الصلاة باب الجهر بآمين حديث: ٨٥٦ اسے امام ابن خزیمہ ۱ / ۲۸۸ حديث: ٥٧٤ ٣ / ٣٨ حديث : ١٥٨٥ اور بوصیری نے صحیح کہا ہے)

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہوتے جو بلند آواز سے آمین کہنے کو مکروہ سمجھتا کیونکہ یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔

دعا، تعوذ، تسمیہ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ چکنے کے بعد قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد ہو اس میں سے کچھ پڑھیں ۔

(بخاری الاذان باب امر النبی ﷺ الذی لا يتم ركوعه باعادة حديث: ٧٩٣)

آداب تلاوت :۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"يقطع قرأته آيةً آيةً"

رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی ہر آیت پر توقف فرماتے بعد والی آیت کو پہلی آیت کے ساتھ نہیں ملاتے تھے۔

(ابو داؤد الحروف والقرءات حديث: ٤٠٠١ وابواب الوتر باب استحباب الترتيل حديث: ١٤٦٦ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی آواز کیلئے اس قدر کان نہیں لگاتا جس قدر وہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے پر لگاتا ہے۔

(دارمی فضائل القرآن باب فی تعاهد القرآن حديث: ٣٣٥٢)

نماز کی مسنون قرأت :۔ منفرد نمازی جہاں سے جتنا چاہے قرآن مجید کو پڑھ

سکتا ہے البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کے احوال وکوائف کے پیش نظر ضرور اختصار سے کام لینا چاہیئے ۔

نماز میں اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں لیکن یہاں ہم نبی کریم ﷺ کی قرأت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کون کون سی سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے۔

سورہ اخلاص کی اہمیت :۔ ایک انصاری مسجد قبا میں امامت کراتے تھے ان کا معمول تھا کہ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ" یعنی سورہ اخلاص تلاوت فرماتے ہر رکعت میں اسی طرح کرتے مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ" کی تلاوت کرتے ہیں پھر بعد میں دوسری سورت ملاتے ہیں کیا ایک سورت تلاوت کیلئے کافی نہیں ہے اگر " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ" کی تلاوت کافی نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں امام نے جواب دیا میں " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ" کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو نبی ﷺ نے امام سے کہا کہ تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو اس نے کہا مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔

(بخاری الاذان باب الجمع بين السورتين فی الركعة تعليقاً)

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی رات کے قیام میں صرف " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدَ" کی تلاوت کرتا ہے دوسری کوئی اور آیت تلاوت نہیں کرتا

آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(صحیح بخاری فضائل القرآن باب فضل قل هو الله احدحدیث: ۵۰۱۵ وصحیح مسلم صلاة المسافرین باب فضل قرأة قل هو الله احد حدیث: ۸۱۱-۸۱۲)

نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ کی نمازوں میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی" اور "هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ" پڑھتے تھے نعمان بن بشیرؓ نے کہا جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے تو پھر بھی رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ (مسلم الجمعة باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة حدیث: ۸۷۸)

عبیداللہ بن رافعؒ سے روایت ہے کہ مروان نے حضرت ابو ہریرۃؓ کو مدینے کا گورنر مقرر کیا اور خود مکہ چلے گئے وہاں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھی اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ کے دن پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا تھا۔ (مسلم الجمعة باب ما یقرأ فی صلاة الجمعة حدیث:۸۷۷)

رسول اللہ ﷺ عید قرباں اور عید الفطر میں "قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ" اور "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةِ" پڑھتے تھے۔ (مسلم صلاة العیدین باب ما یقرأ به فی صلاةالعیدین حدیث: ۸۹۱)

جمعہ کے دن نماز فجر میں:۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں "الٓم تنزیل (السجدة)" پہلی رکعت میں اور "هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ" دوسری رکعت میں پڑھتے تھے (بخاری الجمعة باب

ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة حدیث: ۸۹۱و مسلم الجمعة باب ما یقرأ فی یوم الجمعة حدیث: ۸۷۹)

نماز فجر میں:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورہ "ق والقرآن المجید" اور اس کی مانند کوئی اور سورہ پڑھتے تھے۔

(مسلم الصلاة باب القرأة فی الصبح حدیث: ۴۵۸)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ فتح ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی پس سورہ مومنون قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْ مِنُوْن شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو نبی ﷺ کو کھانسی آ گئی اور آپ ﷺ رکوع میں چلے گئے۔

(مسلم الصلاة باب القرأة فی الصبح حدیث:۴۵۵)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں سورہ تکویر پڑھتے ہوئے سنا۔ (مسلم الصلاة باب القرأة فی الصبح حدیث: ۴۵۶)

حضرت عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے چل رہا تھا آپ ﷺ سفر میں نماز صبح کیلئے اترے تو آپ ﷺ نے صبح کی نماز میں "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس" پڑھی۔ (نسائی ۱۵۸/۲، ۲۵۳ ابو داؤد ابواب قرأة القرآن باب فی المعوذتین حدیث: ۱۴۶۲)

حضرت معاذ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز فجر میں دونوں رکعتوں میں "اِذَا زُلْزِلَتِ" تلاوت فرمائی (ابوداؤد الصلاة باب الرجل یعید سورة واحدة فی الرکعتین حدیث:۸۱۶ اسے امام نووی نے صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فجر کی سنت کی دونوں رکعتوں میں نہایت ہلکی قرأت فرماتے۔

(مسند امام احمد ٦/ ١٨٣ اس کی سند صحیح ہے)

یہاں تک کہ امی عائشہؓ فرماتی ہیں مجھے شبہہ گذرتا کہ شاید نبی ﷺ نے سورہ فاتحہ بھی نہیں پڑھی۔ (بخاری التحجد باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر ١١٧١ ومسلم صلاۃ المسافرین باب استحبا ب رکعتی سنۃ الفجر حدیث ٧٢٤)

آپ ﷺ سنتوں کی پہلی رکعت میں " قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ " اور دوسری رکعت میں " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ " پڑھتے۔ (مسلم حواله سابقه حديث ٧٢٦)

ظہر وعصر کی نماز میں :۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھار ہمیں ایک آدھ آیت بلند آوارز سے پڑھکر سنا دیتے۔ (صحیح بخاری صفة صلاة الاذان باب ما یقرأ فی الآخریین بفاتحة الکتاب حدیث: ٧٧٦)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں " وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى " پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ " سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى " اور عصر میں بھی اس کی مانند کوئی سورتیں پڑھتے تھے اور فجر میں لمبی سورت پڑھتے تھے۔ (مسلم الصلوٰۃ باب القرأۃ فی الصبح ٤٥٩، ٤٥٠)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس میں نبی ﷺ کا ظہر اور عصر میں " وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ " اور " وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ " پڑھنا آیا ہے۔

(ابوداؤد الصلاۃ باب قدر القرأۃ فی صلاۃالظہر والعصرحدیث: ٨٠٤)

رسول اللہ ﷺ ظہر کی آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر قرأت فرماتے

۔ (مسلم الصلوٰۃ باب القرأۃ فی الظہر والعصر٤٥٣)

معلوم ہوا کہ آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قرأت مسنون ہے اور کبھی آپ ﷺ آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ کی قرأت فرماتے۔

(بخاری صفة الصلوة باب یقرأ فی الآخریین بفاتحة الکتاب حدیث: ٧٧٦)

نماز مغرب میں :۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے سنا۔ (بخاری صفة الصلوة باب الجهر فی المغرب حدیث: ٧٦٥)

ام فضل کی بیٹی حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ " وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا " پڑھتے ہوئے سنا۔ (بخاری الاذان باب القرأة فی المغرب حدیث: ٧٦٣مسلم حدیث: ٤٦٢)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب سورہ اعراف کے ساتھ پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔

(نسائی ٢/ ١٧٠ اسے امام نووی نے حسن کہا ھے)

نماز عشاء میں :۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء میں " وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ " پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔ (بخاری صفة صلاة الاذان باب القرأة فی العشاء حدیث: ٧٦٩ ومسلم الصلاة باب القرأه فی العشاء حدیث: ٤٦٤)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی مقتدیوں میں سے ایک کھیتی باڑی کا کام کرنے والے نے سلام پھیر دیا پھر اس نے رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم لوگ اونٹوں والے ہیں دن پھر محنت ومشقت کرتے ہیں معاذؓ نے عشاء میں سورہ بقرہ شروع کردی مجھے دن کے تھکے ہوئے کو لمبی قرأت سے ملال ہوا ہادی عالم ﷺ نے معاذؓ سے کہا تو لوگوں کو نفرت دلاتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات دھرائی پھر فرمایا جب تم جماعت کراؤ تو " وَالشَّمْسِ وَ ضُحٰها " اور " وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى " اور "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى " کی تلاوت کرو اسلئے کہ تیرے پیچھے بوڑھے کمزور اور ضرورت مند بھی نماز ادا کرتے ہیں۔(بخاری کتاب الجماعة (الاذان) باب من شكا امامه اذا طول حديث: ۷۰۵ ومسلم الصلاة باب القرأة فى العشاء حديث: ٤٦٥)

اس حدیث سے عشاء کی نماز کی قرأت بھی معلوم ہوئی اور ساتھ ہی اس حدیث نے نماز کے اماموں کو بھی متنبہ کر دیا کہ وہ نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خاص طور پر خیال رکھیں اور خوب سمجھیں کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر تخفیف کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

مختلف آیات کا جواب:۔ ہمارے یہاں بعض مقامات پر یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور بعض مقتدی نماز میں باآواز بلند ان کا جواب دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے ہاں بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد قاری اپنے طور پر ان کا جواب دے تو جائز ہے چنانچہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تسبیح والی آیت پڑھتے تو تسبیح کرتے جب سوال والی آیت تلاوت کرتے تو سوال کرتے اور جب تعوّذ والی آیت پڑھتے تو اللہ کی پناہ

پکڑتے۔(مسلم صلاة المسا فرين باب استحباب تطويل القرأة فى صلاة الليل حديث: ۷۷۲)

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کرے اللہ کے رسول ﷺ! شیطان میری نماز اور میری قرأت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور قرأت میں التباس پیدا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس شیطان کا نام خِنْزَبْ ہے جب تجھے اس کا خیال آئے تو اَعُوْ ذُبِاللہ کے پورے کلمات پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھتکارو تھوکو۔

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا چنانچہ اللہ نے شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

(مسلم السلام باب تعوذ من شيطان الوسوة فى الصلاة حديث: ۲۲۰۳)

دوران نماز کوئی سوچ آنے پر نماز باطل نہیں ہوتی حضرت عقبہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھی نماز کے بعد آپ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اور ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر تعجب کے آثار دیکھ کر فرمایا مجھے نماز کے دوران یاد آیا کہ ہمارے گھر میں سونا رکھا ہوا ہے اور مجھے ایک دن یا ایک رات کیلئے بھی اپنے گھر میں سونا رکھنا پسند نہیں ہے لہذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔(بخاری صفة الصلاة (الاذان) باب من صلى بالناس وذكر حاجته فتخطأهم حديث: ۸۵)

نماز میں رونا:۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا نماز میں رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ سے چکی کے چلنے

کی سی آواز آرہی تھی۔(ابوداؤد الصلاۃ باب البکاء فی الصلاۃ حدیث: ۹۰۴ نسائی السھو باب نمبر ۱۸)

رفع الیدین:۔ رفع الیدین یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں چار جگہ ثابت ہے۔

(۱) شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع سے قبل

(۳) رکوع کے بعد (۴) تیسری رکعت کی ابتدا میں۔

ان مقامات پر رفع الیدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ نماز کے شروع میں اور رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی نماز کے شروع میں رکوع سے پہلے سر اٹھانے کے بعد اسی طرح رفع الیدین کرتے تھے۔ (رواہ البیہقی ۲/ ۷۳ وقال رواتہ ثقات قلت وسندہ صحیح)

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا تو قبلہ رُخ ہو کر کھڑے ہوگئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا پھر اللہ اکبر کہا پھر رکوع کیا اور اسی طرح ہاتھوں کو بلند کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کیا۔

(بیھقی فی الخلافیات و رجال اسنادہ معروفون نصب الرایۃ ۱/ ۴۱۵، ۴۱۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے شروع میں رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہوتے وقت رفع الیدین کرتے۔(ابوداؤد الصلوۃ باب یعد افتتاح الصلوۃ حدیث: ۷۴۴ و صحیح مسلم اصلاۃ باب استحباب رفع الیدین حذوالمنکبین حدیث: ۳۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شروع نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔(صحیح بخاری صفۃ الصلوۃ (الاذان) باب رفع الیدین فی التکبیر الاولیٰ مع الافتتاح سواء حدیث: ۷۳۵،۷۳۶، ۷۳۸ و صحیح مسلم الصلاۃ باب استحباب رفح الیدین حذوالمنکبین حدیث: ۳۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی شروع نماز میں رکوع سے پہلے رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔(صحیح بخاری صفۃ الصلوۃ (الاذان) باب رفع الیدین اذ قام من الرکعتین حدیث: ۷۳۹)

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمرؓ کی بنا پر مسلمانوں پر رفع الیدین کرنا ضروری ہے ۔(التلخیص الحبیر ۱ / ۲۱۸)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر اپنے ہاتھ کپڑے میں ڈھانک لیتے پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے جب رکوع کرنے لگتے تو کپڑوں سے ہاتھ باہر نکالتے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور رفع یدین کرتے جب رکوع سے اٹھتے تو سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے اور رفع الیدین کرتے۔(مسلم الصلاۃ باب وضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ حدیث: ۴۰۱)

حضرت وائل بن حجرؓ نو ہجری اور دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دس ہجری تک رفع الیدین کرتے تھے گیارہ ہجری میں نبی ﷺ نے وفات پائی لہذا آخر عمر تک رفع الیدین کرنا ثابت ہوا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے جب رکوع کرتے سر اٹھاتے

تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

(مسند السراج ابن ماجه اقامة الصلاة باب رفع اليدين اذا ركع حديث: ٨٦٨ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں)

بسا اوقات امام جہری نمازوں میں آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اس صورت میں امام اور مقتدی رکوع سے پہلے سجدہ تلاوت کرتے ہیں تو اس وقت قیام سے سجدہ میں جاتے ہوئے رفع الیدین نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ:۔

جن احادیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے ان کا مختصر تجزیہ ملاحظہ فرمائیں

پہلی حدیث:۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں نماز میں سکون اختیار کرو۔

(مسلم الصلوٰة باب الامر بالسكون فى الصلاة حديث: ٤٣٠)

تجزیہ:۔ اس حدیث میں اس مقام کا ذکر نہیں ہے جس پر صحابہ کرامؓ ہاتھ اٹھا دیتے تھے اور آپ ﷺ نے انھیں منع فرمایا جابر بن سمرہ ہی سے صحیح مسلم میں اسی حدیث سے متصل دو روایات اور بھی ہیں جو بات کو پوری طرح واضح کر رہی ہیں۔

(۱) حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے خاتمہ پر دائیں بائیں السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور

بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہو۔

(مسلم الصلاة باب الامر بالسكون فى الصلاة حديث: ٤٣١)

(۲) حضرت جابر بن سمرہ کا بیان ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے خاتمہ پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں تم نماز کے خاتمہ پر صرف زبان سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔(مسلم حوالہ سابقہ حدیث ٤٣١ کی ذیلی حدیث)

امام نووی رحمہ اللہ المجموع میں فرماتے ہیں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے کیونکہ یہ حدیث رکوع کو جاتے اور اٹھتے رفع الیدین کے بارے میں نہیں بلکہ تشہد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے محدثین اور جن کو محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں اس کے بعد امام نوویؒ امام بخاریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیونکہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیلیں نہیں پکڑتا کیونکہ یہ معروف ومشہور بات ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور عید کا رفع الیدین بھی منع ہو جاتا مگر اس میں خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ وہ نبی ﷺ پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ ﷺ نے نہیں کہی کیونکہ اللہ فرماتا ہے :

" فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

عَذَابٌ اَلِیْمٌ" (النور: ۶۳)

پس ان لوگوں کو جو نبی کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ انھیں دنیا میں کوئی فتنہ یا آخرت میں دردناک عذاب پہونچے۔

دوسری حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز بتاؤں؟ پھر انھوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔

(ابو داؤد الصلوٰة باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع حدیث: ۷۴۸ ترمذی الصلاة باب ما جاء فی رفع الیدین عند الرکوع حدیث: ۲۵۷)

تجزیہ:۔ امام ابوداؤد اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

" **لیس هو بصحیحٍ علی هذا اللفظ** " (ابوداؤد حواله مذکور)

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہیں

جبکہ امام ترمذیؒ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔

(لم یثبت حدیث ابن مسعود ترمذی حواله مذکور حدیث :۲۵۵)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس میں بہت سی علتیں ہیں جو اسے باطل بنا رہی ہیں مثلاً اس میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں مدلس کی عن والی روایت تفرد کی صورت میں ضعیف اور غیر قابل عمل ہوتی ہے جب تک حدثنا کی تصریح نہ آجائے۔

تیسری حدیث:۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ثم **لا یعود** پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ (ابو داؤد الصلوٰة باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع حدیث: ۷۴۹)

تجزیہ:۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسے سفیان بن عیینہ امام شافعی امام بخاری کے استاد امام حمیدی اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ الحدیث رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے **لا یعود** نہیں کہتا تھا مزید برآں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔

علاوہ ازیں رفع الیدین کی احادیث اولیٰ ہیں کیونکہ وہ مثبت ہیں اور منفی پر مثبت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بُت رکھکر لاتے تھے بتوں کو گرانے کیلئے رفع الیدین کیا گیا بعد میں چھوڑ دیا گیا لیکن کتب احادیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے البتہ یہ قول جہلاء کی زبانوں پر گھومتا رہتا ہے [1]

یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تھا اور بعد میں چھوڑ دیا [2] (نصب الرایة ۱/ ۴۰۴)

---

[1] درج ذیل حقائق اس قول کی کمزوری واضح کردیتے ہیں

(الف) مکہ میں بت تھے مگر جماعت فرض نہیں تھی مدینہ میں جماعت فرض ہوئی مگر بُت نہیں تھے پھر منافقین مدینہ کن بتوں کو بغلوں میں دبائے مسجدوں میں چلے آتے تھے۔

(ب) تعجب ہے کہ جاہل لوگ اس گپ کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کو عالم الغیب بھی مانتے ہیں حالانکہ اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے تو رفع الیدین کروانے کے بغیر بھی جان سکتے تھے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں بُت لے آیا ہے۔

(ج) بُت ہی گرانے تھے تو یہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت جو رفع الیدین کی جاتی ہے اور اسی طرح رکوع وسجود کے دوران بھی کر سکتے تھے اس کے لئے الگ سے رفع الیدین کی سنت جاری کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

اسی طرح اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ وابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ شروع

(د) منافقین بھی کس قدر بےوقوف تھے کہ بت جیبوں میں بھرلانے کے بجائے انھیں بغلوں میں دبالائے۔

(ہ) یقیناً جاہل لوگ اوران کے پیشوا یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کے بقول اگر رفع الیدین کے دوران منافقین کی بغلوں سے بُت گرے تھے تو پھر آپ ﷺ نے انھیں کیا سزادی تھی۔

دراصل یہ کہانی محض خانہ ساز افسانہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق بھی نہیں ہے۔

۲ لیکن یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے تحقیق تو یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین میں نسخ ہوا ہی نہیں ہے کیونکہ نسخ ہمیشہ وہاں ہوتا ہے جہاں (۱) دو حدیثیں آپس میں ٹکراتی ہوں (۲) دونوں مقبول ہوں (۳) ان کا کوئی مشترکہ مفہوم نہ نکلتا ہو (۴) دلائل سے ثابت ہوجائے کہ ان دونوں میں سے فلاں پہلے دور کی ہے اور فلاں بعد میں ارشاد فرمائی گئی تب بعد والی حدیث پہلی حدیث کو منسوخ کردیتی ہے۔

مگر یہاں رفع الیدین کرنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح ترین بھی جب کہ نہ کرنے کی احادیث کم بھی ہیں اور کمزور بھی ان پر محدثین کی جرح ہے اب نہ تو مقبول اور مردود احادیث کا مشترکہ مفہوم کا اخذ کرنا جائز ہے اور نہ ہی مردود احادیث سے مقبول احادیث کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اگر بفرض محال اس مسئلہ میں نسخ کا دعویٰ تسلیم کرلیا جائے تو بھی قرائن شہادت دیتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا منسوخ نہیں بلکہ نہ کرنا منسوخ ہے کیونکہ (۱) صحابہ کرامؓ نے حیات طیبہ کے آخری حصے نو ہجری اور دس ہجری میں نبی ﷺ سے رفع الیدین کرنا روایت کیا ہے (۲) صحابہ کرامؓ عہد نبوت کے بعد بھی رفع الیدین کے قائل وفاعل رہے (۳) کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق ہیں اگر ایسا ہے تو ان چاروں میں سے تین ائمہ رفع الیدین کے قائل ہیں (۴) جن محدثین کرامؒ نے رفع الیدین کی احادیث کو اپنی مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے ان میں سے کسی نے یہ تبصرہ نہیں کیا کہ رفع الیدین منسوخ ہے ثابت ہوا کہ صحابہؓ وتابعینؒ اور فقہا ومحدثین رحمہم اللہ کے نزدیک رفع الیدین منسوخ نہیں بلکہ سنت نبوی ہے اور ظاہر ہے کہ سنت چھوڑنے کیلئے نہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

نماز کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(امام بیہقی ۲/ ۷۹ ـ ۸۰) اور دارقطنی لکھتے ہیں کہ اس کا راوی محمد جابر ضعیف ہے بلکہ بعض علماء ابن جوزیؒ ابن تیمیہؒ وغیرھما نے اسے موضوع کہا ہے یعنی یہ روایت ابن مسعود کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ کسی نے خود تراش کر ان کی طرف منسوب کردی ہے لہذا ایسی روایات پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ:۔ رفع الیدین کی احادیث بکثرت اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں عدم رفع الیدین کی احادیث معناً یا سنداً ثابت نہیں امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) اپنانے کیلئے ہوتی ہے اب جو شخص ایک غیر معصوم امتی کے عمل کو سنت نبوی پر ترجیح دیتا ہے اور سنت کو ہمیشہ عملاً چھوڑے ہوئے ہے اسے حبّ رسول کا دعویٰ کرنا جچتا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے ۔

آیئے سنت نبوی کے ایک عاشق استاذ پنجاب محدث عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ کا ایک تاریخی واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

استاذ پنجاب محدث عبدالمنان وزیرآبادی رحمہ اللہ آنکھوں سے نابینا تھے علم حدیث کے حاصل کرنے کا شوق انھیں دہلی میں شیخ الکل فی الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ کے مدرسہ میں لے گیا میاں صاحب سے داخلہ کی اجازت چاہی میاں صاحب نے فرمایا مدرسہ میں تو داخل کرلوں گا لیکن کھانے کا انتظام میرے پاس نہیں ہے علم حدیث کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ استاذ پنجاب عرض کرتے ہیں حضرت آپ کے یہ طلبہ جب کھانا کھانے لگیں تو اپنے کھانے سے ایک ایک لقمہ توڑ کر میرے حصہ سے الگ رکھ لیا کریں تو یہ سارے لقمے جمع کرکے مجھے دیدیا کریں ان کے کھانے میں کمی نہیں آئے گی اور میرے کھانے کا انتظام ہوجائے گا ایک ماہ تک طلبہ کے توڑے ہوئے (باقی اگلے صفحہ پر)

رکوع:۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

(۱) نبی ﷺ جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے تب بھی اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے تھے۔(بخاری صفة الصلوٰة الاذان باب رفع الیدین فی التکبیر الاولیٰ مع الافتتاح سواء حدیث : ۷۳۵۔۷۳۶۔۷۳۸ و مسلم الصلوٰة باب استحباب رفع الیدین حذو منکبین حدیث: ۳۹۰)

(۲) رکوع میں پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر یعنی سر نہ تو اونچا ہو اور نہ نیچا اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔

(صحیح مسلم الصلوٰة باب الاعتدال فی السجود حدیث: ۴۹۸)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) لقموں پر گذارہ کرتے رہے اور علم حدیث حاصل کرتے رہے۔

محدث عبدالمنان وزیر آبادی فرماتے ہیں کہ جب میاں محدث دہلویؒ سے علم حدیث کو مکمل کرلیا تو کچھ فنون کی کتب پڑھنے کا شوق ہوا تو میں ایک مدرسہ میں گیا جب مدرسہ کے ناظم کو معلوم ہوا کہ یہ صاحب سلفی المسلک ہیں تو مجھے اس شرط پر داخلہ ملا کہ رفع الیدین اور آمین بالجہر کو ترک کرنا پڑے گا ورنہ نعوذ باللہ ہمارے طلبہ پر اچھا اثر نہیں پڑے گا میں نے چند دن کے لئے منظور کرلیا رات کو پچھلے پہر خواب میں مجھے ایک مجلس نظر آئی جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہیں اس مجلس کی طرف جب جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا اس نابینا شخص کو مجھ سے دور رکھو اس نے میری سنت کو چھوڑ دیا ہے میں صبح اٹھا اللہ تعالیٰ سے اپنی اس کوتاہی کی معافی مانگی بستر اٹھایا اور گھر پہونچ گیا اس دن کے بعد سے میں نے کسی سنت کو حتی المقدور ترک کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ رفع الیدین تو نماز کی زینت ہے اللہ کے نبی ﷺ نے عمر بھر ترک نہیں کی آٹھ سو راویوں نے اس سنت کو بیان کیا ہے۔

استاذ پنجاب محدث عبدالمنان وزیر آبادی جب حدیث پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ حدیث رسول ﷺ کا دریا بہہ رہا ہے اور یہ شخص ابھی ابھی مدینۃ الرسول سے حدیث سنکر آیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

(۳) ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ رکھیں۔

(ابوداؤد الصلوة باب افتتاح الصلوة حدیث: ۷۳۱ اسے امام حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے)

(۴) دونوں ہاتھوں (بازوؤں) کو تان کر رکھیں ذرا خم نہ ہو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو اور گھٹنوں کو مضبوط تھامیں۔(ابوداؤد الصلوٰة باب افتتاح الصلوٰة حدیث: ۷۳۱۔۷۳۴ اسے ترمذیؒ اور نوویؒ نے صحیح کہا ہے)

(۵) رکوع کی حالت میں نبی ﷺ کی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنے پر یوں رکھی ہوئی تھیں جیسا کہ آپ ﷺ نے گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہو۔

(ترمذی الصلاة باب ما جاء انه یجافی یدیه عن جنبه فی الرکوع حدیث: ۲۶۰)

(۶) رکوع کی حالت میں نبی ﷺ اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔

(ترمذی حواله سابقه اسے امام ترمذی نے صحیح کہا ہے)

رکوع کی مسنون دعائیں:۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں فرماتے " **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** " (ترمذی حواله سابقه اسے امام ترمذی نے صحیح کہا ہے) میرا رب ہر عیب سے پاک ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رکوع میں تین بار " **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** " کہا اس کا رکوع پورا ہو گیا مگر یہ ادنیٰ درجہ کم از کم تعداد ہے۔(ابوداؤد، ابن ماجہ اسے امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے صحیح کہا ہے)

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) جب آپ کا انتقال ہوا تو شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسریؒ نے بے ساختہ کہا کہ "آج ہندوستان کا امام بخاری دنیا سے رخصت ہو گیا" بارہ دفعہ آپ کی نماز جنازہ ہوئی جنازہ کی نماز پڑھنے والے بتاتے ہیں کہ آپ کی وفات رمضان المبارک میں ہوئی سخت گرمی کا موسم تھا لیکن جب تک آپ کی نماز جنازہ ہوتی رہی اس وقت آسمان پر ابر رحمت کا سایہ قائم رہا۔(صراط مستقیم برمنگھم)

نبی ﷺ رکوع میں تین دفعہ پڑھتے تھے۔" سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ "

(ابو داؤد الصلاة باب مقدار الركوع والسجود حديث: ٨٨٥)

اللہ ہر عیب سے پاک ہے ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

نبی ﷺ رکوع میں فرماتے تھے " سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

(مسلم الصلاة باب ما يقال فى الركوع والسجود حديث: ٤٨٥)

اے اللہ! تیرے ہی لئے پاکی اور تعریف ہے تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے " سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی"

اے ہمارے پروردگار اللہ تو پاک ہے ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں یا الٰہی مجھے بخش دے۔(بخاری صفة الصلوة(الاذان) باب الدعاء فى الركوع حديث: ٧٩٤،٨١٧،٤٢٩٣،٤٩٦٧،٤٩٦٨)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے: " سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحُ " فرشتوں اور روح جبرئیل کا پروردگار نہایت پاک ہے۔(مسلم الصلاة باب ما يقال فى الركوع والسجود حديث:٤٨٧ و سنن ابى داؤد الصلوٰة باب ما يقول الرجل فى ركوعه وسجوده حديث: ٨٧٢)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے " سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ"

(ابوداؤد الصلاة باب ما يقول الرجل فى ركوعه وسجوده حديث: ٨٧٣)

غلبے، بادشاہی، بڑائی اور بزرگی کا مالک اللہ نہایت ہی پاک ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے تھے "اَللّٰهُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَ مُخِّی وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ"

(مسلم صلوٰة المسافرين باب الدعاء فى صلاة الليل وقيامه حديث: ٧٧١)

اے اللہ میں تیرے آگے جھک گیا تجھ پر ایمان لایا تیرا فرماں بردار ہوا میرا کان میری آنکھ میرا مغز میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے۔

اطمینان نماز کا رکن ہے:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ مسجد کے کونے میں تشریف فرما تھے اس شخص نے نماز پڑھی اور رکوع وسجود قومے اور جلسے کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیکم السلام واپس جا پھر نماز پڑھ اسلئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ گیا پھر نماز پڑھی جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی پھر آیا اور سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا وعلیکم السلام جا پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا آپ مجھے (نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ) سکھا دیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے ارادہ سے اٹھے تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کر، پھر قبلہ رخ کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو تیرے لئے آسان ہو پڑھ پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع (پورا) کر، پھر (رکوع) سے سر اُٹھا یہاں تک کہ (قومہ میں) سیدھا کھڑا ہو جا پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (مکمل) کر، پھر اطمینان سے اپنا سر اٹھا اور (جلسہ میں) بیٹھ جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے

سجدہ (پورا) کر پھر سجدے سے اپنا سر اٹھا اور دوسری رکعت کیلئے سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اس طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔(بخاری صفة الصلوٰة (الاذان) باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالاعادة حدیث: ۷۹۳ ومسلم الصلوٰة باب وجوب قرأة الفاتحة فی کل رکعة حدیث: ۳۹۷)

اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے وہ رکوع اور سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا قومہ اور جلسہ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اسے فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں آپ ﷺ نے ان ارکان کی ادائیگی میں عدم اطمینان کو نماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی یہاں تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

(ابوداؤد الصلوٰة باب صلوٰة من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود حدیث: ۸۵۵)

اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو رکوع سے سر اٹھا کر بالکل سیدھا کھڑا نہیں ہوتا یا سجدے سے اٹھکر بالکل اطمینان کے ساتھ سیدھا بیٹھ نہیں جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ شرابی، زانی اور چور کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے یعنی ان کا گناہ کتنا ہے صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور ان میں سزا بہت ہے اور کان کھول کر سنو بہت بری چوری اس آدمی کی ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔

(موطا امام مالك ۱/ ۱٦۷ باب العمل فی جامع الصلوٰة ابن حبان والسنن اکبریٰ للبیهقی ۸/ ۲۰۹۔ ۲۱۰ اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے)

اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے آہ ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا

ہمیں نماز کو تکبیر اولیٰ سے سلام پھیرنے تک مسنون طریقے سے ادا کرنا چاہیئے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے اس وقت آپ ﷺ رکوع میں تھے حضرت ابو بکرہؓ نے صف میں پہونچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور اسی حالت میں چل کر صف میں پہونچے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تیرا شوق زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا۔

(بخاری صفة الصلوٰة (الاذان) باب اذا رکع دون الصف حدیث: ۷۸۳)

بعض لوگ اس حدیث سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ اگر نمازی حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے رکعت شمار کرے گا کیونکہ حضرت ابو بکرہؓ نے رکعت نہیں دہرائی نہ ہی آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیام ضروری ہے نہ فاتحہ یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ

(۱) نبی اکرم ﷺ انھیں رکعت لوٹانے کا حکم دیا تھا یا نہیں؟ یا انھوں نے از خود رکعت کو لوٹایا تھا یا نہیں؟ اس کے متعلق حدیث خاموش ہے اس ضمن میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ محض ظن واحتمال کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔

(۲) اس کے برعکس ایسے صریح دلائل موجود ہیں جو ہر صاحب استطاعت کیلئے قیام اور فاتحہ دونوں کو لازم قرار دیتے ہیں۔

(۳) اور قاعدہ یہ ہے کہ جب احتمال اور صراحت آمنے سامنے آجائیں تو احتمال کو چھوڑ دیا جائے گا اور صراحت پر عمل کیا جائے گا۔

(۴) سیدھی سی بات یہ ہے کہ اس حدیث کا مرکزی نکتہ حضرت ابو بکرہؓ کا یہ فعل ہے کہ پہلے وہ حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوئے پھر اس کیفیت میں آگے بڑھتے

ہوئے صف میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے انھیں اسی فعل سے روکا تھا جماعت میں شامل ہونے کا شوق بجا مگر اس شوق کی تکمیل کا یہ طریقہ بہر حال مستحسن نہ تھا۔

(۵) لہذا اس حدیث کو اس کے اصل نکتے سے ہٹا کر قیام اور فاتحہ سے خالی رکعت کے جواز پر لانا درست معلوم نہیں ہوتا ۔

اس سلسلہ میں ایک استدلال یہ بھی سامنے آیا ہے وہ یہ کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا موقع ومحل چونکہ قیام ہے لہذا صرف وہی نمازی سورہ فاتحہ پڑھے گا جس نے امام کو حالت قیام میں پایا اور جس نے اسے حالت رکوع میں پایا اس کے حق میں سورہ فاتحہ کی قرأت ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لئے اس کی قرأت کا موقع ومحل باقی نہیں رہا۔

یہ استدلال بھی محل نظر ہے نقل وعقل کا دونوں کا انکار کرتے ہیں مثلاً

(۱) امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری **کتاب الاذان** میں ایک باب (۹۵) یوں قائم کیا ہے **باب وجوب القرآء ة للامام والماموم فی الصلوات کلھا فی الحضر والسفر وما یجھر فیھا وما یخافت**) یعنی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے خواہ امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر نماز سری ہو یا جہری۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے " **لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بام القرآن** " (**متفق علیہ**) **عن عبادہ بن الصامت** " یعنی جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت میں بھی سورہ فاتحہ رہ جائے تو ساری نماز نہیں ہوتی کیونکہ سورہ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے اور رکن کسی بھی مقام سے رہ جائے نماز ناقص ہو جاتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا " **من صلی صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی**

خداج ثلاثا غیر تمام "

(مسلم الصلوٰۃ باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ حدیث: ۱۴)

یعنی جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقت بچہ گرادے تو وہ کسی کام کا نہیں ہوتا اسی کو عربی میں خداج کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی کم از کم وہ رکعت تو ناقص ہوگی اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص ہو اور باقی نماز مکمل ہو۔

(۳) حدیث **لا صلوٰۃ** میں لا نفی جنس کا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت نماز کی جنس سے نہیں ہے لہذا نماز ناقص ہوئی۔

(۴) ارشاد نبوی ہے " **لا تجزی صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب** "
(صحیح ابن حبان سنن دار قطنی) اس حدیث میں " **لا تجزئ** " کا معنی ہے (**لا تکفی ولا تصح**) یعنی جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز صحیح ہوگی نہ اسے کفایت کرے گی اب جس رکعت میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی اسلئے اسے صحیح کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت دوبارہ پڑھی جائے۔

(۵) حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز کو نصف نصف تقسیم کر دیا ہے حدیث کے مطابق یہاں نماز سے مراد سورہ فاتحہ ہے جس کا نصف اول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، بزرگی اور توحید عبادت پر مشتمل ہے جبکہ نصف ثانی بندے کی دعاؤں پر مشتمل ہے جب بندہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی قبولیت کا اعلان فرماتے ہیں لیکن جو نمازی ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا

اس کی وہ رکعت اللہ کے اس انعام عظیم سے محروم رہتی ہے۔

(۶) تندرست اور صاحب استطاعت آدمی کیلئے نماز میں قیام کرنا ضروری ہے جس طرح رکوع اور سجدے کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح قیام یا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی لہذا یہ کہنا قرین انصاف نہیں ہے کہ جس نے امام کو حالت رکوع میں پایا اس کے حق میں سورہ فاتحہ کی قرأت ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لئے اس کی قرأت کرنے کا موقع ومحل باقی نہیں رہا اس کے برعکس یوں کہنا چاہیئے چونکہ اس شخص کی نماز سے دو اہم رکن قیام اور فاتحہ رہ گئے ہیں لہذا اسے یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔

(۷) حضرت ابوبکرہؓ کی حدیث میں (لا تعد) کے جو الفاظ ہیں ان میں تین وجوہ ممکن ہیں ایک تو وہی جو اکثر محدثین نے بیان کی ہے (لا تَعُد) یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا دوسری (لَا تُعِدْ) یعنی تو رکعت نہ دوہرا تیری نماز درست نہیں ہے تیسری (لَا تَعْدُ) یعنی دوڑ کر نہ آیا کر۔

اب قاعدہ یہ ہے کہ " **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** " یعنی جس دلیل میں کئی احتمال ہوں اسے کسی خاص مسئلے کی دلیل بنانا درست نہیں ہے لہذا ٹھوس دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے متعدد معانی کا احتمال رکھنے والے لفظ (**لا تعد**) سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۸) معروف ارشاد نبوی ہے " **صلّ ما ادرکت واقض ما سبقک** "

(مسلم المساجد باب استحباب اتیا ن بوقار و سکینة حدیث: ۶۰۲)

یعنی جو نماز تو امام کے ساتھ پالے اسے اس کے ساتھ پڑھ اور جو تجھ سے سبقت لے گئی اس کی قضا کر تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پا سکا ظاہر بات ہے کہ قیام اس سے سبقت لے گیا لہذا وہ فرمان نبوی " **وقض ما سبقک** " کا شرعاً مامور ہے اور اس حکم کی تعمیل کا

اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے کہ وہ اس رکعت کو دوبارہ پڑھے جس سے اس کا قیام اور فاتحہ رہ گئی ہے۔

(۹) رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی ہے " **مَن وجدنی قائما او راکعاً او ساجداً فلیکن هی علی الحال التی انا علیها** " (فتح الباری الاذان ۲/ ۲۶۹)

یعنی جو شخص مجھے قیام رکوع یا سجدے کی حالت میں پائے وہ اسی حالت میں میرے ساتھ شامل ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ کسی مقتدی کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تو رکوع کر رہا ہو اور مقتدی قیام کر رہا ہو۔

(۱۰) ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ **وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہ** ﴾ (الحشر : ۵۹)
یعنی رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں لے لو جبکہ آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے " **صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّی** " (بخاری / ۶۳۱) یعنی اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی اور نہ اپنی امت کو سکھائی ہے جس کی کسی رکعت میں قیام اور سورہ فاتحہ نہ ہوں ان مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ قیام اور سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

قومہ:۔ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں اگر آپ امام یا منفرد ہیں تو رکوع سے قومہ میں جاتے وقت یہ دعا پڑھیں:

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (صحیح بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب فضل (اللهم ربنا لك الحمد) حدیث:۷۹۶) **اللہ** نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

اور اگر مقتدی ہیں تو یہ کہیں " **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْهِ** "

(صحیح بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب ۱۲۶ حدیث:۷۹۹)

اے ہمارے رب تیرے ہی واسطے تعریف ہے بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت تعریف۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا " **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** "، پس ایک مقتدی نے کہا " **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ** "، پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا بولنے والا کون تھا یعنی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے (حوالہ سابق)

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو (قومہ میں) یہ دعا پڑھتے ۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْئٍ بَعْدَہٗ

(مسلم الصلوٰۃ باب مایقول اذا رفع راسہ من الرکوع حدیث:۴۷۶)

اللہ نے سن لی اس بندے کی بات جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے اللہ! تیرے ہی لئے ساری تعریف ہے آسمانوں زمین اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔

تنبیہ :۔ بہت سے لوگوں کو قومے کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے واضح ہو کہ رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو کر بڑے اطمینان سے قومہ کی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے اٹھ کر قومہ میں کھڑا ہونا برابر برابر ہوتا تھا سوائے قیام کے اور تشہد بیٹھنے کے یعنی یہ چاروں چیزیں رکوع، سجدہ؟ جلسہ اور قومہ طوالت میں قریباً برابر ہوتی تھیں۔

(بخاری صفۃ الصلاۃ الاذان باب حد تمام الرکوع والاعتدال فیہ حدیث: ۷۹۲)

بعض اوقات آپ ﷺ کا قومہ بہت لمبا ہوتا تھا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس قدر لمبا قومہ کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں۔

(صحیح مسلم الصلاۃ باب اعتدال ارکان الصلاۃ و تخفیفھا فی تمام حدیث: ۴۷۳)

سجدے کے احکام :۔ (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔

(ابو داؤد الصلوۃ باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ حدیث: ۸۴۰)

امام نوویؒ اور زرقانیؒ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابوداؤد ۸۳۸ اور امام دارقطنی بیہقی اور حافظ ابن حجرؒ نے ضعیف کہا ہے جبکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہاتھ پہلے رکھنے والی روایت صحیح ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی درج ذیل حدیث اس پر شاہد ہے نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (ابن خزیمہ ۱/ ۳۱۹ مستدرک ۱/ ۲۲۶)

گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کو امام اوزاعی، مالک، احمد بن حنبل اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ وغیرہم نے اختیار کیا ہے ابن ابی داؤد نے بھی کہا میرا رجحان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہؓ اور تابعینؒ سے بہت سی روایات ہیں۔

(۲) سجدے میں پیشانی اور ناک زمین پر ٹکائیں۔

(بخاری صفۃ الصلاۃ (الاذان) باب السجود علی الانف حدیث: ۸۱۲)

(۳) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر رکھیں۔

(ابو داؤد الصلاۃ باب افتتاح الصلاۃ حدیث: ۷۳٤)

(۴) سجدے میں دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر رکھنا بھی درست ہے۔

(ابو داؤد الصلاۃ باب رفع الیدین فی الصلاۃ حدیث: ۷۲٦)

(۵) سجدے میں ہاتھوں کی دونوں انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر رکھیں اور انھیں قبلہ رو رکھیں۔(حاکم ۲/ ۲۲۷ بیھقی ۲/ ۱۲)

(٦) سجدے میں دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے خوب زمین پر ٹکائیں۔

(ابو داؤد الصلاۃ باب صلاۃ من لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود حدیث: ۸٥۹)

(۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔ (دار قطنی ۱/ ۳٤۸ اسے حاکم اور ابن جوزی نے صحیح کہا ہے

(۸) پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف مڑے ہوئے رکھیں اور قدم بھی دونوں کھڑے رکھیں۔(بخاری صفة الصلوة الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد حدیث: ۷۹۲)

(۹) ایڑیوں کو ملائیں۔

بیھقی ۲/ ۱۱٦ اسے ابن خزیمہ حدیث: ٦٥٤ حاکم ۱/ ۲۲۸ اور ذہبی نے صحیح کہا ہے

(۱۰) سجدے میں سینہ پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھیں پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھیں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھیں

(ابوداؤد باب افتتاح الصلاۃ حدیث: ۷۳۰ ۷۳٤ ترمذی الصلاۃ باب ما جاء فی وصف الصلوة حدیث: ۳۰٤ اسے امام ترمذی اور ابن خزیمه نے صحیح کها هے)

(۱۱) سجدے میں کہنیوں کو نہ تو زمین پر ٹکائیں اور نہ پہلوؤں سے ملائیں بلکہ زمین سے اونچی رکھیں۔ (بخاری صفة الصلوة الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد حدیث: ۸۲۸)

(۱۲) سجدے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ اپنی کائیوں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے بلکہ انھیں اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ پچھلی جانب سے دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود حدیث: ۸۲۲)

(۱۳) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں، اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم نماز میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔(بخاری صفة الصلوة الاذان باب السجود علی الانف حدیث: ۸۱۲ و مسلم الصلوٰة باب اعضاء السجود حدیث: ٤۹۰)

بازو نہ بچھائیں:۔ بہت سے مرد اور عورتیں سجدہ میں بازو بچھا لیتے ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتے ہیں اور دونوں قدموں کو بھی زمین پر کھڑا نہیں کرتے واضح ہو کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت پاک کے خلاف ہے سنئے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی مرد یا عورت اپنے بازو سجدے میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے۔(بخاری صفة الصلوة الاذان باب لا یفترش ذراعیه فی السجود حدیث: ۸۲۲)

نبی ﷺ کے اس فرمان سے صاف عیاں ہے کہ نمازی (مرد یا عورت) کو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہنیاں یعنی بازو زمین سے اٹھا کر رکھنے چاہئیں نیز پیٹ بھی رانوں سے جدا رہے اور سینہ بھی زمین سے اونچا ہو آپ ﷺ مسلمان اور عورتوں کو یکساں فرماتے ہیں سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ اور اپنی دونوں کہنیاں بلند کر۔

(مسلم الصلوٰة باب الاعتدال فی السجود حدیث: ٤۹٤)

رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ ہاتھوں (بانہوں) کے نیچے سے گذرنا چاہتا تو گذر سکتا تھا۔ (مسلم الصلوٰة باب ما یجمع صفة الصلوة حدیث: ٤۹٦)

سجدہ قُرب الٰہی کا ذریعہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دراصل بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے پس سجدے میں بہت دعا کرو۔

(مسلم الصلاة باب مایقال فی الرکوع و السجود حدیث: ٤٩٤)

اللہ تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے کی حالت میں بندہ اس کے بہت نزدیک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے دعائیں مانگتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ عام طور پر زمین پر سجدہ کرتے تھے اسلئے کہ مسجد نبوی میں فرش نہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں نماز ادا کرتے اور زمین کی گرمی کی وجہ سے اگر وہ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتے تو سجدہ کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔

(مسلم الصلاة باب استحباب تقدیم الظهر فی اول الوقت فی غیر شدة الحر حدیث: ٦٢٠)

رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی بارش ہوئی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی اور آپ ﷺ نے کیچڑ میں سجدہ کیا آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا نشان تھا۔

(بخاری الاعتکاف باب من خرج من اعتکافه عند الصبح حدیث: ٢٠٤٠ مسلم الصیام باب فضل لیلة القدر حدیث: ١١٦٨)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زمین پر زیادہ عرصہ پڑی رہنے سے سیاہ ہوگئی تھی۔(بخاری الصلوٰة باب الصلوٰة علیٰ الحصیر حدیث: ٣٨٠ ومسلم المساجد ومواضع الصلوٰة باب جواز الجماعة فی النافلة حدیث: ٦٥٨)

سجدے میں بہشت:۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جب آدم کا (مومن) بیٹا سجدے کی آیت پڑھتا ہے (پھر پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہوکر کہتا ہے ہائے میری ہلاکت تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا پس اس کیلئے بہشت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی پس میرے لئے آگ ہے۔

(صحیح مسلم الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة حدیث: ٨١)

بہشت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ:۔ حضرت ربیعہ بن کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات گذارر ہا تھا آپ ﷺ کیلئے وضو کا پانی اور آپ کی دیگر ضروریات مسواک وغیرہ لاتا تھا ایک رات خوش ہوکر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کچھ دین ودنیا کی بھلائی مانگ (مجھ سے دعا کروا) میں نے کہا بہشت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور چیز میں نے کہا بس یہی پھر آپ ﷺ نے فرمایا پس اپنی ذات کیلئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔

(صحیح مسلم الصلوة باب فضل السجود والحث علیه حدیث: ٤٨٩)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لئے پورے خلوص کے ساتھ سجدوں کی کثرت لازم کر پس تیرے ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے گناہ بھی مٹائے گا۔

(صحیح مسلم الصلوة باب فضل السجود والحث علیه حدیث: ٤٨٩)

سجدہ کی مسنون دعائیں:۔(۱) رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے:

''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' یعنی میرا بلند پروردگار ہر عیب سے پاک ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے سجدے میں تین مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھا اس نے سجدہ پورا کیا مگر یہ ادنیٰ درجہ کم از کم تعداد ہے۔ (البزار والطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد ۲/۱۲۸)

(۳) مائی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

''سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ''

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب الدعاء فی الرکوع حدیث:۷۹٤)

اے ہمارے پروردگار اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کہتے تھے ''سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحُ''

(مسلم حوالہ سابقہ حدیث: ٤٨٧)

فرشتوں اور روح جبرئیل کا پروردگار نہایت ہی پاک ہے۔

(۵) رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے:

'' اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْرًا وَفَوْقِیْ نُوْرًا وَتَحْتِیْ نُوْرًا وَ أَمَامِیْ نُوْرًا وَخَلْفِیْ نُوْرًا وَعَظِّمْ لِیْ نُوْرًا .

(مسلم صلاة المسافرین باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامه حدیث: ٧٦٣)

اے اللہ! میرے دل میری بصارت اور سماعت کو ایمان کے نور سے منور فرما میرے دائیں بائیں اوپر نیچے سامنے اور پیچھے ہر طرف نور پھیلا دے اور میری ہدایت کی

روشنی کو بڑھا دے۔

(٦) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے'' اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَکَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ''

اے اللہ تیرے لئے میں نے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا میں تیرا فرمانبردار رہوا میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اس کی اچھی صورت بنائی اس کے کان اور آنکھ کو کھولا بہترین تخلیق کرنے والا اللہ بڑا ہی بابرکت ہے۔

(بخاری سجود القرآن باب من سجدلسجود القاری حدیث: ١٠٧٥)

آپ ﷺ سجدے کی آیت تلاوت کرتے تو سجدہ تلاوت میں یہ پڑھتے''سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَکَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ''

میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس نے اپنی قدرت وطاقت سے اسے بنایا کان بنائے آنکھیں بنائیں اللہ جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے بہت بابرکت ہے۔

(ابو داؤد ابواب السجود باب مایقول اذا سجد حدیث: ١٤٤)

دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا :۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے یعنی بچھاتے پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی یعنی پہلے سجدے سے سر اٹھا کر نہایت آرام واطمینان سے بیٹھ جاتے اور دعائیں جو آگے آتی ہیں پڑھ کر پھر دوسرا سجدہ کرتے۔

(ابوداؤد الصلاة باب افتتاح الصلوة حديث: ٧٣٠ ترمذی الصلوة باب ما جاء فی وصف الصلوة حديث: ٣٠٤ ابن ماجه اقامة الصلوة باب اتمام الصلوة حديث: ١٠٦٠)

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے تھے۔

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد الاول حديث: ١٥٨)

اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرتے۔

(نسائی باب موضع اليدين عند الجلوس للتشهدالاول ١١٥٨)

اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے۔

(صحيح مسلم المساجد باب جواز الاقعاء على العقبين حديث: ٥٣٦)

نبی ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسے میں بیٹھتے علاوہ ازیں نہ بیٹھنے والے کی نماز کی نفی فرمائی لیکن افسوس کہ عام لوگوں کو جلسے کا پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا ہوتا ہے جلسہ نماز میں فرض ہے اور اس میں طمانیت بھی فرض ہے نبی ﷺ کا جلسہ سجدے کے برابر ہوتا تھا۔

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب المكث بين السجدتين حديث: ٨٢٠)

کبھی کبھی زیادہ دیر تک بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ ﷺ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔ (بخاری حديث: ٨٢١ مسلم حديث: ٤٧٢-٤٧٣-٤٧٤)

جلسے کی مسنون دعائیں:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھتے۔

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ "

(ابوداؤد الصلوة باب الدعاء بين السجدتين حديث: ٧٥٠ ترمذی الصلوة باب ما يقول بين السجدتين حديث: ٢٨٤ اسے حاکم، ذہبی اور نووی نے صحیح کہا ہے)

اے اللہ مجھے تو بخش دے مجھ پر رحم فرما مجھے ہدایت دے مجھے عافیت سے رکھ اور مجھے روزی عطا کر۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے " رَبِّ اغْفِرْ لِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ "

اے میرے رب مجھے معاف فرما۔ اے میرے رب مجھے معاف فرما۔

(ابو داؤد ابواب الركوع والسجود باب ما يقول الرجل فی ركوعه وسجوده حديث: ٨٧٤ دارمی حديث: ٣٢٥) ابن ماجه حديث: ٨٩٧ اسے حاکم ١/ ٢٧١ اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

دوسرا سجدہ:۔ جب آپ پورے اطمینان سے جلسے کے فرائض سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خشوع وخضوع اور کامل اطمینان سے دعا یا دعائیں پڑھیں اور پھر اٹھیں۔

جلسۂ استراحت:۔ دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے اب دوسری رکعت کیلئے آپ کو اٹھنا ہے لیکن اٹھنے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں اس کی صورت یہ ہے :

رسول اللہ ﷺ " اللـه اکبر " کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے ہوئے بچھاتے اور اس پر بیٹھتے پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے۔

(ابوداؤد الصلاة باب افتتاح حديث: ٧٣٠ دارمی حديث: ١٣٥٨)

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طاق پہلی اور تیسری رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل سیدھے بیٹھتے تھے۔ (بخاری صفة الصلوة الاذان باب من استوى قاعداً حديث: ٨٢٣)

جلسۂ استراحت سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھیں۔

(بخاری صفة الصلوٰة الاذان باب کیف یعتمد علی الارض اذا قام من الرکعة حدیث: ٨٢٤)

دوسری رکعت :۔ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو الحمد شریف کی قرأت شروع کر دیتے اور دعائے افتتاح کیلئے سکتہ نہیں کرتے تھے۔

(مسلم المساجد باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقرأة حدیث: ٥٩٩)

تشہد :۔ اس کو قعدۂ اولیٰ بھی کہتے ہیں دوسری رکعت کے بعد (دوسرے سجدے سے اٹھ کر) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔

(صحیح بخاری الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد حدیث:٨٢٧ ، ٨٢٨)

دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھیں۔

(مسلم المساجد باب صفة الجلوس فی الصلاة حدیث: ٥٧٩)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

"کان رسول اللہ ﷺ اذا قعد یدعو وضع یده الیمنیٰ علیٰ فخذه الیمنیٰ ویدهُ الیسریٰ علیٰ فخذه الیسریٰ"

(مسلم المساجد باب صفة الجلوس فی الصلوة حدیث:٥٧٩)

رسول اللہ ﷺ جب نماز میں (تشہد) کے لئے بیٹھتے اور دعا فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔

معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے چاہے گھٹنوں پر رکھے چاہے رانوں پر اب آپ قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس جب تم نماز میں (قعدہ) کیلئے بیٹھو تو یہ دعا پڑھو:

" اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

(بخاری صفة الصلاة الاذان باب التشهد فی الآخرة حدیث: ٨٣١، ٨٣٥
ومسلم الصلاة باب التشهد فی الصلوة حدیث: ٤٠٢)

میری ساری قولی، بدنی اور مالی عبادت صرف اللہ کیلئے خاص ہے اے نبی آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے دوسرے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ان کلمات کو ادا کرنے سے ہر نیک بندے کو خواہ وہ زمین پہ ہو یا آسمان میں نمازی کا سلام پہونچ جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہے ہم " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" کہتے رہے جب آپ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم نے خطاب کا صیغہ چھوڑ کر غائب کا صیغہ پڑھنا شروع کر دیا یعنی ہم "**السلام علی النبی**" پڑھتے تھے (بخاری الاستئذان باب الأخذ بالیدین حدیث: ٦٢٦٥)

پہلے جملے کا معنیٰ ہے اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو اور دوسرے جملے کا معنیٰ ہے نبی اکرم ﷺ پر سلامتی ہو تا ہم بعد میں دوبارہ " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" پڑھا جانے لگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب یا حاضر ناظر نہیں سمجھتے تھے ورنہ وہ ایک دن کیلئے بھی " عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" کی جگہ " عَلَى النَّبِيِّ" نہ پڑھتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی میں آج تک کے مسلمان انہی الفاظ میں تشہد پڑھتے چلے آئے ہیں اس لئے نہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہر نمازی کے پاس حاضر ناظر ہوتے ہیں بلکہ اسلئے کہ یہ اتباع سنت کا تقاضا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کا درود وسلام اپنے حبیب ﷺ تک پہونچانے کا بندوبست کر رکھا ہے۔

(ابوداؤد المناسك باب زيارة القبور حديث: ٢٠٤١، ٢٠٤٢)

تو جس طرح ہم اپنی خط وکتابت میں صیغہ خطاب کے ساتھ ایک دوسرے کو سلام بھیجتے ہیں اسی طرح ہمارا سلام بھی اللہ تعالیٰ ان تک پہونچا دیتے ہیں الغرض الفاظ تشہد **عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ**‘‘ سے شرکیہ عقیدہ (آپ ﷺ کے عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے) کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔ **الحمد لله**

رسول اللہ ﷺ درمیانی تشہد میں تشہد سے فارغ ہوکر کھڑے ہو جاتے تھے مسند امام احمد ١ / ٤٥٩ اسکی سند صحیح ہے۔لہذا درمیانی تشہد میں صرف تشہد کافی ہے۔

(تاہم پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا بھی جائز بلکہ مستحب ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر أحسن البيان الاحزاب ٥٦)

اور اگر کوئی شخص تشہد کے بعد دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا جب تم دو رکعت پر بیٹھو تو التحیات کے بعد جو زیادہ پسند ہو وہ کرو

(نسائی كتاب التطبيق باب كيف التشهد الاول حديث: ١١٦٣)

اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیئے رسول اللہ ﷺ نے سنا ایک آدمی نماز میں دعا کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جلدی کی نماز میں پہلے اللہ کی تعریف کرو پھر نبی ﷺ پر درود بھیجو پھر دعا کرو۔(ابو داؤد ابواب الوتر باب الدعاء حديث: ١٤٨١) اسے حاکم اور

ذہبی نے صحیح کہا ہے۔لہذا درمیانی تشہد میں تشہد کے بعد درود اور دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ سبّابہ:۔ تشہد میں انگلی کا اُٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے اس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے قعدہ میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے نزدیک ہے اٹھالیتے پس اس کے ساتھ دعا مانگتے۔

(صحيح مسلم المساجد باب صفة الجلوس فى الصلوة حديث: ٥٨٠)

اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے جس طرح کہ بعد میں آنے والی روایات میں اس کی وضاحت اور تصریح موجود ہے۔

نبی ﷺ دائیں ہاتھ کی تمام انگلیوں کو بند کر لیتے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو قبلہ رخ کر کے اس کے ساتھ اشارہ کرتے۔(صحيح مسلم حواله مذكور حديث: ٥٨٠)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلی اٹھائی اور اسے ہلاتے تھے۔

(نسائى الافتتاح باب موضع اليمن من الشمال فى الصلوة حديث: ٩٩٠)

اسے ابن حبان ٤٨٥ اور ابن خزيمه ٧١٤ نے صحیح کہا ہے شیخ البانی فرماتے ہیں کہ انگلی کو حرکت نہ دینے والی روایت شاذ یا منکر ہے لہذا اسے حدیث وائل کے مقابلہ میں لانا جائز نہیں ہے۔

صرف لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد گرا دینا کی روایت سے ثابت نہیں ہے۔تشہد میں شہادت کی انگلی میں تھوڑا سا خم ہونا چاہیئے۔

(ابوداؤد حدیث ۹۹۱ اسےابن خزیمه حدیث: ۷۱۶اور ابن حبان حدیث: ۱۹۹ نے صحیح کہاہے)

قعدہ تشہد سے تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوں تو اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دو رکعت پڑھکر (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

(بخاری صفة الصلوٰة الاذان باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین حدیث: ۷۳۹)

اب آپ تیسری اور چوتھی رکعت بدستور پڑھ کر بیٹھ جائیں۔

آخری قعدہ (تشہد):۔اس آخری قعدے میں رسول اللہ ﷺ یوں بیٹھتے تھے جیسا کہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدہ آتا جس کے بعد سلام ہے یعنی جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کرکے فارغ ہوتے اور تشہد وغیرہ کے لئے بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکالتے اور اپنی جانب کے کولہے پر بیٹھتے پھر تشہد درود اور دعا پڑھکر سلام پھیرتے۔(ابوداؤد استفتاح الصلوٰة باب افتتاح الصلوٰة حدیث: ۷۳۰ امام ابن حبان ۵/ ۱۸۲، ۱۸۴) اور امام نوویؒ نے اسے صحیح کہاہے۔

بائیں جانب کولھے پر بیٹھنا تورک کہلاتا ہے یہ سنت ہے ہر مسلمان کو آخری قعدہ میں تورک ضرور کرنا چاہیئے کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری عورتیں تو آخری تشہد میں تورک کریں اور مرد اس سنت رسول ﷺ سے محروم رہیں۔

نبی ﷺ نے اس شخص کو منع کیا جو تشہد کی حالت میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو یہودیوں کی طرح نماز ہے۔

(بخاری الاذان باب سنة الجلوس فی التشهد حدیث: ۸۲۸)

اور کبھی کبھی خصوصاً عذر کے وقت اسے بچھانا بھی جائز ہے دیکھئے مسلم مع النوویؒ المساجد

باب صفة الجلوس فی الصلوة حدیث: ۵۷۹)۔

جب آپ اس قعدے میں بیٹھیں تو پہلے التحیات پڑھیں جس طرح دوسری رکعت پڑھ کر آپ نے پڑھی تھی اور رفع سبابہ بھی بدستور کریں التحیات ختم کر کے درج ذیل درود شریف پڑھیں:

درود ابراہیمی:۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

(صحیح بخاری الانبیاء باب ۱۰ حدیث: ۳۳۷۰)

یاالٰہی رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے یاالٰہی برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

(نوٹ) کسی بھی صحیح روایت میں درود شریف میں "سیدنا" یا "مولانا" کا لفظ موجود نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو درود سکھایا تھا اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو ہمیں بھی اضافہ نہیں کرنا چاہیئے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان کی پیروی راجح ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ درود کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّد.......... کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو سیدنا کے لفظ سے خالی ہو۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ میں تشریف لائے آپ ﷺ کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انھوں نے کہا تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اے محمد کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہوں اور تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں۔

(نسائی ۳/ ۵۰ حدیث ۱۲۹۵ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے)

درود ابراہیمی کے بعد کی دعائیں:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں آخری قعدے میں یوں دعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

(بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب الدعاء قبل السلام حدیث:۸۳۲ ومسلم المساجد باب ما یستعاذ منه فی الصلوة حدیث: ۵۸۹) صحیح مسلم کی روایت میں **الممات** سے پہلے **فتنة** کا لفظ نہیں ہے۔

یا الٰہی میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں دجال کے فتنے سے اور پناہ میں آتا ہوں موت وحیات کے فتنے سے یا الٰہی میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ (صحیح مسلم حواله سابق حدیث: ۵۹۰)

اے اللہ! میں جہنم اور قبر کے عذاب سے اور موت وحیات کے فتنہ اور فتنہ دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! نماز میں مانگنے کے لئے مجھے کوئی دعا سکھائیے کہ اسے التحیات اور درود کے بعد پڑھا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا پڑھ:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ''

(بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب الدعاء قبل السلام حدیث:۸۳٤ ومسلم الذکر والدعاء باب استحباب خفض الصوت بالذکر حدیث: ۲۷۰۵)

یا الٰہی بلا شبہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا پس مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ''

(مسلم صلاة المسا فرین باب الدعاء فی صلاة اللیل وقیامه حدیث: ۷۷۱)

اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہری تمام گناہ معاف فرما اور

جو میں نے زیادتی کی اور وہ جو گناہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے وہ بھی معاف فرما تو ہی اپنی درگاہ عزت میں آگے کرنے والا اور اپنی بارگاہ جلال سے پیچھے کرنے والا صرف تو ہی سچا معبود ہے۔

نماز کا اختتام:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے " **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَ كَاتُهُ** " اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے " **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ** " یعنی صرف دائیں طرف والے سلام میں "**وَبَرَ كَاتُهُ**" کا اضافہ کرتے ۔

(ابوداؤد ابواب الرکوع والسجود باب فی السلام حدیث: ۹۹۷) **امام نوویؒ اور امام ابن حجرؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔**

چند مزید احکام:۔ نبی ﷺ نے فرمایا نماز میں سانپ بچھو مار ڈالو۔

(ابوداؤد الصلوۃ باب العمل فی الصلوۃ حدیث: ۹۲۱)

(۲) نماز میں بچے کو اٹھانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ابوالعاص کی بیٹی امامہ آپ ﷺ کی نواسی آپ ﷺ کے کندھوں پر تھی آپ ﷺ رکوع فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب سجدہ سے فارغ ہوتے تو پھر اسے اٹھالیتے۔(بخاری الصلوۃ باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقه فی الصلوٰۃ حدیث: ۵۱۶_۵۹۹۶ مسلم المساجد باب جواز حمل الصبیان فی الصلوۃ حدیث: ۵۴۳)

(۳) نبی ﷺ نے فرمایا نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا بندے کی نماز میں شیطان کا حصہ ہے۔

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب الالتفات فی الصلوة حدیث: ۷۵۱ ـ ۲۳۹۱)

(۴) نبی ﷺ نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری العمل فی الصلوة باب الحضر فی الصلوة حدیث:۱۲۲۰)

(۵) نبی ﷺ نے فرمایا جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی المقدور روکے کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے۔

(مسلم الزهد باب تشمیت العاطس و کراهیة التثاوب حدیث: ۲۹۹۵)

(۶) ایک روایت میں ہے کہ جمائی کے وقت ہاہا نہ کہو کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

(بخاری بدء الخلق باب صفة الابلیس و جنوده حدیث: ۳۲۸۹_۶۲۲۲_۶۲۲۶)

(۷) نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں کو حالت نماز میں نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجانا چاہیئے ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔

(مسلم الصلوة باب النهی عن رفع البصر الی السمآء حدیث: ۴۲۸ـ ۴۲۹)

(۸) حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے معاویہؓ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت سائبؓ نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی حضرت معاویہؓ کہنے لگے آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملا ان کے درمیان کلام کرو یا جگہ تبدیل کرو۔(مسلم الجمعه باب الصلوة بعد الجمعة حدیث: ۸۸۳)

(۹) نبی ﷺ نے فرمایا نماز میں انسان اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ داہنی جانب نہ تھوکے بلکہ بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

(بخاری مواقیت الصلاة باب المصلی یناجی ربه عزوجل حدیث: ۵۳۱)

(۱۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص نماز میں اونگھے اسے چاہیئے کہ لیٹ جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہوجائے جوکوئی نیند میں نماز پڑھے گا تو اس کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ وہ استغفار کررہاہے یا اپنے آپ کو بددعادے رہاہے۔

(بخاری الوضوء باب الوضوء من النوم حدیث: ۲۱۲ ومسلم صلاۃ المسافرین باب امر من نفس فی صلاته حدیث: ۷۸٤)

(۱۱) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے تھے پھر " قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْن" آیت نازل ہوئی تو ہمیں چپ چاپ رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہوگیا۔

(بخاری العمل فی الصلوٰة باب ما ینهیٰ من الکلام فی الصلوٰة حدیث: ۱۲۰۰)

(کتاب نماز نبویؐ از ڈاکٹر شفیق الرحمٰن سے ماخوذ)

☆☆☆

نماز کے بعد مسنون اذکار

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا پورا ہونا تکبیر اللہ اکبر کی آواز سے پہچان لیتا تھا۔

(بخاری صفة الصلوٰة (الاذان) باب الذکر بعد الصلوٰة حدیث: ۸٤۱۔۸٤۲)

یعنی نبی ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے اللہ اکبر" کہنا چاہیئے۔

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنی نماز ختم کرتے تو تین بار فرماتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

پھر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالاِکْرَامِ

(مسلم المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوٰة حدیث: ۵۹۱)

یا الٰہی تو السلام ہے اور تیرے ہی طرف سے سلامتی ہے اے ذوالجلال والاکرام تو بڑا ہی بابرکت ہے۔

(۳) پھر یہ دعا پڑھتے:

رَبِّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

(نسائی السنن الکبریٰ کتاب صفة الصلوٰة باب نوع آخر من الدعاء حدیث: ۱۳۲٦)

اے میرے رب ذکر کرنے شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔

(۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد کہتے تھے " **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدّ** "

(بخاری صفة الصلوة الاذان باب الذكر بعد الصلوة حديث: ٨٤٤ ومسلم المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلوة حديث: ٥٩٣)

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے یا اللہ تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور تیری روکی ہوئی چیز کو کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ پکڑتے تھے:

" **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ** "

(بخاری الدعوات باب الاستعاذہ و من ارذل العمر من فتنة الذنب ومن النار حديث: ٦٣٧٤)

اے اللہ! میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے زیادہ بڑھاپے کی طرف پھیر دیا جائے اور اسی طرح میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے

تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں جو ہر نماز کے بعد یہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** ۳۳ بار **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** ۳۳ بار اور ایک بار **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ** (مسلم المساجد باب استحباب الذكر بعدالصلوة حديث: ٥٩٧)

اللہ ہر عیب سے پاک ہے ساری تعریف اللہ کی ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کیلئے ساری بادشاہت اور اس کیلئے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم کیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوّذات پڑھا کروں۔

معوّذات (اللہ کی پناہ دینے والی سورتیں) یہ ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کے شروع میں " قُلْ اَعُوْذُ" کا لفظ ہو انھیں معوذتین بھی کہا جاتا ہے یعنی قرآن مجید کی آخری دو سورتیں۔

(۸) حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز نہیں روکتی مطلب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائیگا۔ (نسائی فی عمل الیوم واللیلة ۱۰۰ اسے ابن حبان اور فوزری نے صحیح کہا ہے)

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِشَيۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَلَا يَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ﴾ (البقرة : ٢٥٥)

اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ زندہ ہے ہمیشہ قائم رہنے والا ہے وہ اونگھتا نہ سوتا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے بغیر کون اس کے پاس کسی کی سفارش کرسکتا ہے وہ جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے گذرا اور جو کچھ ان کے بعد ہوگا اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کرسکتے (معلوم نہیں کرسکتے) مگر یقیناً وہ چاہتا ہے اتنا علم جسے چاہے دے دیتا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اوران دونوں کی حفاظت اس کو تھکاتی نہیں وہ بلند بالا بڑی عظمتوں والا ہے۔

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا:۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے نہایت تعجب کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں مگران میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔

صاحب تحفۃ الاحوذی عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں امام ابن تیمیہ امام ابن قیم ابن حجر رحمہم اللہ اور بہت سے محققین علماء نے فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پانی کے استعمال میں اور

دعا کرنے میں حد سے تجاوز کریں گے۔

(ابو داؤد ابواب الوتر باب الدعاء حديث: ١٤٨٠ امام حاکم اورامام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں تفصیل درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹاتا (ابن السنی ١٣٨)

(۱) اس کی سند میں اسحاق ابن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے

(۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے ایک راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن خصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

(۳) خصیف کا انس رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ۔

(۴) علاوہ ازیں اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۲) یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی (فتاوی نذيريه)

اس حدیث کی سند حسن ہے صاحب مرعاۃ المفاتیح محدث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کتب احادیث کے اندر اصل حدیث میں "وَرَفَعَ يديه فدعا" دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کے الفاظ موجود نہیں ہیں علاوہ ازیں اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے (الادب المفرد للبخاری)

تاہم اس میں بھی جماعت کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر نہیں۔

قضاء نماز کے مسائل

اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز وقت پر ادا نہ کی جا سکے تو موقع ملتے ہی فوراً ادا کرنی چاہیئے، قضا نماز باجماعت ادا کرنا بہتر ہے۔

عن جابر ابن عبد الله ان عمر بن الخطاب یوم خندق جعل یسب الکفار قریش وقال یا رسول الله والله ما کدت ان اصلی العصر حتی کادت ان تغرب الشمس فقال رسول الله ﷺ فوالله لا صلیتها فنزلنا الیٰ بطحان فتوضأ رسول الله ﷺ وتوضأ نا فصلی رسول الله ﷺ العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعدها المغرب

(صحیح المسلم مع المنهاج کتاب المساجد باب الصلاة الوسطیٰ ٤/٢٧١ حدیث: ٦٣١)

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے دن حضرت عمرؓ غروب آفتاب کے بعد قریش کو کوستے ہوئے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے سورج غروب ہوتے ہوئے نماز عصر ادا کی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا واللہ! میں نے تو نماز عصر ادا نہیں کی پھر ہم سب مقام (بطحان) میں آئے آپ ﷺ نے اور ہم سب نے وضو کیا اور غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر (باجماعت) پڑھی پھر نماز مغرب ادا کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے اسے جب یاد آئے نماز پڑھ لے بھولی ہوئی نماز کا کوئی کفارہ نہیں مگر اسے ادا کر لینا ہی اس کا کفارہ ہے۔

(اللولو والمرجان الجزء الاول رقم الحدیث: ٣٩٧)

جو شخص وتر پچھلی رات ادا کرنے کے ارادے سے سو جائے لیکن جاگ نہ سکے تو وہ

نماز فجر سے پہلے یا سورج طلوع ہونے کے بعد ادا کر سکتا ہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو وتر پڑھنے کیلئے جاگ نہ سکے وہ صبح ادا کرلے۔

(صحیح سنن الترمذی للالبانی الجزء الاول رقم الحدیث: ٣٨٧)

حائضہ کیلئے حیض کے دنوں کی نماز کی قضا نہیں ہے۔

حضرت معاذہؒ روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا عورت حیض سے پاک ہو تو اسے قضا نمازیں پڑھنی چاہیئں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو خارجی ہے؟ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتیں ہمیں حیض آتا مگر ہمیں قضا نمازیں پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا یا مائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں فرمایا ''ہم قضا نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحیض باب لا تقضی الحائضالصلوة)

☆☆☆

سجدۂ سہو کا بیان

کسی کام میں بھول چوک ہوجانے کو سہو کہتے ہیں نماز میں بھی بھول چوک ہوجاتی ہے اس سے نماز کی خوبی میں جو کمی آجاتی ہے اس کو پورا کرنے کی صورت رسول اللہ ﷺ نے بتادی ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جس نماز میں سہو ہوجائے اس کی آخری رکعت میں التحیات درود شریف اور دعا پڑھ لینے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے ادا کرے اس کے بعد سلام پھیرے ان ہی دونوں سجدوں کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

سجدہ سہو کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً تین یا چار رکعت پر پرشک ہوجائے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کی بابت شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے اس کی نماز کی رکعات کو جفت کردیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے شیطان کیلئے ذلت کا سبب ہونگے۔(صحیح مسلم المساجد باب السهو فی الصلوة والسجود له حدیث: ٥٧١)

جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑجائے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اس کو ایک رکعت یقین کرے اور جس کو یہ شک ہو کہ دو پڑھی ہے یا تین تو وہ اس کو دو رکعت یقین کرے اور پھر آخری قعدہ میں سلام پھیرنے سے پہلے (سہو) کے دو سجدے کرے۔

(ترمذی الصلواة باب ما جاء فی الرجل یصلی فیشك فی الزیاده والنقصان حدیث: ٣٩٨ وابن ماجه اقامة الصلوة باب ماجاء فیمن شك فی صلاته فرجع الی الیقین حدیث: ١٢٠٩)

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد درود اور دعا پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں پھر اٹھ کر جلسے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں حدیث مذکور میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کا حکم ہے اس لئے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنے چاہئیں۔

قعدۂ اولیٰ کے ترک پر سجدہ:۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی پس پہلی دو رکعتیں پڑھکر کھڑے ہوگئے (یعنی قعدے میں سہواً نہ بیٹھے) پس لوگ بھی نبی ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے یہانتک کہ جب نماز پڑھ چکے اور آخری قعدے میں (سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی جبکہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

(بخاری صفة الصلوة (الاذان) باب من لم یر التشهد الاول واجباً حدیث:٨٢٩، ٨٣٠، ١٢٢٤، ١٢٢٥، ١٢٣٠ ومسلم المساجد باب السهو فی الصلوة حدیث: ٥٧٠)

نماز سے فارغ ہوکر باتیں کرنے کے بعد سجدہ:۔

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور گھر تشریف لے گئے ایک صحابی خرباق رضی اللہ عنہ اٹھ کے آپ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو سہو کا ذکر کیا تو آپ ﷺ تیزی سے لوگوں کے پاس پہونچے اور خرباق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق چاہی، لوگوں نے کہا خرباق سچ کہتا ہے پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا اور پھر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ (مسلم المساجد باب السهو فی الصلوة حدیث: ٥٧٤)

چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز (سہواً) پانچ رکعات پڑھائی آپ ﷺ سے پوچھا گیا کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے آپؐ نے فرمایا کیوں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھائی ہیں پھر آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے اور فرمایا میں بھی تمہاری مانند آدمی ہوں میں بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو پس جب بھول جاؤں تو مجھے یاد دلایا کرو۔

(بخاری الصلوٰۃ باب التوجه نحو القبلة حيث كان حديث: ٤٠١ مسلم المساجد باب السهو في الصلوة حديث:٥٧٢ السهو باب يكبر في سجدتي السهو حديث: ١٢٢٩)

اگر اس باب میں حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ کی حدیث **بخاری السهو باب يكبر في سجدتي السهو حديث: ١٢٢٩** بھی شامل کرلی جائے تو ان تمام روایات کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ

(۱) جب امام سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیردے اور مقتدی اسے باقی ماندہ نماز یاددلائیں تو وہ انھیں باقیماندہ نماز پڑھائے گا اور سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کریگا۔

(۲) اور اگر مقتدی اسے یہ یاد دلائیں کہ ہم نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے تو بھی ظاہر ہے کہ سلام تو پھر چکا ہے اب اسے صرف سجدۂ سہو ہی کرنا ہے۔

(۳) اگر رکعات کی تعداد میں شک پیدا ہوجائے یا قعدۂ اولیٰ چھوٹ جائے تو پھر سلام سے پہلے سجدۂ سہو کریگا البتہ اگر یہ شک پیدا ہوجائے کہ میں نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو دو پڑھی ہے یا تین؟ تو وہ کم تعداد شمار کرکے نماز مکمل کرے گا۔

اور اگر یہ شک پیدا ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار وہ شک کو نظر انداز کرتے ہوئے

اپنے یقین پر عمل کرے سجدۂ سہو وہ سلام سے پہلے ہی کرے گا۔

(۴) اگر نمازی کو کسی وجہ سے یہ احکام یاد نہ رہیں یا وہ ایسی بھول کا شکار ہوگیا ہے جو ان احادیث میں مذکور نہیں ہے تو پھر اسے جان لینا چاہیئے کہ نبی اکرم ﷺ نے سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کئے ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد بھی وہ جس صورت پر بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے گا انشاء اللہ العزیز۔

نماز میں امام کو غلطی پر تنبیہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مردوں کیلئے سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کیلئے تالی بجانا ہے تالی بجانے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پُشت پر مارے گی۔

(بخاری ٣/ ٧٧ مسلم ٢/ ٢٧ ابو داؤد حديث: ٢٤٨ النسائی ٣/ ١١ ترمذی :٢٠٥ ابن ماجه ١/ ٣٢٩ احمد ٢/ ٢٤١ ٢٦١ ، ٢٩٠)

☆☆☆

سنن ونوافل کا بیان

سنن ونوافل کی مشروعیت وفضیلت:۔ فرض نمازوں کے علاوہ ان سنن ونوافل کا ذکر بھی حدیثوں سے پوری تفصیل سے ملتا ہے جن کو نبی ﷺ دن کے مختلف حصوں اور اوقات میں پڑھا کرتے تھے نیز آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو ان نمازوں کو پڑھنے کی ترغیب فرماتے تھے ان سنن ونوافل کی حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا ایسا عمل بتلایئے کہ جب میں اسے کروں تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کردے آپ نے فرمایا اللہ کیلئے بکثرت سجدہ کرو کیونکہ تم جب اللہ کے لئے سجدہ کروگے تو اللہ اس کے عوض تمھارا درجہ بلند کرے گا اور تمھارا ایک گناہ معاف کردے گا۔

(۱) موکدہ سنّتیں:۔ فرض نمازوں سے پہلے اور ان کے بعد جن نمازوں کو پڑھنے کی حدیثوں میں تاکید آئی ہے ان کو سنن رواتب اور موکدہ سنتیں کہتے ہیں نبی ﷺ ان کو کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے بلکہ اگر کبھی کسی وجہ سے کوئی چھوٹ گئی تو آپؐ نے اس کی قضا کی ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے دن ورات میں بارہ رکعت پڑھی اس کیلئے جنت میں گھر بنایا جائے گا، ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت۔

(ترمذی الصلوۃ حدیث:۴۱۵ مسلم صلوۃ المسافرین باب فضل السنن الراتبہ قبل الفرائض وبعدھا)

فجر کی سنّت:۔ نماز فجر سے پہلے دو رکعت سنت کی حدیث میں بہت زیادہ فضیلت بیان

کی گئی ہے سنن رواتب کے درمیان اس سنت کا خاص مقام ہے نبی ﷺ نے فرمایا سنت فجر کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔

(مسلم صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنّة الفجر حدیث: ۷۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے کسی بھلائی کی طرف نبی ﷺ کو اس قدر بڑھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا سنت فجر کی طرف آپ بڑھتے تھے۔(بخاری التہجد باب تعاھد رکعتی الفجر حدیث: ۱۱۶۳ مسلم صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر حدیث: ۷۲۴)

دوسری نمازوں کے مقابلہ میں سنت فجر آپ ﷺ بہت ہلکی پڑھتے تھے حضرت عائشہؓ اس سلسلہ میں فرماتی ہیں نبی ﷺ فجر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تو اتنی ہلکی پڑھتے تھے کہ مجھے شک ہونے لگتا کہ آپؐ نے سورہ فاتحہ پڑھی یا نہیں۔(بخاری التہجد باب مایقرأ فی رکعتی الفجر حدیث: ۱۱۶۵ مسلم صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق نبی ﷺ سنت فجر ہمیشہ گھر میں پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد " **قُلْ یٰٓـاَیُّهَا الْکٰفِرُوْن** " اور دوسری رکعت میں " **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** " پڑھتے۔(مسلم صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنة الفجر حدیث: ۷۲۶ ابوداؤد الصلوة حدیث: ۱۲۵۶)

اور سنت فجر کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

(بخاری التہجد باب الضجعة علی الشق الایمن بعد رکعتی الفجر حدیث: ۱۱۶۰)

لہذا معلوم ہوا کہ سنت فجر کے بعد دائیں کروٹ لیٹنا سنت نبویؐ ہے خواہ آدمی نے مسجد میں سنت پڑھی ہو یا گھر میں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھ لے تو اپنے دائیں کروٹ لیٹ جائے۔

(مسلم مع النوویؒ ۵/۲۳۵)

سنت فجر کا وقت طلوع فجر سے نماز فجر شروع ہونے تک ہے اگر آدمی اسے نماز فجر سے پہلے نہ پڑھ سکے تو طلوع آفتاب سے پہلے یا اس کے بعد جب یاد آئے پڑھ لے نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز فجر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو اسے بلا کر فرمایا فجر کی فرض نماز دو رکعتیں ہیں تم نے مزید دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں اس شخص نے جواب دیا میں نے دو رکعتیں (جو فرض سے پہلے نہیں پڑھی تھیں) ان کو اب پڑھا ہے یہ سن کر آپ ﷺ خاموش رہے۔ (بخاری التهجد باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی حدیث: ۱۱٦٦)

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں آئے اور نماز فجر شروع ہو گئی ہو تو نماز میں شامل ہو جائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سنت فجر پڑھ لے لیکن اسے عادت بنا لینا ہرگز درست نہیں ہے اور نماز شروع ہو جانے کے بعد مسجد میں آ کر خواہ صف کے پیچھے یا مسجد کے کنارے سنت فجر پڑھنا سنت نبوی ؐ کے خلاف ہے۔

ظہر کی سنت :۔ اس سنت کی بھی حدیثوں میں بہت فضیلت وارد ہوئی ہے نبی ﷺ اس سنت پر مداومت فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

(بخاری التهجد باب الرکعتین قبل الظهر حدیث:۱۱۸۲)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ظہر سے پہلے سنت چار رکعت ہے اور یہی بات حضرت ام حبیبہؓ کی درج بالا حدیث میں بھی مذکور ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت سنت پڑھتے تھے۔

(بخاری التهجد باب الرکعتین قبل الظهر حدیث ۱۱۸۰)

علماء کرام نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان ظاہری تعارض کا متعدد جواب دیا ہے اس سلسلہ میں صاحب مرعاۃ المفاتیح محدث مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ اس تعارض کو اختلاف احوال پر محمول کیا جائے گا یعنی نبی ﷺ کبھی چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی دو رکعت تو حضرت عبداللہ بن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے جو دیکھا اسے بیان کیا لیکن چار رکعت پر عمل کرنا ہے (مرعاۃ المفاتیح ۴/۱۳۱)

مغرب کی سنت :۔ نماز مغرب کے بعد بھی آپ ﷺ ہمیشہ دو رکعت پڑھتے تھے اور ان کو گھر میں پڑھتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو بھی پڑھنے کا حکم دیتے تھے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور اس میں مغرب کی نماز ادا کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں سنت پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ نماز گھر میں پڑھنے کی ہے۔ (ابوداؤد الصلاۃ حدیث : ۱۳۰۰ ترمذی الصلاۃ حدیث: ٤٣٢)

عشاء کی سنت :۔ نماز عشاء کے بعد بھی آپؐ دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور اسے بھی آپ ﷺ عموماً گھر میں پڑھتے تھے۔

(۲) سنن غیر موکدہ :۔ مذکورہ بالا سنن موکدہ کے علاوہ کچھ ایسی سنتیں ہیں جن کی اتنی تاکید تو نہیں کی گئی ہے لیکن ان کو ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱) نماز عصر سے پہلے دو رکعت ۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عصر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد الصلوۃ حدیث: ۱۲۷۲)

نیز ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اس پر اللہ کی رحمت ہو۔ (ترمذی الصلوۃ حدیث: ٤٣٠ ابوداؤد الصلوۃ حدیث: ۱۲۷۱)

(۲) نماز مغرب سے پہلے دو رکعت ۔حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو پھر تیسری مرتبہ میں کہا جو چاہے اس خوف سے کہ لوگ اسے سنت (موکدہ) نہ بنالیں۔

(بخاری التھجد باب الصلوۃ قبل المغرب حدیث ۱۱۸۳)

(۳) نماز عشاء سے پہلے دو رکعت:۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہر دو اذان (یعنی اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے اخیر میں آپ ﷺ نے فرمایا جو چاہے۔

(مسلم صلوۃ المسافرین باب بین کل اذانین صلوۃ حدیث: ۸۳۸)

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کوئی فرض نماز ایسی نہیں ہے جس سے پہلے دو رکعت (سنت) نہ ہو۔(دار قطنی ۱/ ۲۶۷ ابن حبان ۶/ ۲۰۹ حدیث ۲۴۵۵)

دیگر نفل نمازیں:۔فرض نمازوں سے پہلے اور ان کے بعد پڑھی جانے والی درج بالا سنن کے علاوہ کچھ اور نمازیں ہیں جن کو نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے اور احادیث میں ان کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے ان نمازوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت کی نماز):۔ یہ نماز چاشت کے وقت یعنی آفتاب کے چوتھائی آسمان تک بلند ہونے کے بعد اور زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے نبی ﷺ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو اس کی ترغیب دی تھی چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

میرے خلیل نبی ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی جن کو میں زندگی بھر نہیں چھوڑوں گا ہر مہینہ تین دن روزہ رکھوں چاشت کی نماز ادا کروں اور سونے سے پہلے وتر کی

نماز پڑھ لیا کروں۔(بخاری التھجد باب صلوۃ الضحیٰ فی الحضر حدیث۱۱۷۸)

نیز حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے خود بھی چاشت کے وقت کی نماز حضرت ام ہانی کے گھر میں پڑھی تھی۔

(بخاری التھجد باب صلوۃ الضحیٰ فی السفر حدیث۱۱۷۶)

واضح ہو کہ چاشت کی نماز دو رکعت سے آٹھ تک پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ سب رکعت آپ ﷺ سے ثابت ہے کبھی آپ نے دو رکعت پڑھی ہے کبھی چار رکعت کبھی چھ رکعت کبھی آٹھ رکعت لہذا سب سنت ہے۔

(زاد امعاد ۳/ ۸۲۷۳ مرعاۃ المفاتیح ۴/ ۳۴۵ـ۳۴۶)

بعض حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ چاشت سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے جسے صلوٰۃ اشراق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورج اپنے مطلع سے ایک نیزہ یا دو نیزہ کے بقدر ڈھل جاتا (یعنی بلند) ہو جاتا جتنا کہ عصر کے وقت ڈوبنے کی جگہ سے بلند ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے تھے پھر آپ ﷺ انتظار کرتے اور جب چاشت کا وقت ہو جاتا تو آپ ﷺ چار رکعت پڑھتے۔(ترمذی الصلوۃ حدیث: ۵۹۸ مرعاۃ الفاتیح ۴/ ۳۴۷)

صلاۃ الحاجۃ:۔کوئی ضرورت یا اہم معاملہ درپیش ہونے پر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھنا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت وضرورت کا سوال کرنا مسنون ہے نبی ﷺ نے اس کی ترغیب فرمائی ہے اسی نماز کو صلوٰۃ الحاجۃ کہا جاتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص مکمل وضو کرے پھر دو رکعت پوری پوری ادا کرے تو جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا خواہ فوراً عطا کر دے یا دیر میں(احمد ۶/ ۴۳۴)

ایک حدیث میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کو جب کوئی اہم معاملہ

درپیش ہوتا تو آپ ﷺ نماز پڑھتے ۔ (ابوداؤد الصلوۃ حدیث: ۱۳۱۹) احمد ۵/ ۳۸۸)

صلوٰۃ الوضو اور تحیۃ المسجد :۔ آدمی جب بھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اسی نماز کو صلاۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کہتے ہیں اس نماز کی فضیلت کے سلسلہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے بلال ! اسلام لانے کے بعد تم نے کون سا ایسا عمل کیا ہے جس کے ثواب کی تم کو سب سے زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتے کی آواز سنی ہے میں نے کہا اپنے اعمال کے سلسلہ میں جس عمل کے ثواب کی مجھے زیادہ امید ہے وہ یہ ہے کہ میں دن رات کی جس گھڑی میں وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے جتنی نفل نمازیں مقدر ہوتی ہیں ان کو ضرور پڑھتا ہوں ۔ (بخاری التھجد باب فضل الطھور باللیل والنھار حدیث: ۱۱۴۹ مسلم فضائل الصحابہ باب من فضل بلال حدیث ۲۸۵۸)

مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنا مستحب ہے ۔

عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ ﷺ قال: اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے ۔

صلاۃ التوبہ (نماز توبہ) :۔ جب کسی آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس پر ندامت اور شرمندہ ہو اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اور مغفرت طلب کرے اس نماز کو نماز توبہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے اس نماز کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

جو شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرے پھر اچھی طرح پاک وصاف ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو ضرور بخش دیتا ہے ۔

(ابوداؤد الاستغفار حدیث: ۱۵۲۱ ۔ ترمذی الصلاۃ حدیث: ٤٠٦)

سفر سے گھر واپس پہونچنے کے بعد صلاۃ سفر :۔ سفر سے واپس گھر پہونچنے کے بعد مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت لوٹتے تھے اور جب مدینہ منورہ پہونچتے تو پہلے مسجد جاتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے پھر مسجد ہی میں بیٹھتے

(مسلم صلاۃ المسافرین باب استحبا ب الرکعتین فی المسجدلمن قدم من سفرحدیث: ٧١٦)

امام نوویؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں صراحت ہے کہ سفر سے واپس آنے والے کیلئے مستحب ہے کہ پہلے مسجد آئے اور دو رکعت نماز پڑھے اس سے تحیۃ المسجد مراد نہیں ہے ۔ (مسلم مع النووی ٥/٢٣٥)

سید الاستغفار کی فضیلت :۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں (بخاری الدعوات باب استغفار النبی ﷺ حدیث: ٦٣٠٧)

اور دوسری حدیث میں فرمایا:

اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں سو مرتبہ اس کی طرف توبہ کرتا ہوں ۔

(مسلم الذکر والدعاء باب الاستغفار والاستکثار منه حدیث: ٢٧٠٢)

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے

”اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ “

(بخاری الدعوات باب فضل الاستغفار حدیث ٦٣٠٦)

اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تو نے مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد و تیرے وعدے پر قائم ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کی برائی سے میں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں لہذا میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ گناہوں کو تو ہی بخشنے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس دعا کو صبح کے وقت اس پر ایمان رکھتے ہوئے پڑھے اور شام ہونے سے پہلے وفات پا جائے تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا اور جو شخص اس پر ایمان رکھتے ہوئے اسے رات میں پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے وفات پا جائے تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا ۔

صلاۃ التسبیح:۔ نفل نمازوں میں سے ایک صلاۃ التسبیح بھی ہے جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ترغیب دی تھی لہذا اس کا پڑھنا مشروع و مسنون ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایسی دس باتیں نہ بتاؤں کہ جب آپ انھیں کریں تو اللہ تعالی آپ کے اگلے پچھلے نئے پرانے دانستہ و نا دانستہ چھوٹے بڑے پوشیدہ اور اعلانیہ تمام گناہوں کو بخش دے اور وہ دس کلمات یہ ہیں آپ چار رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھیں پہلی رکعت میں قرأۃ سے فارغ ہونے کے بعد قیام ہی کی حالت میں پندرہ

مرتبہ یہ دعا پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

پھر رکوع کریں اور رکوع کی حالت میں اس دعا کو دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ کریں اور سجدہ کی حالت میں اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے اٹھکر بیٹھنے کے بعد اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر دوسرے سجدے میں جائیں اور اسے دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جائیں اور اسے دس مرتبہ پڑھیں تو یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوگئے اسی طرح چاروں رکعتوں میں کریں اگر آپ اس نماز کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھ سکتے ہوں تو پڑھ لیا کریں اور اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو پڑھ لیا کریں اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

(ابوداؤد الصلاۃ حدیث: ١٢٩٧ ترمذی الصلاۃ حدیث: ٤٨٢ علامہ البانیؒ نے اس حدیث کی تحسین کی ہے مشکاۃ المصابیح ١/ ٤١٩)

اس نماز کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ چونکہ اس کی کیفیت اور طریقہ دوسری نمازوں سے مختلف ہے اور اس کی روایت بھی ضعیف ہے اس لئے قابل عمل نہیں ہے اور نہ ہی یہ نماز مشروع ہے لیکن درحقیقت یہ حدیث متعدد صحابہ کرامؓ سے اور متعدد سندوں سے مروی ہے اسی لئے صاحب مرعاۃ المفاتیح محدث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک حق یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ضعیف نہیں ہے چہ جائیکہ موضوع ہو بلکہ اس کے حسن ہونے میں میرے نزدیک کوئی شک و شبہ نہیں ہے حتی کہ شواہد کی بنیاد پر اس کو صحیح لغیرہ قرار دینا بھی بعید نہیں ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح ٤/ ٢٧٤ بحوالہ نماز نبوی ص٩٥)